# سلفیت

## تعارف و حقیقت

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ
فضیلۃ الشیخ ابو حماد عبدالغفار مدنی حفظہ اللہ

جمع و ترتیب
فضیلۃ الشیخ عمرو عبدالمنعم سلیم حفظہ اللہ

AL-FURQAN TRUST

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

AL-FURQAN TRUST

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

# سلفیت

## تعارف و حقیقت

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ ابو حماد عبد الغفار مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب: فضیلۃ الشیخ عمرو عبد المنعم سلیم حفظہ اللہ تعالیٰ

الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

# سلفیت

## تعارف وحقیقت

تالیف: فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ ابوحماد عبدالغفار مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ — جمع وترتیب: فضیلۃ الشیخ عمرو عبدالمنعم سلیم حفظہ اللہ تعالیٰ

**سعودی عرب**

**دارالعلوم الندیہ للنشر والتوزیع**

س ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦

فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جدہ

معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

**المکتب الرئیسی الریاض، حي الفیصلة**

هاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

**مکتبه دار الفرقان، الریاض**

هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

**مکتبه بیت السلام، الریاض**

هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

**پاکستان**

**مکتبہ الکتاب**: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

**ڈیلرز**

**اسلامی اکیڈمی**: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

**کتاب سرائے**: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37320318

**نعمانی کتب خانہ**: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37321865

**مکتبہ اسلامیہ**: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37244973

**دار الکتب السلفیہ**: اقرا سینٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37361505

**مکتبہ قدوسیہ** غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 0321-4460487

**مکتبہ آل ابراھیم** غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 0322-4005775

**ملنے کے پتے**

- دار النور: 0321-5336844
- المسعود اسلامک بکس: 051-32261356
- تجلیات طیبہ 051-35535168
- الحرم (اسلامک بکس) 0300-322-4814274
- فضلی بکس: 021-32212991
- علمی کتاب گھر: 021-32628939
- مکتبہ رحمانیہ: 052-34591911
- مکتبہ اسلامیہ: 041-32631204
- مکتبہ اہل حدیث: 041-32629292

AL-FURQAN TRUST

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# فہرست مضامین

www.KitaboSunnat.com

❀ سخن ہائے مترجم ---------- 9

## اے داعیانِ اسلام! سب سے پہلے توحید

(ترجمہ:...... طارق علی بروہی)

❀ مقدمہ ---------- 13
❀ اے داعیان اسلام سب سے پہلے توحید ---------- 14
❀ جواب از علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ---------- 15
❀ انبیاء ورسل علیہم السلام کا منہج سب سے پہلے توحید پر عنایت اور اس کا اہتمام ---------- 15
❀ مسلمانوں کی غالب اکثریت آج ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی کا صحیح فہم نہیں رکھتی ---------- 19
❀ عقیدہ کا اہتمام کرنے کے وجوب کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ باقی شرعی عبادات، سلوک، معاملات اور اخلاق سے لاپرواہی برتی جائے ---------- 25
❀ بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں صحیح عقیدے اور اس کے لوازم کا واضح نہ ہونا ---------- 26
❀ صحیح عقیدے کی جانب دعوت عظیم جہد مسلسل کی متقاضی ہے ---------- 29
❀ تبدیلی یا انقلاب کی بنیاد منہج تصفیہ وتربیہ ---------- 31
❀ سیاسی عمل میں کون حصہ لے، اور کب؟ ---------- 31
❀ حکم الٰہی اپنی زندگی پر حسب استطاعت نافذ کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے ---------- 36

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ "سلفی منہج"

(مترجم:......طارق علی بروہی)


❀ مسلمانوں کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ "سلفی منہج" ---------- 39

❀ امت کی حالت زار فرقہ بندی اور حزبیت ---------- 39

❀ فرقہ ناجیہ کی علامت ---------- 42

❀ سلفی منہج ---------- 44

❀ مسلم امہ کے زوال کے اسباب ---------- 46

❀ محارم الٰہی کو حلال کرنا ---------- 47

❀ امت مسلمہ کو لاحق ہونے والے مہلک امراض ---------- 50

❀ ان مہلک امراض سے سبیل نجات ---------- 52

❀ فہم سلف یا فہم خلف ---------- 55

❀ التصفیہ والتربیہ ---------- 60

❀ بیع عینہ ---------- 65

❀ یہود کی روش ---------- 66


## سلفی دعوت کے اُصول ومبادی


❀ سلفی دعوت کی اصطلاح کب سے رائج ہوئی؟ ---------- 72

❀ مذہب بندی کے بارے میں سلفی موقف ---------- 72

❀ کتاب وسنت کی طرف محض نسبت اور ان دونوں پر عمل کے درمیان بہت بڑا فرق ہے -- 76

❀ سلفی کی حقیقت ---------- 78

❀ سلف صالحین کی اقتداء واجب ہے ---------- 85

❀ حق کا معیار ---------- 86


محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com




❀ سنت کی اقسام اور اس تک رسائی کا بہترین طریقہ ---------- 88
❀ موجودہ صورت حال پر ایک نظر ---------- 90
❀ دین میں فرقہ بندی کا سبب ---------- 91
❀ اتباع ---------- 91
❀ ایک غلط فہمی کا ازالہ ---------- 92
❀ منہج خلف کی پیروی کی چند مثالیں ---------- 95
❀ احادیث آحاد اور احادیث متواتر کے درمیان تفرق کرنا ---------- 95
❀ حدیث واحد کے حجت ہونے پر دلائل ---------- 97
❀ کتاب وسنت کے علم کے ساتھ سلف صالحین کے عمل کی معرفت بھی ضروری ---------- 99
❀ متاخرین کے خلاف ایک حجت ---------- 100
❀ اس مسئلہ میں سلف صالحین اور ائمہ اربعہ کا مؤقف ---------- 104
❀ صفات کے باب میں خلف کا مذہب سلف کی مخالفت کرنا ہے ---------- 105
❀ تشبیہ وتعطیل پر کلام ---------- 109
❀ صفات کے اثبات میں سلفی اصول ---------- 110
❀ نزدیک تعطیل ---------- 112
❀ صفات کے باب میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کا اضطراب ---------- 114
❀ آج بہت سے دعاۃ مذہب سلف کی مخالفت کرتے ہیں ---------- 115
❀ مذہب سلف کے طلباء اور مذہب خلف کے طلباء کے درمیان فرق ---------- 119
❀ اس حدیث کے بارے میں خلفیوں کا موقف ---------- 121


## سلفیت اور دیگر مذاہب


❀ کفرانہ حرکت کے باوجود مسلمان کو کافر نہیں کہا جا سکتا ---------- 125


محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



❀ اہل فترہ اور جنھیں دعوت نہیں پہنچی ان کا حکم ---------- 126
❀ قادیانیوں سے متاثر نئے مسلمانوں کا حکم ---------- 127
❀ اللہ کے نزدیک کافر کون؟ ---------- 129
❀ لوگوں تک دعوتِ توحید کی تبلیغ ---------- 129
❀ مذہب کے پیروکاروں کے بارے میں ہمارا موقف ---------- 132
❀ حق کی معرفت ضروری ہے ---------- 133
❀ ''عالم'' سبب ہے مقصد نہیں ---------- 134
❀ علماء کی اطاعت، اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے ---------- 135
❀ تقلید کی مذمت اور اس میں اہل کتاب کی مشابہت ---------- 136
❀ اہل کتاب کی پیروی اور ان کی مشابہت سے ممانعت ---------- 137
❀ خبر کی تصدیق کرنا ضروری ہے ---------- 139
❀ اصل کتاب وسنت کی پیروی ہے ---------- 140

## سلفی دعوت کے متعلق شکوک وشبہات

❀ شکوک وشبہات کا ازالہ ---------- 143

## سلفی دعوت کی حقیقت

❀ فضیلۃ الشیخ محمد عبد عباسی کے تمہیدی کلمات ---------- 161
❀ لفظ ''سلفی'' کا لغوی مفہوم ---------- 161
❀ متاخرین میں انحراف کے آثار ---------- 132
❀ غیر مسلموں کے دنیوی علوم سے استفادہ کی شروط ---------- 164
❀ سلفی دعوت کی تاریخ ---------- 166
❀ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں سلفی دعوت کی تجدید ---------- 168

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com




❀ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے دور میں سلفی دعوت کی تجدید ---------- 169
❀ سلفی دعوت کے اصول ومبادی ---------- 170
❀ صحیح دین کی ضرورت ---------- 171
❀ توحید کی اقسام ---------- 172
❀ بعض مشرکانہ اعمال کی مثالیں ---------- 174
❀ توحید اسماء وصفات ---------- 176
❀ توحید کی اہمیت اور شرک کے ہولناک خطرات ---------- 179
❀ اتباع کے باب میں سلفیت اور دوسرے مذاہب کا موقف ---------- 180
❀ متعلّم غیر مجتہد ---------- 182
❀ جھوٹے الزامات سے بری ---------- 183
❀ تربیت، تزکیہ اور صفائی قلب ---------- 183
❀ نظریۂ کشف ---------- 186
❀ بدعت سے اجتناب ---------- 187
❀ سلفی احادیث ضعیفہ اور موضوعہ سے بھی اجتناب کرتے ہیں ---------- 188
❀ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے منہج دعوت کا سرسری جائزہ ---------- 189
❀ شیخ عبد عباسی کے کلام پر ایک تنبیہ ---------- 192
❀ اشاعرہ کے تناقضات ---------- 194
❀ اہل سنت کا طریقہ استدلال ---------- 195
❀ دوسری دعوتوں کے مقابلے میں سلفی دعوت کی خصوصیت ---------- 196


## سلفی منہج (تالیف:.....محمد بن عمر بن سالم بازمول)


❀ سلفی منہج کی تعریف ---------- 199


محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com




❀ سلفی کا لغوی مفہوم ---------- 199

❀ سلفی اصول وضوابط ---------- 202

❀ کتاب وسنت کی اتباع سلف صالحین کی فہم کے مطابق ---------- 205

❀ جماعت کولازم پکڑنا اور حاکم وقت کی سمع وطاعت ضروری ہے ---------- 207

❀ مسلمان حاکم کے ظلم وزیادتی پر صبر کرنا ضروری ہے ---------- 218

❀ بدعت اور بدعتی سے اجتناب ---------- 223

❀ سلفی منہج کی پیروی کا حکم ---------- 226

❀ سلفی منہج کی پیروی کی فضیلت ---------- 227

❀ سلفی کی علامات ---------- 228

- ❀ پہلی علامت ---------- 229
- ❀ دوسری علامت ---------- 232
- ❀ تیسری علامت ---------- 235
- ❀ چوتھی علامت ---------- 241
- ❀ پانچویں علامت ---------- 249

❀ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اصلاح کا طریقہ ---------- 260

❀ خاتمہ کلام ---------- 270


محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# سخن ہائے مترجم

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی ہمہ گیر شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے علمی ورثے، تحقیقات، تعلیمات، آپ کے تعارف کے لیے کافی ہیں۔ تعارف تو اس شخص کا کرایا جاتا ہے جو گمنام ہو، مگر آپ تو بفضلہٖ تعالیٰ علم و ہدایت کا آفتاب و ماہتاب تھے۔ کتاب وسنت سے شغف رکھنے والا کون سا ایسا طالب علم ہو گا جو آپ کی شخصیت سے ناواقف ہو۔ آپ عصر حاضر کے محدث کبیر، مفسر، کتاب وسنت کے داعی، منہج سلف کے علمبردار تھے۔ از ابتداء تا دمِ حیات حدیث کی تحقیق وتخریج آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ جاتے جاتے صحیح احادیث وضعیف اور موضوع روایتوں کا الگ الگ کئی جلدوں پر مشتمل ایسا عمدہ مجموعہ اُمت کو دیے گئے کہ اُمت کا کوئی صاحب علم و تحقیق ان سے مستغنی نہیں ہوسکتا، اور جس لائبریری میں علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن القیم، علامہ ابن باز اور علامہ ناصر الدین البانی رحمہم اللہ کی تالیفات نہ ہوں۔ وہ لائبریری ناقص اور ادھوری سمجھی جاتی ہے۔ یقیناً آپ ہی جیسی مخلص اور منیب الی اللہ شخصیت محدث کہلانے کی مستحق تھی۔ آپ کی حیات مبارکہ صرف تحقیق وتخریج تک ہی محصور نہیں تھی بلکہ عوامی سطح پر ان کی دینی وعلمی پیاس بجھانے کے لیے دروس کا سلسلہ بھی جاری کیا جس سے نہ صرف عوام الناس کا طبقہ مستفید ہوتا بلکہ جامعات کے بڑے بڑے طلباء، اساتذہ اور اصحابِ فکر ونظر استفادہ کرتے تھے۔ آپ کے دروس اور محاضرات لغو اور بے جا قیل وقال سے بعید تر تحقیق کا مرقع اور دلائل سے پر ہوتے تھے۔

آپ نے ہمیشہ منہج سلف کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی۔ تقلید شخصی، مذہبی تعصب، فکری جمود، بے جا اور رکیک تاویلات، باطل افکار ونظریات نے مل کر مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



حلاوت اور چاشنی سے کافی دُور کر دیا تھا، قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلاف کرام کا طرۂ امتیاز تھا، آج ان کی پر کیف صدا اور سماعت سے کان گویا بہرے ہو گئے اور زبان گونگی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے علامہ البانی رحمہ اللہ کو آپ نے اُمت کو بیدار کیا اور انہیں قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی پر کیف اور جاں گزیں صداؤں سے مانوس کرنے کی بھر پور کوشش کی۔ اور اس میں کامیاب بھی رہے۔ (فجزاه الله خير الجزاء، و غفرله و ادخله جنة الفردوس زمه الانبياء، والصديقين والصالحين.)

چونکہ اس وقت برصغیر میں بالخصوص اور پورے عالم میں بالعموم اسلام کے نام پر مختلف تنظیمیں اور تحریکین وجود میں آ چکی ہیں اور وقتاً فوقتاً نئی نئی تحریکیں جنم بھی لیتی رہتی ہیں، سب کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ وہ دوسری اسلامی تحریکوں سے اعلیٰ و افضل ہیں اور وہ خالص اسلام کی خدمت اور لوگوں کو خالص اسلام کی دعوت بھی دے رہی ہیں۔ ان کی دعوت اتنی خالص ہوتی ہے کہ کتاب وسنت کی واضح تعلیمات سے یکسر خالی ہوتی ہے۔ سیدھے سادے مسلمان جو صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں لیکن ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مسلمان کیوں ہیں؟ اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ قرآن وسنت کیا ہے؟ ان کی واضح اور روشن تعلیمات کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسلام اور اس کی تعلیمات کی یہ صفت بیان کی تھی کہ "ليلها كنهارها" اس کی رات اس کے دن کی مانند ہے۔

لیکن آج نفس پرستوں نے معاملہ بالکل الٹ دیا ہے، اس کے دن کو رات بنا دیا ہے اور ان تمام معلومات سے عوام بالکل ناواقف ہوتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس قسم کے لوگ لا علمی اور ناواقفیت کی بنا پر ان تحریکوں کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت دونوں کو گنوا بیٹھتے ہیں۔ آخر وہ دنیا اور آخرت کیوں گنوا بیٹھتے ہیں اس لیے کہ جس تحریک یا تنظیم سے ان کا واسطہ ہوتا ہے وہ خود کتاب وسنت کے منہج پر نہیں ہوتی، بلکہ وہ کتاب وسنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کی آڑ میں اپنی خود ساختہ فکر کی نشر واشاعت کرتی ہے۔

ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی شخص اٹھے اور مسلمانوں کے سامنے قرآن وسنت کی روشن تعلیمات کو دلائل کی روشنی میں واضح کرے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اس اُمت کے سب سے اعلیٰ وافضل جماعت تھے، جن کے تقویٰ وطہارت، عبادت وقناعت، ایمان ویقین، پر کتاب وسنت کے نصوص شاہد ہیں جن سے اللہ تعالیٰ صرف راضی ہی نہیں ہوا تھا بلکہ اپنی رضا مندی کی آیت قرآن مجید میں نازل فرما کر قیامت تک مسلمانوں کے لیے مقام عبرت بنا دیا کہ آخر وہ بھی مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان ہیں لیکن اللہ ان سے راضی ہو گیا، ان کی دعاؤں پر آسمان کے فرشتے مدد کے لیے نازل کیے۔ پھر ہم سے راضی کیوں نہیں؟ یہی صحابہ کرام ہمارے بہترین اسلاف ہیں جن کو ہم سلف صالحین کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، آخر ان کا طریقہ ومنہج کیا تھا، وہ قرآن وسنت کو کیا سمجھتے تھے؟ ان کا طریقہ ومنہج واضح کرنے کے لیے علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے دروس کا بہترین سلسلہ شروع کیا تھا۔ سلف کسے کہتے ہیں؟ موجودہ سلفی تحریک کا ان سے کیا تعلق ہے؟ اس تحریک کا منہج دعوت وتبلیغ کیا ہے؟ شیخ موصوف نے اپنے دروس میں دلائل کی روشنی میں اسی مفہوم کو واضح کیا ہے، اسلام کے نام پر باطل تحریکوں اور تنظیموں کا قلع قمع کرتے ہوئے اسلام کا صحیح مفہوم پیش کیا ہے۔

یہ دروس کافی مفید تھے اور عربی زبان میں تھے، پھر کیسٹوں میں ریکارڈ تھے۔ اس لیے اس کے فائدے کو عام کرنے کے لیے فضیلۃ الشیخ عمرو عبدالمنعم سلیم حفظہ اللہ نے کیسٹوں سے کتابی شکل دیا، پھر چونکہ کتاب بھی عربی زبان میں تھی اور کافی مفید تھی، لیکن اُردو طبقے کا ہر فرد اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا اس لیے الفرقان ٹرسٹ نے اس کو اُردو جامہ پہنانے کے لیے مجھ جیسے طالب علم شخص کو یہ کام سونپا اور میں نے بھی اپنی ہزار کمزوریوں کے باوجود بطورِ سعادت اس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔ چونکہ تحریر وتقریر میں بڑا فرق ہوتا ہے وہ فرق یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



موجود تھا۔ پھر بھی میں نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ میں سلاست وروانی موجود رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولائے کریم فضیلۃ الشیخ پر اپنا فضل وکرم نازل فرمائے، ان کی لغزشوں سے پردہ پوشی کر کے انہیں جنت الفردوس عطا کرے اور اس کے ناشر کو سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین

ابوحماد عبدالغفار مدنی

جدہ۔ سعودی عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: ۱) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۷۰۔ ۷۱)

یہ انتہائی عظیم نفع بخش اور فائدہ مند رسالہ ہے [1] جو کہ ایک سوال کا جواب ہے جو اس دور کے علماء میں سے ایک عالم دین فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے دیا ہے اور (امت کو) نفع پہنچایا ہے، اس میں ایک ایسے سوال کا جواب دیا گیا ہے جو اس دین کی غیرت رکھنے والوں، اسے اپنے دل میں بسا لینے والوں اور اپنی فکر کو اس کے مطابق ڈھالنے کی شب وروز کوشش کرنے والوں کی زبان زد عام ہے اور وہ سوال مجمل طور پر مندرجہ ذیل ہے:

**سوال:**...... وہ کیا طریقہ کار ہے جو مسلمانوں کو عروج کی جانب لے جائے اور وہ کیا

---

[1] اس رسالے کی اصل ایک کیسٹ ہے، جسے کتابی صورت میں لکھنے کے بعد مجلۃ السلفیۃ چوتھے ایڈیشن ۱۴۱۹ھ میں طبع کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



راستہ ہے کہ جسے اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ انہیں زمین پر غلبہ عطا فرمائے گا اور دیگر اُمتوں کے درمیان جو ان کے شایان شان مقام ہے اس پر فائز کرے گا؟

پس علامہ البانی (نفع اللّٰہ بہ) نے اس سوال کا نہایت ہی مفصل اور واضح جواب ارشاد فرمایا۔ ہم نے اس جواب کی افادیت کے پیش نظر اسے نشر کرنے کا عزم کیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور مسلمانوں کو اس چیز کی طرف ہدایت دے جس سے وہ محبت کرتا اور راضی ہوتا ہے، بیشک وہ جواد وکریم ہے۔

## اے داعیان اسلام! سب سے پہلے توحید

**سوال:**......فضیلۃ الشیخ بلا شبہ آپ جانتے ہیں کہ امت مسلمہ کی دینی حالت نہایت ابتر ہے عقیدہ اور اعتقادی مسائل سے جہالت کے اعتبار سے اور اپنے مناہج میں افتراق کے اعتبار سے بھی کہ پوری دنیا میں اکثر دعوت اسلام پہنچانے میں اس عقیدہ اول اور منہج اول سے غفلت برتی جاتی ہے جس کے ذریعہ امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی۔ یہ المناک حالت یقیناً مخلص مسلمانوں کے اندر غیرت کو ابھارتی ہے اور اس کو بدل دینے اور اس خلل کی اصلاح کرنے کی جانب رغبت دلاتی ہے مگر جیسا کہ فضیلۃ الشیخ آپ جانتے ہیں کہ اس اصلاح کی خاطر وہ اپنے میلانات عقیدہ منہج میں اختلاف کی وجہ سے اپنے طریقہ کار میں اختلاف کا شکار ہیں۔ ان مختلف تحریکوں اور اسلامی حزبی جماعتوں کو آپ جانتے ہیں جو برسوں دہائیوں سے امت کی اصلاح کو ڈنڈھورا پیٹ تو رہی ہیں مگر اس کے باوجود ان کے لیے آج تک کوئی نجات یا فلاح رقم نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس ان تحریکوں کی وجہ سے فتنے ابھرے، آفتوں کا نزول ہوا اور عظیم مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کی وجہ ان کی اپنے عقیدہ ومنہج میں رسول اللہ ﷺ کے حکم اور جو کچھ آپ ﷺ لے کر آئے کی مخالف کرنا ہے۔ اس بات نے مسلمانوں خصوصاً شباب امت میں اس صورت حال کے علاج کی کیفیت کے بارے میں ایسا گہرا اثر چھوڑا ہے کہ سب حیران وپریشان ہیں۔ ایک مسلمان داعی جو منہج نبوت سے تمسک کرتا ہے اور سبیل المومنین کی اتباع کرتا ہے، فہم صحابہ اور جنہوں نے بطریقہ احسن ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پیروی کی بجاآوری کرتا ہے، وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس صورتحال کی اصلاح یا اس کے علاج میں مشارکت کے سلسلے میں اس نے ایک عظیم امانت کا بیڑا اٹھایا ہے۔

آپ کی کیا نصیحت ہے ایسی تحریکوں یا جماعتوں کی اتباع کرنے والوں کے لیے؟

اس صورتحال کے علاج کا کون سا نفع بخش اور مفید طریقے ہیں؟

ایک مسلمان کس طرح بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے لیے سامنے بری الذمہ ہوگا؟

**جواب** : ......انبیاء ورسل علیہم السلام کے منہج کے مطابق سب سے پہلے توحید پر خصوصی عنایت اور اس کا اہتمام واجب ہے۔

مسلمانوں کی جو زبوں حالی ابھی سوال میں بیان ہوئی ہم اس پر کچھ اضافہ کریں گے وہ یہ کہ یہ المناک صورتحال اس سے بدتر نہیں جو صورتحال جاہلیت میں عرب کی ہوا کرتی تھی کہ جب ان میں ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کیونکہ ہمارے، پاس تو رسالت موجود ہے اور اس کی تکمیل بھی اور ایسا گروہ بھی جو حق پر قائم ہے، جن کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے اور یہ لوگوں کو عقیدہ، عبادت سلوک اور منہج کے اعتبار سے صحیح اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ بلاشبہ مسلمانوں کے بہت سے گروہوں کی جو حالت ہے وہ دور جاہلیت کے عرب کی مانند ہے۔

اس بنا پر ہم یہ کہتے ہیں: ان کا علاج بھی وہی علاج ہے اور ان کی دواء بھی وہی دوا ہے چنانچہ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جاہلیت اول کا علاج کیا تھا، اسی طرح تمام موجودہ داعیان اسلام کو کلمہ توحید ''لا الہ الا اللہ'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں'' کے سوفہم کا علاج کرنا ہوگا اور انہیں چاہیے کہ اپنی اس المناک حالت کا اسی علاج و دواء سے معالجہ کریں۔ اس کا معنی بالکل واضح ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور و تدبر کریں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۝﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کو یاد کرتا ہے۔‘‘

پس ہم مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے معالجہ کے لیے اور ہر دور کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ ہی بہترین نمونہ ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسی چیز سے ابتداء کریں جس سے ہمارے نبی ﷺ نے ابتداء کی تھی یعنی سب سے پہلے مسلمانوں کے فاسد عقائد کی اصلاح کرنا، پھر اس کے بعد ان کی عبادتوں کی اور پھر ان کے سلوک کی۔ میری اس ترتیب سے کہ سب سے پہلے اہم ترین چیز سے شروع کرنا چاہیے پھر اس کے بعد جو اہم ہو پھر جو اس کے بعد۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ میں ان میں تفریق کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ مسلمان اس کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔ یہاں مسلمانوں سے میری مراد طبعاً داعیان ہیں۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ میں کہوں مسلمانوں کے علماء کیونکہ صد افسوس آج داعیان کے اندر ہر مسلمان داخل ہے خواہ وہ علمی طور پر بالکل کنگال ہی کیوں نہ ہو۔ پس وہ اپنے آپ کو داعیان اسلام شمار کرنے لگتے ہیں۔ اگر ہم اس معروف قاعدے کو یاد رکھیں جو صرف علمائے کرام کے نزدیک ہی نہیں بلکہ ہر ذی عقل شخص کے نزدیک بھی جانا پہچانا ہے ((فاقد الشیء لا یعطیه)) ’’جو کسی چیز کا خود حامل نہیں وہ دوسروں کو نہیں دے سکتا‘‘ ہم جانتے ہیں آج ایک بہت بڑا گروہ ہے جو لاکھوں مسلمانوں پر مشتمل ہے جس کی طرف نظریں اٹھتی ہیں جب دعاۃ (داعیوں) کے لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ میری اس سے مراد تبلیغی جماعت ہے، اس کے باوجود اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بموجب:

﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الاعراف: ۱۸۷)

’’اور اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

ان کے طریقہ دعوت کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ جن امور کا میں نے ابھی ذکر کیا یعنی عقیدہ، عبادت اور سلوک ان میں سے پہلی بنیاد یا اہم ترین بات کے اہتمام سے وہ مکمل طور پر اعراض برتتے ہیں۔ اس اصلاح سے جس سے نہ صرف رسول اللہ ﷺ نے بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آغاز فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل: ٣٦)

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا جس نے یہی دعوت دی کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔''

پس یہ لوگ اس بنیادی اساس اور ارکان اسلام میں سے رکن اول کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے جیسا کہ تمام مسلمان اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ وہی بنیادی اساس ہے جس کی دعوت تمام رسولوں میں سے پہلے رسول نوح علیہ السلام تقریباً ہزار سال دعوت دیتے رہے۔سب جانتے ہیں کہ پچھلی شریعتوں میں ان احکام عبادات ومعاملات کی تفصیل موجود نہ تھی جو ہمارے دین میں معروف ہیں کیونکہ یہ دین تمام سابقہ شریعتوں اور ادیان کو ختم کرنے والا ہے، اس کے باوجود نوح علیہ السلام اپنی قوم میں پچاس کم ہزار سال رہے اور اپنا تمام تر وقت اور اہتمام اسی دعوت توحید پر صرف فرمایا لیکن ان کی قوم نے ان کی دعوت سے اعراض برتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں بیان فرمایا:

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ (نوح: ٢٣)

''اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودات کو اور نہ چھوڑنا ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو۔''

پس یہ دلائل اس بات پر قطعی دلالت کرتے ہیں کہ وہ داعیان کو جو ''صحیح و برحق اسلام'' کی جانب دعوت دینا چاہتے ہیں ان کے نزدیک سب سے اہم چیز اور جس کی دعوت کا ہمیشہ اہتمام خاص کرنا چاہیے وہ دعوت توحید ہے اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: ١٩)

''جان لو! اس بات کا علم حاصل کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔''

اور یہی تھی سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) عملاً وتعلیماً۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جہاں تک ان کے فعل کا تعلق ہے تو اس کو زیادہ ڈھونڈنے یا ریسرچ کی ضرورت نہیں کیونکہ نبی ﷺ کریم کے مکی دور میں آپ ﷺ کے افعال اور دعوت غالباً محصور تھی اپنی قوم کو اس بات کی دعوت دینے پر کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں۔

جہاں تک تعلیم کا معاملہ ہے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو صحیح بخاری ومسلم میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا تو حکم ارشاد فرمایا: ((لیکن اول ما تدعھم الیہ: شھادة ان لا الہ الا اللہ، فان ھم اطاعوك لذلك...... الخ الحدیث.)) ❶ ''سب سے پہلی چیز جس کی طرف تم انہیں دعوت دو وہ اس بات کی گواہی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو پھر.......... آخر تک جو حدیث ہے۔'' ❷ یہ حدیث لوگوں کو معلوم ہے اور بہت مشہور ہے۔ ان شاء اللہ

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو اسی چیز سے ابتداء کرنے کا حکم فرمایا جس سے خود آپ ﷺ نے ابتداء فرمائی تھی اور وہ توحید کی جانب دعوت تھی۔ بلا شبہ وہ مشرکین عرب جو اس بات کو خوب اچھی طرح سے سمجھتے تھے جو ان کی زبانی میں کہا جاتا تھا، ان میں اور عرب مسلمانوں کی آج کل ایک غالب اکثریت میں بہت بڑا فرق ہے، جنہیں اس بات کی آج دعوت نہیں دینی پڑتی کہ وہ زبان سے ''لا الہ الا اللہ'' کہیں کیونکہ یہ سب تو پہلے ہی اپنے مذاہب، طریقوں اور عقائد کے اختلافات کے باوجود اس کے قائل ہیں۔ یہ سب کہتے ہیں کہ ''لا الہ الا اللہ'' لیکن درحقیقت یہ اس بات کے زیادہ ضرورت مند ہیں کہ وہ اس کلمہ طیبہ کا فہم حاصل کریں۔ یہ ایک بالکل بنیادی فرق ہے ان اولین عرب میں جنہیں

---

❶ حدیث صحیح: رواہ البخاری: ١٣٩٥ وفی غیر موضع، ومسلم ١٩، وابوداود: ١٥٨٤، والترمذی: ٦٢٥، کلھم من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ.

❷ حدیث میں آگے یہ بیان ہوا ہے کہ ''اگر وہ یہ شہادتیں تسلیم کر لیں تو پھر انہیں خبر دینا پنج وقتہ نماز کی فرضیت کی اگر وہ بھی مان لیں تو پھر خبر دینا زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں۔ (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رسول اللہ ﷺ نے جب اس بات کی طرف دعوت دی کہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' کہیں تو وہ تکبر کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں صریحا بیان ہوا۔ ❶ وہ کیوں تکبر کرتے تھے؟ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کلمے کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو برابر والا نہ بناؤ اور نہ ہی اس کے سوا کسی کی عبادت کرو جبکہ وہ اس کے سوا اوروں کی بھی عبادت کرتے تھے۔ پس وہ غیر اللہ کی نذر و نیاز، غیر اللہ سے توسل، غیر اللہ کے لیے ذبح اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا دوسرے احکام پر چلتے یہاں تک کہ وہ غیر اللہ سے استغاثہ (فریاد) کرتے تھے۔

یہ وہ مشہور شرکیہ اور وثنیہ (بت پرستی، قبر پرستی) وغیرہ کے وسائل ہیں جن میں وہ مبتلا تھے، اس کے باوجود وہ اس کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' کے لوازم کو عربی لغت کے اعتبار سے جانتے تھے۔ کہ ان تمام امور کو چھوڑنا پڑے گا، کیونکہ یہ ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی کے منافی امور ہیں۔

## مسلمانوں کی غالب اکثریت

## آج ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی کا صحیح فہم نہیں رکھتی

جبکہ آج کے مسلمان جو ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی دیتے ہیں وہ اس کے معنی اچھی طرح نہیں سمجھتے بلکہ وہ اس کا مکمل طور پر برعکس معنی سمجھتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں: ان میں سے بعض نے ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی پر ایک رسالہ تالیف کیا ❷ تو اس میں ''لا الہ الا اللہ'' کا معنی ''لارب الا اللہ'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں) کیا۔ یہ تو وہ معنی ہے جس پر مشرکین ایمان رکھتے تھے اور اسی پر وہ گامزن تھے، مگر ان کے اس ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

❶ اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ○ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ﴾ (الصافات: ٣٥۔ ٣٦) ''ان مشرکوں سے جب یہ کہا جاتا تھا ''لا الہ الا اللہ'' ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں'' تو وہ کہا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودات کو ایک شاعر و مجنون کے کہنے پر چھوڑ دیں گے۔

❷ یہ شیخ محمد ہاشمی ہیں جو صوفی طریقہ ''شاذلیہ'' کے ملک شام میں تقریباً پچاس سال سے شیخ یا پیر صاحب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾

(لقمان : ۲۵)

''اور (اے نبی ﷺ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے تو وہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ: اللہ (ہی ان کا خالق ہے)۔''

پس مشرکین اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہے جس کا کوئی شریک نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس کے برابر والے اور شریک مقرر کرتے تھے۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ رب واحد ہے مگر معبودات بہت سے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کا رد فرمایا اور اپنے اس فرمان سے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنا قرار دیا۔

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.....﴾ (الزمر : ۳)

''جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اسی لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قربت اور نزدیکی دلا سکیں۔''

مشرکین یہ بات جانتے تھے کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اقرار اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی عبادت کو چھوڑنا ہوگا۔ جبکہ آج مسلمانوں کی غالب اکثریت اس کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں) کی تفسیر ''لا الا رب'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں) کرتی ہے اگر کوئی مسلمان لا الٰہ الا اللہ'' کہے مگر وہ اللہ تعالیف کے ساتھ کسی اور کی بھی عبادت کرے تو وہ عقیدۃً مشرک ہی ہے اگرچہ ظاہری اعتبار سے وہ مسلمان ہے کیونکہ اس نے کلمے ''لا الٰہ الا اللہ'' کو زبان سے پڑھا ہے تو وہ اس زبانی اقرار کس سبب لفظی اعتبار سے ظاہراً مسلمان ہے۔ اسی وجہ سے ہم پر داعیان اسلام ہونے کے ناطے سے توحید کی جانب دعوت اور جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کے معنی سے جاہل ہے اور اس کی عملی مخالف کرتا ہے اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



حجت تمام کرنا واجب ہے۔ ان کا معاملے مشرکوں سے اس طور پر الگ ہے کہ وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے سے ہی انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً جبکہ مسلمانوں کی آج یہ بہت کثیر تعداد (جن میں عقائد کا بگاڑ پایا جاتا ہے ظاہراً) مسلمان ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((فاذا قالوھا عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ تعالی)) ❶ ''اگر وہ اس کلمے کو پڑھ لیں تو وہ مجھ سے اپنی جان اور مال محفوظ کر لیں گے سوائے اسلامی اعتبار سے ان کی جان و مال لینے کا کوئی حق بنتا ہو اور ان کے باقی اعمال کا حساب اللہ پر ہے۔''

اسی لیے میں ایک بات کرتا ہوں اور اس قسم کی بات شاذ ونادر ہی مجھ سے صادر ہوتی ہے کہ: کلمے کے غلط فہم کے اعتبار سے موجودہ دور کے بہت سے مسلمانوں کی حالت جاہلیت کے دور کے عام عربوں سے بھی گئی گزری ہے، کیونکہ مشرکین عرب اس کا فہم تو رکھتے تھے مگر اس پر ایمان نہ لاتے تھے جبکہ آج مسلمانوں کی غالب اکثریت وہ بات کہتے ہیں (یعنی لا الہ الا اللہ) جس کا وہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ کہتے تو ہیں ''لا الہ الا اللہ'' مگر کما حقہ اس کے معنی پر ایمان نہیں رکھتے۔ ❷ اسی وجہ سے میرا یہی اعتقاد ہے کہ جو حقیقی داعیان اسلام ہیں ان پر واجب ہے کہ وہ اس کلمے ہی کے گرد اپنی دعوت کو قائم کریں اور سب سے پہلے اس کے حقیقی معنی اختصار سے بیان کریں پھر اس کلمہ طیبہ کے لوازم کا تفصیلی بیان کریں کہ عبادات میں اس کی تمام تر صورتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب مشرکین کا یہ قول ذکر فرمایا کہ:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى

---

❶ حديث صحيح: رواه البخاري ٢٥، وفي غير موضع، ومسلم ٢٢ وغيرهم، من حديث ابن عمر رضي الله عنهما.

❷ قبروں کی عبادت، غیر اللہ کے لیے ذبح، مردوں کو پکارنا جیسے شرکیہ اعمال جو ایک حقیقت ہے اور ہمارے معاشروں میں موجود ہے جو اعتقاد رافضہ (شیعہ)، صوفی اور طریقت پر چلنے والے رکھتے ہیں۔ پس قبروں کا حج کرنا، شرکیہ مزارات وتعزیوں کا قیام اور ان کا طواف اور صالحین اولیاء سے فریادیں کرنا اور ان کی قسمیں کھانا جیسے عقائد ان کے یہاں ثابت شدہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اللّٰهِ زُلْفٰی....﴾ (الزمر: ۳)

''جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر صرف اسی لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قربت اور نزدیکی دلا سکیں۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کو جو غیر اللہ کے لیے کی جائے کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' سے کفر قرار دیا۔ اسی لیے میں آج یہ کہتا ہوں: مسلمان کا اجتماع بنانے اور انہیں جمع کرنے سے مطلقاً کوئی فائدہ نہیں اگر ہم انہیں گمراہی میں ہی پڑا رہنے دیں اور اس کلمہ طیبہ کا صحیح فہم انہیں بیان نہ کریں۔ یہ (جمع کرنا) انہیں اس دنیا تک میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا چہ جائیکہ آخرت میں کوئی فائدہ پہنچا پائے! ہم نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان جانتے ہیں: ((من مات وهو يشهد ان لا اله الا الله مخلصا من قلبه حرم الله بدنه على النار)) ''جو فوت ہوا اس حال میں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا تھا اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن کو جہنم کی آگ پر حرام قرار دیا ہے) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ((دخل الجنة)) [1] ''جنت میں داخل میں ہوگا۔'' پس جنت میں دخول کی ضمانت دینا ممکن ہے چاہے اس کے کہنے والے کو جہنم میں کسی بھی قسم کا عذاب ملنے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ جو کوئی اس کلمے کا صحیح اعتقاد رکھتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ عذاب سے دو چار ہو اپنے ان گناہوں کی پاداش میں جن کا وہ مرتکب ہوا۔ مگر اس کا آخری ٹھکانہ تو جنت ہی ہے۔ اس کے برعکس جس نے زبان سے تو اس کلمے کو ادا کیا مگر دل سے صحیح ایمان نہ رکھتا تھا تو اسے یہ آخرت میں کوئی بھی نفع نہ پہنچا سکے گا، ہاں البتہ دنیا میں کچھ فائدہ پہنچا دے جیسا کہ اگر مسلمانوں کی قوت وسلطنت ہو تو اس سے قتال یا اس کا قتل نہیں کیا جائے گا لیکن آخرت میں وہ اسے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا الا یہ کہ اس نے اولاً اس کے معنی سمجھ کر پڑھا ہو اور ثانیاً اس معنی کا اعتقاد بھی رکھتا ہو کیونکہ صرف فہم کا ہونا کافی نہیں جب تک کہ اس فہم کا اعتقاد بھی ساتھ

[1] حدیث صحیح: رواہ احمد: ۵/ ۲۳۶، وان حبان ٤، زوائد، وصححه الالبانی فی الصحیحة ۳۳۵۵.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نہ ہو۔ میرے خیال میں اکثر لوگ اس نقطے میں غافل ہیں۔ وہ یہ کہ ایمان کا فہم ہونا کافی نہیں جب تک دونوں امور یکجا نہ ہوں تا کہ وہ مومن کہلائے کیونکہ یہود ونصاریٰ میں سے بہت سے اہل کتاب جانتے تھے کہ محمد (ﷺ) سچے رسول ہیں اپنی رسالت اور نبوت کے دعوے میں صادق ہیں لیکن اس معرفت کے ہوتے ہوئے کہ جس کی گواہی ہمارے رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی:

﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾ (البقرة: ١٤٦)

"وہ اس (نبی محمد ﷺ) کو ایسے ہی جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کا جانتے ہیں۔"

اس کے باوجود اس معرفت نے انہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی فائدہ نہ پہنچایا، کیوں؟ کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی اس رسالت ونبوت کی تصدیق نہ کی جس کا آپ ﷺ دعویٰ فرماتے تھے۔ اسی لیے معرفت ایمان سے پہلے ہے مگر اکیلی معرفت کافی نہیں بلکہ معرفت کے ساتھ ساتھ ایمان وتسلیم لازم ہے کیونکہ مولا کریم (عزوجل) کا قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ ....﴾ (محمد: ١٩)

"جان لو اور اس بات کا علم حاصل کرو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔"

اس بنا پر جب ایک مسلمان اپنی زبان سے "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس اقرار کے ساتھ اس کلمے کی مختصر پھر تفصیلی معرفت کو بھی شامل کرے۔ جب وہ اسے جان جاتا ہے اور اس کی تصدیق کر کے اس پر ایمان لے آتا ہے تو ایسے شخص پر ہی وہ احادیث صادق آتی ہیں جو ہم نے ابھی بیان کی۔ جن میں سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ جو میری بیان کردہ بات کی کسی قدر تفصیل کرتا ہے: ((قال: لا الـه الا الله، نفعته يوما من دهره.)) [1] "جس نے لا الہ الا اللہ کہا، وہ اسے کبھی نہ کبھی ضرور فائدہ پہنچائے گا۔"

[1] حديث صحيح: صححه الالباني في السلسة الصحيحة ١٩٣٢ وعزاه لابي سعيد الاعرابي في معجمه وابي نعيم في الحلية ٥/ ٤٦ والطبراني في الاوسط ٦٤٣٣ وهو من حديث ابي هريرة رضي الله عنه.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یعنی یہ کلمہ طیبہ اس کی معنی کی معرفت حاصل کر لینے کے بعد جہنم میں ہمیشہ رہنے سے نجات کا سبب ہے۔ اسے میں اسے لیے دوہراتا ہوں تاکہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ (یہ کلمہ نجات کا سبب بنے گا) اگر اس کا قائل جس بات کا یہ کلمہ متقاضی ہے انہیں بروئے کار لایا اور جو شرائط ایمان اس سے لازم آتی ہیں اعمال قلبیہ ہوں یا ظاہری اعمال کے انہیں بجا لایا۔ ❶ اگرچہ اس کا قائل اس کے کمال کے تقاضوں جیسے عمل صالح اور برائیوں سے اجتناب پر کاربند نہ بھی ہو سکا ہو لیکن شرک اکبر سے محفوظ رہا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے ارتکاب یا بعض واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کے مشیت کے تحت ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے ارتکاب یا بعض واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کے سبب جہنم میں داخل ہو، پھر اسے یہ کلمہ طیبہ نجات دلائے یا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے فضل وکرم سے درگزر فرما دے۔ ❷ یہ معنی ہے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے: ((من قال: لا اله الا الله، نفعته یوما من دهره)) ''جس نے لا الہ الا اللہ کہا، وہ اسے کبھی نہ کبھی ضرور فائدہ پہنچائے گا۔'' البتہ جو محض زبان سے اسے ادا کرے مگر اس کا معنی نہ سمجھتا ہو یا پھر معنی تو سمجھتا ہو مگر اس معنی پر ایمان نہ رکھتا ہو تو ایسے کو اس کا ''لا الہ الا للہ'' کہنا کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ اس نزدیک کی دنیاوی زندگی میں اگر وہ حکومت اسلامی کے تحت جی رہا ہے تو اسے یہ فائدہ پہنچا سکتا ہے لیکن بعد میں آنے والی ہمیشہ کی زندگی میں تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اسی لیے ضروری ہے کہ توحید کی جانب دعوت پر توجہ کو مرکوز رکھا جائے خواہ مسلمانوں کا کوئی بھی مجتمع یا گروہ ہو جو حقیقتاً اور جلد از جلد یہ چاہتا ہے جیسا کہ تمام جماعتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ ایسی سرزمین پر جہاں اللہ تعالیٰ کا شرعی نظام قائم نہیں وہاں ایسے اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کا قیام جہاں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے ہوں۔ یہ جماعتیں یا یہ

❶ جیسا کہ بعض علمائے کرام کا اجتہاد ہے جس کی کچھ تفصیل ہے جس کا یہ موقع محل نہیں۔
❷ یہی وہ عقیدہ سلف صالحین ہے جو حد فاصل ہے ہمارے اور خوارج ومرجئہ کے درمیان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تنظیمیں ممکن نہیں کہ اس غایت کو پاسکیں جسے حاصل کرنے کے لیے یہ سب جمع ہیں اور اسے جلد از جلد حقیقت کا روپ دینے کے لیے کوشاں ہیں الا یہ کہ وہ اس چیز سے ابتداء کریں کہ جس سے رسول اللہ ﷺ نے ابتداء فرمائی تھی۔

## عقیدہ کا اہتمام کرنے کے وجوب کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ باقی شرعی عبادات، سلوک، معاملات اور اخلاق سے لاپرواہی برتی جائے

میں اس بات پر دوبارہ تنبیہ کروں گا کہ میرا یہ کہنا کہ ''سب سے اہم ترین چیز سے شروع کیا جائے پھر جو اس کے بعد اہم ہو پھر جو اس سے کم تر'' سے مراد یہ نہیں کہ داعیان اپنی دعوت کو محض اس کلمہ طیبہ اور اس کے معنی کے فہم تک محصور کر دیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس نعمت کو اپنا دین مکمل کر کے تمام کر دیا ہے بلکہ ان داعیان کو چاہیے کہ اسلام کو بطور ایک ایسی اکائی کے لیں جو ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتی۔ میرے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ حقیقتاً جو داعیان اسلام ہیں انہیں چاہیے کہ اس چیز کا اہتمام خاص کریں جو سب سے اہم ترین چیز اسلام لے کر آیا ہے یعنی مسلمانوں کو صحیح عقیدے کا فہم دینا جو کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اس خلاصے کے بعد میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ ایک مسلمان ''لا الٰہ الا اللہ'' کا معنی فقط یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود موجود نہیں بلکہ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ ان عبادات کو سمجھیں جن کے ذریعہ ہم اپنے رب کی عبادت کرسکیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندے کیے لے ان عبادتوں کو ادا نہ کریں۔ لازم ہے کہ اس تفصیل کا بیان بھی کلمہ طیبہ کے اس کے اس مختصر معنی کے ساتھ منسلک ہو۔ بہتر ہوگا کہ اس بارے میں جس قدر مناسب ہو میں ایک یا اس سے زیادہ مثالیں بیان کروں گا، کیونکہ اجمالی بیان کافی نہیں۔

میں یہ کہتا ہوں: بلاشبہ بہت سے مسلمانوں جو حقیقی موحدین ہیں اور عبادتوں میں سے کوئی بھی عبادت غیر اللہ کے لیے ادا تو نہیں کرتے لیکن ان کا ذہن بھی خالی ہوتا ہے، بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



سے ایسے صحیح افکار وعقائد سے جن کا ذکر کتاب وسنت میں موجود ہے۔ پس ان موحدین میں سے بہت سے کئی آیات قرآنی اور بعض احادیث مبارکہ پر سے گزر جاتے ہیں جو کسی عقیدے پر مشتمل ہوتی ہیں مگر وہ اس عقیدے سے غیر متنبہ ہوئے اس پر سے گذرتے ہیں حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے اتمام میں سے ہے۔ آپ لے لیں مثلاً یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر علو و بلندی پر ایمان لانا۔ میں یہ بات تجربہ سے جانتا ہوں کہ ہمارے بہت سے موحدین سلفی بھائی ہمارے ساتھ یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور بنا تاویل وتکییف کے اس کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن جب ان کے پاس موجودہ دور کے معتزلی یا موجودہ دور کے جہمی یا ماتریدی یا اشعری آ کر اس آیت کے ظاہر کو بنیاد بنا کر کوئی شبہ ان کے دلوں میں ڈالتے ہیں جس کا معنی نہ خود وسوسہ گر جانتا ہے اور نہ ہی وسوسے کا شکار، تو وہ اپنے عقیدے کے بارے میں حیران وپریشان ہو جاتا ہے اور اس سے بہت دور کی گمراہی میں جا پڑتا ہے، کیوں؟ کیونکہ اس نے صحیح عقیدے کو جس کا بیان ووضاحت ہمارے رب کی کتاب اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی حدیث میں پیش کیا گیا ہے تمام جوانب سے اچھی طرح حاصل نہیں کیا۔ پس جب موجودہ دور کا کوئی معتزلی یہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں:

﴿ءَ اَمِنتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ﴾(الملك: ١٦) ''کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے۔'' اور تم لوگ یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم نے اپنے معبود کو ایک مکان وجہت یعنی آسمان جو اسی کی مخلوق ہے میں متعین کر دیا: چنانچہ وہ یہ شبہ اپنے مخاطب کے دل میں ڈالتا ہے۔

## بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں
## صحیح عقیدے اور اس کے لوازم کا واضح نہ ہونا

اس مثال سے میری مراد یہ بیان کرنا تھا کہ افسوس کی بات ہے عقیدہ توحید اپنے تمام تر لوازم اور مطالبات کے ساتھ بہت سے ان لوگوں تک کے ذہنوں میں واضح نہیں جو خود سلفی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



عقیدے پر ایمان لائے ہیں، ان لوگوں کی تو دور کی بات رہی جو اس قسم کے مسائل میں اشاعرہ، ماتریدیہ اور جہمیہ کے عقائد کی پیروی کرتے ہیں۔ میں نے یہ مثال اس لیے پیش کی کیونکہ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں جیسا کہ آج کچھ داعیان جو قرآن وسنت کی جانب دعوت میں ہمارے ہمنوا ہیں تصور کرتے ہیں، یہ معاملہ اس لیے اتنا سہل نہیں جیسا کہ ان میں سے بعض دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ اس کا سبب وہی فرق ہے جو پہلے بیان ہوا اولین جاہلیت کے مشرکین (جنہیں جب دعوت دی جاتی کہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' کہیں تو وہ انکار کرتے کیونکہ وہ اس کلمہ طیبہ کا معنی جانتے تھے) اور موجودہ دور کے اکثر مسلمانوں میں کہ جب یہ کلمہ پڑھتے ہیں تو اس کا صحیح معنی نہیں جانتے۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اللہ تعالیٰ کی بلندی کے عقیدے کے بارے میں بھی اب پایا جاتا ہے، یہ بھی وضاحت کا متقاضی ہے اور یہی کافی نہیں کہ ایک مسلمان یہ عقیدہ رکھے۔ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ: ٥) ''وہ رحمٰن ہے جو عرش پر مستویٰ ہوا۔'' ((ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السّماء))[1] ''جو زمین میں ہیں ان پر مہربانی کرو جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم فرمائے گا۔'' بنا یہ جانے کہ کلمہ (فی) ''میں'' جو اس حدیث میں بیان ہوا ظرفیہ نہیں، اس کی مثال اس (فی) کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں وارد ہوا ﴿ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ.....﴾ (الملك: ١٦) ''کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے۔'' کیونکہ ''فـــی'' یہاں بمعنی ''علی'' (پر/کے اوپر) ہے اور اس کی بہت سی دلیلیں موجود ہیں۔ جن میں سے سابقہ حدیث جو لوگوں کی زبان زد عام ہے اور یہ اپنے مجموعی طرق کے اعتبار سے الحمد للہ صحیح حدیث ہے، نبی اکرم ﷺ کے اس قول: ((ارحـموا من فی الارض)) ''جو زمین میں ہیں ان پر رحم کرو۔'' سے حشرات الارض یا کیچوے مراد نہیں جو زمین کے اندر ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد جو ((عـلی الارض)) زمین پر انسان وحیوان ہیں۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے مطابق ہے: ((یـرحـمکم من فی السماء)) ''جو آسمان (پر) ہے۔'' یعنی:

[1] حدیث صحیح: رواہ ابوداود ٤٩٣١، والترمذی: ١٩٢٥، وصححہ الالبانی فی الصحیحہ ٩٢٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



((علی السما)) ''آسمان پر ہے۔'' چنانچہ دعوت حق کو قبول کرنے والوں کے لیے اس قسم کی تفصیل جاننا ضروری ہے تاکہ وہ مکمل طور پر دلیل پر قائم ہوں۔ سمجھنے میں اور زیادہ قریب اس لونڈی کے متعلق مشہور ومعروف حدیث ہے جو بکریاں چرایا کرتی تھی، میں صرف اس حدیث میں سے شاہد بیان کروں گا جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ((این اللہ؟)) ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ((فی السماء)) [1] ''آسمان میں یعنی پر ہے۔'' اگر آج آپ جامعہ ازہر کے بڑے مشائخ سے پوچھیں مثلاً اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو وہ آپ کو جواب دیں گے: ہر جگہ! جبکہ اس لونڈی تک نے یہ جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی تھی، کیوں؟ کیونکہ اس نے فطرت کے مطابق جواب دیا۔ وہ ایسے ماحول میں رہتی تھی جسے ممکن ہے کہ ہم اپنی آج کل کی تعبیر کے مطابق ''سلفی ماحول'' کہہ سکتے ہیں، جس میں عام تعبیر کے مطابق کوئی برا ماحول اثر انداز نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ جیسا کہ آج کل کہا جاتا ہے مدرسہ رسول ﷺ سے فارغ شدہ تھی۔ یہ مدرسہ بعض مردوں اور عورتوں کے لیے خاص نہیں تھا بلکہ یہ تمام لوگوں میں عام تھا جو مردوں اور عورتوں کو متضمن تھا اور اپنے تکمیل پر پورے معاشرے کے لیے عام ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بکریاں چرانے والی لونڈی یہ جانتی تھی کیونکہ کسی خراب ماحول کا اس پر اثر نہ ہوا تھا، وہ کتاب وسنت میں موجود اس صحیح عقیدے کو جانتی تھی جو آج بہت سے کتاب وسنت کے علم کے دعویداروں کو نہیں معلوم۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ ان کا رب کہاں ہے! حالانکہ یہ کتاب وسنت میں مذکور ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آج اس بیان اور وضاحت میں سے کوئی چیز مسلمانوں کے درمیان موجود نہیں اگر آپ آج بکریوں کی نگہبانی کرنے والی سے نہیں بلکہ امت اور جماعتوں کی نگہبانی کرنے والوں سے پوچھیں تو وہ اس کا جواب دینے کے بارے میں حیران وپریشان ہوں گے جیسا کہ آج بہت سے لوگ اس کا جواب دینے میں حیران

---

[1] حدیث صحیح: رواہ مسلم ٥٣٧، وابوداود ٩٣٠، والنسائی ١/ ١٣-١٨، من حدیث معاویة بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



و پریشان ہوتے ہیں سوائے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

## صحیح عقیدے کی جانب دعوت عظیم جہد مسلسل کی متقاضی ہے

لہٰذا توحید کی جانب دعوت اور اسے لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنا ہم سے اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم آیات پر سے بنا تفصیل سے نہ گذر جائیں جیسا کہ عہد اول میں تھا کیونکہ اولاً تو وہ عربی عبارات کو بآسانی سمجھ لیتے تھے اور ثانیاً وہ اس چیز پر قائم تھے جو صحیح عقیدے کے ہرگز مخالف نہ تھی کیونکہ ان کے یہاں عقیدے کا وہ انحراف وٹیڑھ پن نہ تھا جو فلسفہ اور علم الکلام کی پیداوار ہے۔ پس ہماری موجودہ صورتحال بالکل مختلف ہے اس سے جو اول دور کے مسلمانوں کی تھی۔ اسی لیے ہم اس وہم میں مبتلا نہ ہوں کہ آج صحیح عقیدے کی جانب دعوت دینا اتنا آسان ہے جیسا کہ عہد اول میں تھا، اس پر مزید روشنی میں ایسی مثال کے ذریعہ ڈالتا ہوں جس کے بارے میں کوئی دورائے نہ ہوگی۔ ان شاءاللہ

ان کے دور میں جو آسانی معروف تھی وہ یہ کہ ایک صحابی رسول (رضی اللہ عنہ) سے براہ راست ایک حدیث سنتا پھر ایک تابعی وہ حدیث ایک صحابی سے براہ راست سنتا...... اور اسی طرح ہم ان تین زمانوں یا نسلوں تک چلتے ہیں جن کے راہ راست پر ہونے کی گواہی دی گئی ہے اور ہم پوچھتے ہیں: کیا ان کے یہاں کوئی چیز علم حدیث کے نام سے تھی؟ جواب: نہیں، کیا ان کے یہاں کوئی چیز جرح وتعدیل کے نام سے موجود تھی؟ جواب: نہیں جبکہ آج یہ دونوں علوم ایک طالب علم کے لیے لازم ہیں اور یہ فرض کفایہ میں سے ہے اور یہ اس لیے کہ آج ایک عالم حدیث کی معرفت حاصل کر سکے کہ آیا صحیح یا ضعیف پس یہ کام اتنا آسان وسہل شمار نہیں جا سکتا جیسا کہ ایک صحابی کے لیے تھا کیونکہ ایک صحابی حدیث کو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا کرتا تھا جن کا تزکیہ اللہ تعالیٰ کی ان کے بارے میں گواہی تھی، جو ان دنوں میں آسان تھا وہ آج آسان نہیں کیونکہ ان کے یہاں صاف ستھرا علم تھا اور علم حاصل کرنے کے مصادر ثقہ تھے۔ اسی لیے اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا اہتمام کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



مسلمان ہونے کے ناطے سے آج ہمیں بہت سے ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جن کا سامنا اولین مسلمانوں کو نہیں کرنا پڑا تھا کیونکہ ہمارے یہاں مختلف ناموں کے تحت صحیح عقیدے اور منہج حق سے منحرف اہل بدعت کے اشکالات اور شبہات کے سبب عقیدے کا بہت بگاڑ موجود ہے۔ ان مختلف ناموں یا دعوتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ہم صرف کتاب وسنت کی طرف دعوت دیتے ہیں، جیسا کہ علم الکلام کی جانب منسوب لوگ یہ زعم رکھتے اور دعویٰ کرتے ہیں۔

ہمارے لیے یہاں بہتر رہے گا کہ ہم اس بارے میں آئی کچھ صحیح احادیث ذکر کریں، جن میں سے یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب ان احادیث میں سے بعض میں غرباء (معاشرے میں اجنبی لوگوں) کا ذکر فرمایا، تو یہ فرمایا: ((للواحد منهم خمسون من الاجر" ، قالوا: منا يا رسول الله او منهم؟ قال: "منكم"......)) [1] "ان میں سے ایک شخص کا ثواب پچاس کے ثواب کے برابر ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ پچاس ان میں سے یا ہم میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے۔"

لہٰذا یہ نتیجہ ہے آج اسلام میں اس شدید غربت (اجنبیت) کا جو دور اول میں نہ تھی، بلا شبہ دور اول میں اجنبیت صریح شرک اور ہر شبہ سے خالی خالص توحید کے درمیان تھی، کھلم کھلا کفر اور ایمان صداق کے درمیان تھی جبکہ آج خود مسلمانوں کے اندر ہی مشکلات پائی جاتی ہیں کہ ان میں سے اکثر کی توحید ہی ملاوٹوں سے اٹی ہوئی ہے، یہ اپنی عبادات غیر اللہ کے لیے ادا کرتے ہیں پھر بھی دعویٰ ایمان کا ہے۔ اولاً اس مسئلے پر متنبہ ہونا ضروری ہے، ثانیاً یہ جائز نہیں کہ بعض لوگ یہ کہیں کہ ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم اب توحید کے مرحلے سے آگے نکل کر دوسرے مرحلے میں منتقل ہو جائیں یعنی سیاسی عمل کا مرحلہ! کیونکہ اسلام کی دعوت سب سے پہلے دعوت حق ہے، جائز نہیں کہ ہم یہ کہیں ہم عرب ہیں اور قرآن مجید ہماری زبان میں نازل

---

[1] حدیث صحیح: رواه الطبرانی فی الکبیر ۱۰/ ۲۵۵، رقم: ۱۰۳۹۴، من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ وله شاهد من حدیث عقبة بن غزوان الصحابی رضی اللہ عنہ رواه البزار کما فی الزوائد ۲۸۲/۷ وله شاهد آخر من حدیث ابی ثعلبة الخشنی رضی اللہ عنہ رواه ابوداود ۴۳۴۱ وصححه الالبانیؒ فی الصحیحة ۴۹۴.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہوا ہے حالانکہ یاد رکھیں کہ آج کے عربوں کا معاملہ عربی زبان سے دوری کے سبب ان عجمیوں سے بالکل برعکس ہوگیا ہے جو عربی سیکھتے ہیں، پس اس بات نے انہیں ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی ﷺ کی سنت سے دور کر دیا۔ بالفرض ہم عربوں نے صحیح طور پر اسلام کا فہم حاصل اگر کر بھی لیا ہے تب بھی ہم پر واجب نہیں کہ ہم سیاسی عمل میں حصہ لینا شروع کر دیں اور لوگوں کو سیاسی تحریکوں سے وابستہ کریں اور انہیں جس چیز میں مشغول ہونا چاہیے یعنی اسلام کے عقیدے، عبادت، معاملات اور سلوک کا فہم حاصل کرنا سے ہٹا کر سیاست میں مشغول رکھیں۔ مجھے نہیں یقین کے کہیں ایسے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہوں جنہوں نے اسلام کا صحیح فہم یعنی عقیدے، عبادت اور سلوک میں حاصل کیا اور ہو اسی پر تربیت پائی ہو۔

## تبدیلی یا انقلاب کی بنیاد منہج تصفیہ وتربیہ

اسی وجہ سے ہم ہمیشہ یہ کہتے چلے آئے ہیں اور انہی دو اساسی نقطوں پر جو تبدیلی وانقلاب کا قاعدہ ہیں پر ہمیشہ توجہ مرکوز رکھتے ہیں اور وہ دو نقاط تصفیہ (دین کو غلط باتوں سے پاک کرنا) اور تربیہ (اس پاک شدہ دین پر لوگوں کی تربیت کرنا) ہیں۔ ان دونوں امور کو یکجا کرنا ضروری ہے تصفیہ اور تربیہ کیونکہ اگر کسی ملک میں کسی طرح کا تصفیہ کا عمل ہوا جو کہ عقیدے میں ہے تو یہ اپنی حد تک واقعی ایک بہت بڑا اور عظیم کارنامہ ہے جو اتنے بڑے اسلامی معاشرے کے ایک حصہ میں رونما ہوا، لیکن جہاں تک عبادت کا معاملہ ہے تو اسے بھی مذہبی تنگ نظری سے پاک کر کے سنت صحیحہ کی جانب رجوع کا عمل ہونا چاہیے۔ ایسے بڑے جید علمائے کرام ہوسکتا ہے موجود ہوں جو اسلام کا ہر زاویے سے صحیح فہم رکھتے ہوں مگر میں یہ یقین نہیں رکھتا کہ ایک فرد یا دو، تین یا دس بیس افراد اس تصفیے کے واجب کو ادا کر پائیں۔ تصفیہ کرنا (پاک کرنا) اسلام کو ہر اس چیز سے جو اس میں در آئی ہے خواہ وہ عقیدے میں ہو یا عبادت وسلوک میں۔ محض کچھ افراد کی یہ استطاعت نہیں کہ وہ اسلام سے جڑی ہر غلط چیز کا تصفیہ کر کے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کی اس پر صحیح وسلیم تربیت کر کے سرفراز ہوسکیں۔ اسی لیے تصفیہ وتربیہ کا عمل آج مفقود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اسی لیے ان دو اہم باتوں ونقاط کو متحقق کرنے سے پہلے کسی بھی اسلامی معاشرے میں جہاں شریعت کا نفاذ نہ ہو وہاں کسی سیاسی تحریک میں حصہ لینا بڑے اثرات مرتب کرنے کا پیش خیمہ ہوگا۔ ہاں! نصیحت وخیر خواہی کرنا سیاسی تحریک کی جگہ لے سکتا ہے کسی بھی ایسے ملک میں جہاں شریعت کی تحکیم ہو (خفیہ) مشورہ دینے کے ذریعہ یا پھر الزامی وتشہیری زبان استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہوئے شرعی ضوابط کے تحت بطور احسن ظاہر کرنے کے ذریعہ، پس حق بات کو پہنچا دینا حجت کو تمام کرتا ہے اور پہنچا دینے والے کو بری الذمہ کرتا ہے۔

نصیحت وخیر خواہی میں سے یہ بھی ہے کہ ہم لوگوں کو اس چیز میں مشغول کریں جو انہیں فائدہ پہنچائے جیسے عقائد، عبادت، سلوک اور معاملات کی تصحیح، ہوسکتا ہے بعض لوگ یہ گمان کرتے ہوں کہ ہم تصفیہ وتربیہ کو تمام کے تمام اسلامی معاشروں میں نافذ ہو جانے کی امید رکھتے ہیں! ہم تو یہ بات نہ سوچتے ہیں اور نہ ہی ایسی خام خیالی میں مبتلا ہیں کیونکہ ایسا ہو جانا تو محال ہے اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ۝﴾ (هود: ١١٨)

''اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی امت بنا دیتا مگر یہ لوگ ہمیشہ اختلافات میں ہی رہیں گے۔''

البتہ ان لوگوں پر ہمارے رب تعالیٰ کا یہ فرمان لاگو نہیں ہوگا اگر یہ اسلام کا صحیح فہم حاصل کریں اور اس صحیح اسلام پر خود اپنی، اپنے اہل وعیال اور گرد ونواح کے لوگوں کی تربیت کریں۔

## سیاسی عمل میں کون حصہ لے، اور کب؟

آج کل سیاسی عمل یا سرگرمی میں حصہ لینا ایک مشغلہ بن گیا ہے حالانکہ ہم اس کے منکر نہیں مگر ہم بیک وقت ایک شرعی ومنطقی تسلسل پہ ایمان رکھتے ہیں کہ ہم تصحیح وتربیت کے اعتبار سے عقیدے سے شروع کریں، پھر عبادت پھر سلوک پھر اس کے بعد ایک دن آئے گا جب ہم سیاسی مرحلے میں داخل ہوں گے مگر اس کے شرعی مفہوم کے مطابق کیونکہ سیاست کا معنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہے: امت کے معاملات کا انتظام کرنا انہیں چلانا، پس امت کے معاملات کون چلاتا ہے؟ نہ زید، نہ بکر، نہ عمرو اور نہ ہی وہ جو کسی پارٹی کی بنیاد رکھے یا کسی تحریک کی سربراہی کرتا ہو یا کسی جماعت کو چلاتا ہو۔ یہ معاملہ تو خاص ولی امر (حکمران) سے تعلق رکھتا ہے، جس کی مسلمانوں نے بیعت کی ہے۔ یہی ہے وہ جس پر واجب ہے کہ وہ موجودہ سیاسی حالات اور ان سے نمٹنے کی معرفت حاصل کرے لیکن اگر مسلمان متحد نہ ہوں جیسا کہ ہماری موجودہ حالت ہے تو ہر حاکم اپنی سلطنت کی حدود میں ذمہ دار ہے لیکن اگر ہم اپنے آپ کو ان امور میں مسغول رکھیں جن کے بارے میں بالفرض ہم مان بھی لیں کہ ہمیں اس کی کما حقہ معرفت حاصل کہوگئی ہے تب بھی ہمیں یہ معرفت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، کیونکہ ہمارے لیے اسے نافذ کرنے کا امکان ہی نہیں کیونکہ ہم امت کے امور چلانے کے بارے میں فیصلوں کا اختیار ہی نہیں رکھتے۔ تو محض یہ معرفت بیکار ہے جس کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ میں آپ کو ایک مثال بیان کرتا ہوں وہ جنگیں جو مسلمانوں کے خلاف بہت سے اسلامی ممالک میں بپا ہیں، کیا اس بات کا کوئی فائدہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے جذبات ابھاریں اور انہیں اس جانب برانگیختہ کریں جبکہ ہم اس جہاد کا کوئی اختیار ہی نہیں رکھتے جس کا انتظام ایک ایسے مسول امام کے ذمہ ہے جس کی بیعت ہو چکی ہو؟ اس عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ واجب نہیں۔ لیکن ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کام اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہے۔ اسی لیے ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ کو اور دوسروں کو جنہیں ہم اپنی دعوت پہنچا رہے ہیں اس بات میں مشغول رکھیں کہ وہ صحیح اسلام کا فہم حاصل کر کے اس پر صحیح تربیت حاصل کریں لیکن اگر ہم محض انہیں جذباتی اور ولولہ انگیز باتوں میں مشغول رکھیں گے تو یہ انہیں اس بات سے پھیر دیں گی کہ وہ اس دعوت کے فہم میں مضبوطی حاصل کر پائے جو ہر مکلّف مسلمان پر واجب ہے جیسے عقائد، عبادات اور سلوک کی تصحیح یہ ان فرائض عینیہ میں سے ہے جس میں تقصیر کا عذر قابل قبول نہیں جبکہ جو دوسرے امور ہیں ان میں سے تو بعض فرض کفایہ ہیں جیسا کہ آج کل جو کہا جاتا ہے "فقہ الواقع" (حالات حاضرہ کا علم) اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا جو کہ ان لوگوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ذمہ داری ہے جو اہل حل وعقد ہیں، جن کے لیے یہ ممکن بھی ہے کہ اس معرفت سے وہ عملی استفادہ حاصل کر پائیں۔ جہاں تک معاملہ ہے ان لوگوں کا جن کے ہاتھ میں نہ حل ہے نہ ہی عقد اور وہ لوگوں کو ان باتوں میں مشغول کر رہے ہیں جو اہم تو ہیں مگر اہم ترین نہیں، تو یہ بات انہیں صحیح معرفت سے دور لے جاتی ہے۔ یہ بات تو ہم آج بہت سے اسلامی گروپوں اور جماعتوں کے مناہج میں باقاعدہ ہاتھوں سے چھو کر محسوس کر سکتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ بعض ایسے داعیان جو نوجوانوں کو جوان کے گرد اس لیے جمع ہوتے ہیں کہ وہ انہیں صحیح عقیدہ، عبادت اور سلوک کی تعلیم دیں اور سمجھائیں تو وہ انہیں اس سے پھیر دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد یہ داعیان سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اور ان پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف فیصلے کرتی ہے پس وہ انہیں اس اہم ترین چیز سے پھیر دیتے ہیں اس چیز کی طرف جوان موجودہ حالات میں اہم نہیں ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جو سوال میں پوچھی گئی تھی کہ کیسے ایک مسلمان ان پر الم حالات میں اپنا کردار ادا کر کے بری الذمہ ہو سکتا ہے تو ہم کہتے ہیں: ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق کام کرے، ان میں سے ایک عالم کی جو ذمہ داری ہے وہ غیر عالم کی نہیں جیسا کہ میں اس قسم کی مناسبت میں بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت اپنی کتاب کے ذریعہ مکمل فرما دی ہے اور اسے مسلمانوں کے لیے ایک دستور بنا دیا ہے۔ اسی دستور میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۷)

''اہل ذکر (علمائے کرام) سے سوال کرو اگر تمہیں علم نہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرے کو دو اقسام میں تقسیم فرمایا ایک عالم اور دوسرے غیر عالم اور ان میں سے ہر ایک پر وہ واجب قرار دیا جو دوسرے پر واجب نہیں، پس جو علماء نہیں ان پر واجب ہے کہ وہ اہل علم سے دریافت کریں اور علمائے کرام پر یہ واجب ہے کہ وہ جس چیز کی بابت دریافت کیا جا رہا ہے اس کا جواب دیں، اسی طریقہ پر شخصیات مختلف ہونے پر واجبات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بھی مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج کے اس دور میں ایک عالم پر واجب ہے کہ وہ بقدر استطاعت حق بات کی جانب دعوت دے اور جو عالم نہیں ہے اسے چاہیے کہ جو بات اس سے یا اس کے زیر کفالت لوگوں جیسے بیوی بچے وغیرہ سے تعلق رکھتی ہے اس کا سوال علمائے کرام سے کرے۔ اگر مسلمانوں کے یہ دونوں فریق اپنی استطاعت بھر ذمہ داری نبھاتے رہیں تو یقیناً نجات پا جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ٢٨٦)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں کرتا۔''

ہم صد افسوس مسلمانوں کے ایسے پر الم دور سے گزر رہے ہیں جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، یہ کہ کفار چاروں طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحیح ومعروف حدیث میں اس کی خبر دی کہ: ((تداعى عليكم الامم كما تداعى الاكلة الى قصعتها، قالوا: امن قلة نحن يومئذ يا رسول الله؟ قال: "لا انتم يومئذ كثير، ولكنكم غثاء كغثاء السبيل، ولينزعن الله الرهبة من صدور عدوكم لكم، وليقذفن فى قلوبكم الوهن"، قالوا:: وما الوهن يا رسول الله؟ قال: "حب الدنيا وكراهية الموت")) ❶ ''تم پر چاروں طرف سے قومیں ٹوٹ پڑیں گی جیسا کہ کھانے والے ایک دوسرے کو پلیٹ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا اس زمانے میں ہماری قلت تعداد کی بنا پر وہ ایسا کریں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم اس زمانے میں بہت کثیر تعداد میں ہو گے لیکن تمہاری حیثیت سیلابی ریلے میں بہہ جانے والے خس وخشاک کی سی ہو گی، اللہ تعالیٰ تمہارا رعب وہیبت کافروں کے دلوں سے نکال دے گا۔ اور تمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دے گا انہوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ یہ ''وہن'' کیا ہے؟

---

❶ حديث صحيح: رواه ابوداود ٤٢٩٧، واحمد ٥/ ٢٨٧، من حديث ثوبان رضي الله عنه وصححه بطريقيه الالباني فى الصحيحة ٩٥٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت۔"

پس علمائے کرام پر جو واجب ہے وہ تصفیہ وتربیہ کا جہاد کریں، وہ اس طرح کے مسلمانوں کو صحیح توحید، صحیح عقائد، عبادت اور سلوک کی تعلیم دیں۔ ہر کوئی اپنی طاقت بھر اپنے اس ملک میں جس میں وہ رہتا ہے۔ کیونکہ اپنی اس موجودہ حالت میں کہ وہ متفرق ہیں، نہ ہمیں کوئی ایک ملک جمع کرسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایک صف، اس حالت میں ہم یہودیوں کے خلاف جہاد کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ان دشمنوں کے خلاف جو چاروں طرف سے ہم پر یلغار کر رہے ہیں اس قسم کے جہاد کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن ان پر واجب ہے کہ ہر اس قسم کا شرعی وسیلہ اختیار کریں جو ان کے بس میں ہو، کیونکہ ہمارے پاس مادی قوت تو نہیں ہے اور اگر ہو بھی، تو ہم عملی اعتبار سے متحرک نہیں ہو سکتے کیونکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ بہت سے اسلامی ممالک میں ایسی حکومتیں، قیادتیں اور حکام ہیں جن کی سیاسیات شرعی سیاست پر مبنی نہیں لیکن باذن اللہ ہم ان دو عظیم امور پر کام کرنے کی استطاعت ضرور رکھتے ہیں جو میں نے ابھی بیان کیے۔ پس جب مسلمان داعیان اس اہم ترین واجب کو لے کر کھڑے ہوں گے ایسے ملک میں جہاں کی سیاست شرعی سیاست کے موافق اور اس پر مبنی نہیں اور اس اساس پر وہ سب جمع ہو جائیں گے، تو میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اس دن ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آئے گا۔

﴿وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ o بِنَصْرِ اللّٰهِ﴾ (الروم: ٤-٥)

"اس دن مومنین خوشیاں منائیں گے اللہ تعالیٰ کی نصرت پر۔"

## ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حکم الٰہی اپنی زندگی کے تمام شعبوں پر حسب استطاعت نافذ کرے

چنانچہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ بقدر استطاعت کام کرے، اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتا۔ صحیح توحید اور صحیح عبادت کے قیام سے لازم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کہ کسی ایسے ملک میں جہاں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں ہوتے وہاں اسلامی ریاست قائم ہو جائے کیونکہ وہ پہلی بات جس میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق حکم ہونا چاہیے وہ اقامت توحید ہے اور اس کے علاوہ بھی بیشک کچھ ایسے خاص امور ہیں جو بعض دور کی پیداوار ہیں جن سے الگ تھلگ رہنا اختلاط سے بہتر ہے یعنی ایک مسلمان معاشرے سے الگ ہو کر اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے اور خود کو لوگوں کے شر سے بچائے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے، اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اگرچہ جو اصل اصول ہے وہ تو یہی ہے جیسا کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کی حدیث میں بیان ہوا: ((المومن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم خیر من المومن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم)) ❶ ''وہ مومن جو لوگوں سے مل ملاپ کرتا ہے اور ان کی جانب سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرتا ہے اس مومن سے بہتر ہے جو نہ لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور نہ ہی ان کی جانب سے ملنے والی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔'' پس ایک اسلامی ریاست بلاشبہ ایک وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم زمین پر قائم کرنے کا مگر یہ بذات خود کوئی غرض وغایت نہیں۔

بہت عجیب بات ہے کہ بعض داعیان اس بات کا اہتمام تو کرتے ہیں جو حقیقتاً ان کے بس میں نہیں اور اس بات کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان پر واجب ہے اور آسان بھی اور وہ اپنے نفس کا مجاہدہ کرنا ہے جیسا کہ ایک مسلمان داعی کا قول ہے جس قول کی وصیت میں اس داعی کے پیروکاروں کو کرتا ہوں: ((اقیموا دولۃ الاسلام فی نفوسکم تقم لکم فی ارضکم)) ''اپنے دلوں پر اسلامی حکومت قائم کرلو وہ تمہارے لیے تمہاری زمینوں پر بھی قائم کردی جائے گی۔''

اس کے باوجود ہم بہت سے ان کے پیروکاروں کو پاتے ہیں کہ وہ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں، اپنی دعوت کا ایک غالب حصہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حاکمیت میں اکیلے ماننے پر زور

---

❶ حديث صحيح: رواه الترمذي ٢٥٠٧ وابن ماجه ٤٠٣٢، والبخاري في الادب المفرد ٣٨٨، وأحمد ٥/ ٣٦٥، من حديث شيخ من اصحاب رسول الله ﷺ وصحح الالباني في الصحيحة ٩٣٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دینے میں صرف کرتے ہیں، جسے وہ اس مشہور ومعروف عبادت سے تعبیر کرتے ہیں کہ: ((الحاکمیة للّٰه)) ''حاکمیت کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔'' اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے کہ اس میں اور نہ کسی اور چیز میں اس کا کوئی شریک ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کا مقلد ہوتا ہے اور جب اس کے پاس کوئی بالکل صریح وصحیح سنت آتی ہے تو کہتا ہے یہ میرے مذہب کے خلاف ہے تو کہاں گیا اللہ تعالیٰ کا حکم اتباع سنت کے بارے میں؟

ان میں سے آپ کسی کو پائیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صوفیوں کی طریقت پر کر رہا ہوگا تو کہاں گیا اللہ تعالیٰ کا حکم توحید کے بارے میں؟ تو وہ دوسروں سے وہ مطالبہ کرتے ہیں جو اپنے آپ سے نہیں کرتے، یہ تو بہت آسان کام ہے کہ اپنے عقیدے، عبادت، سلوک اور اپنے گھر، بچوں کو تربیت، خرید وفروخت میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم کرو جبکہ اس کے برعکس یہ بہت مشکل اور کٹھن ہے کہ تم کسی حاکم کو جبراً کہو یا ایسے حاکم کو معزول کرو کہ جو اپنے بہت سے احکامات میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف فیصلے کرتا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ آسان کو چھوڑ کر مشکل راہ کو اپنایا جا رہا ہے؟

یہ دو میں سے ایک بات کی طرف اشارہ کناں ہے یا تو یہ بری تربیت و بری توجیہ کا نتیجہ ہے یا پھر ان کا وہ برا عقیدہ ہے جس نے انہیں اس بات سے روک کر اور پھیر کر جس کو اپنانا ان کی استطاعت میں ہے اس بات کی طرف مائل کر دیا ہے جس کی وہ استطاعت نہیں رکھتے۔ آج کے اس دور میں میں تمام تر مشغولیت کا محور تصفیہ وتربیہ کے عمل کو بنا دینے اور صحیح عقیدے وعبادت کی جانب دعوت دینے کے سوا اور کوئی نظریہ نہیں رکھتا۔ ہر کوئی یہ کام اپنی استطاعت بھر انجام دے، اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ کا مکلّف نہیں بناتا اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

اور درود وسلام ہو ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ (ﷺ) کی آل پر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ [1]

**سوال:**...... مسلمانوں کی موجودہ حالت پر بصیرت افروز تبصرہ اور ان کے زوال کو عروج میں بدلنے کے لیے اپنے بیش قیمت نصائح سے مستفید فرمائیں، جزاک اللہ خیرا؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا . مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه .

## امت کی حالت زار فرقہ بندی اور حزبیت:

مسلمانوں کی جو موجودہ حالت ہے وہ کسی بھی باشعور انسان پر مخفی نہیں۔ جس دور میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں مسلمانوں کی حالت اتنی ابتر ہے کہ تاریخ میں پہلے کبھی نہ تھی، جسے آپ خود بہتر طور پر جانتے ہیں کیونکہ آپ اسی دور میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ہر قسم کا فسق و فجور اپنی بدترین حالت میں مسلم معاشروں میں پھیلا ہوا ہے، جن کے اثرات سے شاید ہی کوئی نفس محفوظ ہو جبکہ دوسری جانب حق بات کہنے والے اور کتاب وسنت سے تمسک اختیار کرنے والے بلحاظ تعداد انتہائی قلیل ہیں۔ اکثر لوگوں کی حالت تو ایسی ہی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

---

[1] یہ مضمون دراصل ایک ٹیلی فونک خطاب ہے جو شیخ البانی (رحمہ اللہ) کی نصیحت پر مشتمل ہے، جس میں آپ نے امت مسلمہ کے لیے اپنا کھویا ہوا وقار اور عروج حاصل کرنے کی صحیح سمت متعین کی جو کہ آپ کی علمی بصیرت اور امت کے لیے پر خلوص خیر خواہی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان قیمتی نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



''اور اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اور دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف: ۱۰۶)

''اور اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔''

مسلم امہ کی اس حالت زار کی نشاندہی رسول اللہ (ﷺ) پہلے ہی فرما چکے تھے جس کا آج ہم اور ہم سے پہلے ہمارے آباء واجداد مشاہدہ وسامنا کر چکے ہیں۔ دین میں تفرقہ بازی، گروہ بندی اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کے سراسر خلاف:

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ o﴾ (الروم: ۳۱۔ ۳۲)

''اور ان مشرکوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔''

اور اس فرمان کی بھی نافرمانی کرتے ہوئے:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ....﴾ (الانعام: ۱۵۳)

''اور یہ کہ دین میرا سیدھا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔''

مزید برآں خود نبی اکرم (ﷺ) نے ان ''مختلف راہوں'' کی وضاحت فرمائی چنانچہ ایک صحیح حدیث میں اس کا مکمل نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کس طرح مسلمانوں کی اکثریت صراط مستقیم سے ہٹ جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے زمین پر ایک سیدھی خط کھینچی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اس پر دست مبارک رکھ کر فرمایا "یہ اللہ کی راہ ہے" پھر آپ ﷺ نے اس سیدھی خط کے اردگرد مزید خطوط کھینچے اور فرمایا: "یہ وہ مختلف راہیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے سر پر ایک شیطان بیٹھا لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ....﴾ [1]

پس نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں واضح کر دیا کہ صراط مستقیم ایک راہ ہے بہت سی راہیں نہیں جیسا کہ چند صوفیاء کہتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے میں جتنی تمام مخلوقات کی سانس لینے کی مقدار ہے" کم ازکم یہ ان کا ایک قدیم مقولہ ہے مگر آج واقعتاً اتنی راہیں گروہوں اور جماعتوں کی صورت میں نمودار ہوگئی ہیں، اور ہر ایک اس چیز پر خوش اور مگن ہے، جو اس کے پاس ہے جبکہ یہ تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے بخوبی آگاہ ہیں:

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ o﴾ (الروم: ۳۱۔ ۳۲)

"اور ان مشرکوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔"

اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی بخوبی واقف ہیں:

"یہودیوں نے تفرقہ کیا حتیٰ کہ وہ اکہتر (۷۱) فرقے بن گئے اور نصاریٰ تفرقے کے سبب بہتر (۷۲) فرقے بن گئے اور میری یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی اور وہ تمام کے تمام فرقے آگ میں جائیں گے۔ سوائے ایک

---

[1] احمد: ۱/ ۴۳۵، ۴۳۶، نسائی: ۱۸۴، الدارمی: ۱/ ۶۷۔ ۶۸، قال الالبانی صحیح، دیکھئے شرح عقیدۃ طحاویہ: ۸۱۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



فرقے کے۔''فرمایا کہ: ''وہ ایک فرقہ کونسا ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''الجماعۃ'' (جماعت)۔''❶

یہ اس حدیث کی سب سے مشہور روایت ہے اور یہ صحیح ہے ایک اور روایت میں (جو اس حدیث کی تشریح کرتی ہے) جب رسول اللہ ﷺ سے اس فرقہ ناجیہ (نجات پانے والے فرقے) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ما انا علیہ واصحابی الیوم))❷

''جس چیز پر آج میں اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔''

یہ دوسری روایت حسن درجہ کی روایت ہے جس کی تفصیل میں نے اپنی بعض کتب میں بیان کی ہے۔ اس میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی ما انا علیہ واصحابی الیوم اس منہج کی وضاحت کرتے ہیں جس پر وہ واحد فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ (مدد یافتہ گروہ) کار بند ہوگا۔ یہ وہ جماعت ہوگی جو اپنا منہج رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیتی ہوگی۔

## فرقہ ناجیہ کی علامت:

یہاں پر قابل غور نقطہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''واَصْحَابِیْ'' (اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم) جبکہ اگر رسول اللہ ﷺ محض یہ کہہ دیتے کہ میرے راستے پر ہو تو یہ بطور جواب کافی تھا لیکن ایک عظیم حکمت کے تحت آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر کیا۔ اس کے پس پردہ جو حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیم وتربیت اس وحی کے ذریعے سے حاصل کی جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتی۔ وہ براہ راست اس وحی سے مستفید ہوئے جو کہ اپنی خالص حالت میں کسی قسم کی بیرونی ملاوٹ سے پاک ان تک پہنچی، اس بیرونی ملاوٹ سے کہ جس نے ان کے بعد میں آنے والے لوگوں کے دل ودماغ کو پراگندہ کیا۔ اس فساد کا اندازہ

---

❶ الترمذی: ۲٦٤١، قال الالبانی صحیح، سلسلة الاحادیث الصحیحة: ١٣٤٨.

❷ هیثمی مجمع الزوائد: ١/ ١٨٩، صححه الالبانی، صحیح الجامع: ٩/٥٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



آپ ان آراء وافکار کو دیکھ کر لگا سکتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے منہج سے متصادم ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنے راستے کے ساتھ ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے کی پیروی کا بھی حکم دیا کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ صحابہ ہی آپ ﷺ کے سچے تابعدار و پیروکار ہیں۔

مزید کہ آپ ﷺ نے انتہائی واشگاف الفاظ میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جو صحابہ کے فوراً بعد آئے۔ چنانچہ ایک صحیح حدیث میں بلکہ میں تحقیق ومطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خیر الناس قرنی ……)) ”بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔“

بعض افراد اس حدیث کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں ((خیــرون الــقــرون قــرنــی……)) ”بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے……“ یہاں میں ایک چیز کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ ﴿فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ”اور یقیناً نصیحت ایمان داروں کو فائدہ دیتی ہے۔“ وہ یہ کہ اس حدیث کے صحیح الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ ((خیــر الناس)) ”بہترین لوگ“ یعنی آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ .)) [1]

”بہترین لوگ میرے دور کے لوگ ہیں پھر جو ان کے بعد آئیں، پھر جو ان کے بعد آئیں۔“

یہ وہ قرون ثلاثہ (تین نسلیں) ہیں کہ جن کے صراط مستقیم پر ہونے کی گواہی خود رسول اللہ ﷺ نے دی اور قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کے مصداق بھی یہی لوگ ہیں:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا۝﴾

(النساء: ١١٥)

”جو شخص باوجود راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کا خلاف

[1] صحیح بخاری: ٢٥٦٢.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔"

آپ ﷺ نے قرآن کریم کے انہیں الفاظ ﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی "اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے" سے وہ الفاظ اخذ کیے جو سابقہ حدیث میں بیان ہوئے ((واصحابی))"اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم"

اس قرآنی آیت کا جو اساسی نقطہ ہے وہ وہی ہے جو کہ اس حدیث میں بیان ہوا۔ اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بعد میں آنے والے اور موجودہ دور کے مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مومنوں کی راہ ﴿سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کے علاوہ کوئی اور منہج اختیار کریں کیونکہ وہ لوگ اپنے رب کی جانب سے واضح ہدایت پر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ بعض سے زیادہ بیان کیا۔ میرا اشارہ خلفائے راشدین کی طرف ہے جیسا کہ حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ میں بیان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں (حاکم کی) سمع وطاعت (سننے اور فرمانبرداری کرنے) کی اگرچہ وہ (حاکم) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ پس بیشک تم میں سے جو (میرے بعد) لمبی عمر پائے وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ پس تمہیں چاہیے کہ میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اپنے جبڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رہو اور دین میں نئے کاموں سے بچو کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

یہاں بھی آپ ﷺ نے اپنی سنت کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت کو بیان کیا اور اس کی بھی وہی حکمت ہے جو اس سے پہلے فرقہ ناجیہ کے متعلق آیت وحدیث کے تحت ذکر کی گئی۔

## سلفی منہج:

مذکورہ بالا تینوں حوالہ جات سے ایک منہج ونظام اخذ کیا جاسکتا ہے۔ ایک ایسا نظام کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جس سے ہر مسلمان کا منسلک ہونا ضروری ہے اور اس سے اعراض کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں ان داعیوں کے مناہج جو قرآن وسنت کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن ان کا طریقہ کار ہمارے اس بیان کردہ نظام سے متصادم ہے اور وہ ہم سے اس منہج میں اختلاف کرتے ہیں کہ ہم سلف صالحین کے (صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور جو ان کے اصولوں پر کاربند رہے) کہ منہج سے تمسک کی دعوت دیتے ہیں یعنی قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونا مگر سلف صالحین کے طریقے کے مطابق۔ یہ درحقیقت وہ منہج ہے کہ جس سے ہر مسلمان کو تمسک اختیار کرنا لازم ہے تاکہ وہ ﴿سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ مومنوں کی راہ سے نہ بھٹک جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل محض یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ہم صرف قرآن وسنت پر عمل پیرا ہیں اور اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

بلکہ فہم سلف صالحین کی طرف رجوع کرنا ہی اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے گمراہ نہ ہوں جس طرح سے سلف صالحین کے بعد آنے والے مسلمان گمراہ ہوئے۔ ان مسلمانوں نے آپس میں انتہائی شدید اختلاف کیا تھا کیونکہ انہیں اس سنت صحیحہ تک بسہولت رسائی حاصل نہ تھی جو کہ قرآن کریم کی اصل تفسیر ہے۔ اللہ رب العالمین کا فرمان پاک ہے:

﴿بِالْبَيِّنَٰتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ.....﴾ (النحل: ٤٤)

''یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں۔''

یہ وہ بنیادی وجہ اختلاف تھی ان لوگوں کے درمیان جو گزر چکے، حتیٰ کہ ان میں بڑے بڑے علماء فقہاء وصالحین سب شامل ہیں لیکن اس بنیادی وجہ کے ساتھ ساتھ اور اسباب بھی ہیں جنہوں نے ان اختلافات کو جنم دیا۔ جن میں سرفہرست نفسانی خواہشات کا غلبہ اور کچھ ان افراد کی آراء وافکار جن کے پاس کسی قدر تقویٰ واخلاص تو تھا لیکن علمی میدان میں وہ بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کمزور تھے۔

اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس بات کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ مسلمان قرآن وحدیث کی مخالفت نہ کریں الا یہ کہ وہ اس منہج کی طرف رجوع کریں جس پر ہمارے سلف صالحین تھے۔ اور ہم مخلصانہ طور پر یہ یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کی ذمہ داری ان اختلافات پر ہے جن میں وہ قرآن وحدیث فہمی کے لیے اس منہج پر عدم انحصار کرتے ہیں، جسے ہم ''سلفی منہج'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ وہ ضروری امر ہے جسے ہمیں مسلمانوں کی موجودہ حالت کے حوالے سے مدنظر رکھنا چاہیے تاکہ ہم اس منہج کی طرف لوٹ سکیں جس پر سلف صالحین گامزن تھے۔ جنہیں بطور فخر یاد کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت، شان وشوکت اور زمین پر غلبہ عطا کیا، جس کا مشاہدہ اسلام کی شاندار تاریخ کے ذریعے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ چند باتیں تھیں جو مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے حوالے سے ذہن میں آئیں کہ جن کے متعلق مجھ سے سوال کیا گیا تھا اور اب ہم مسلمانوں کے اس زوال کے اسباب کا جائزہ لیں گے۔ (ان شاء اللہ)

## مسلم امہ کے زوال کے اسباب:

علمائے کرام نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب کے تحت بہت سی وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ان میں سے ہر ایک یا کم از کم ان میں سے کچھ اس بات کا بخوبی شعور رکھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے ان تمام اسباب کو اپنی ایک صحیح حدیث میں جمع فرما دیا، جب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عنقریب تمام قومیں جمع ہوں گی اور تمہارے خلاف ایک دوسرے کو دعوت دیں گی، جس طرح کہ کھانے کی پلیٹ کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔'' کسی نے پوچھا: ''کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟'' فرمایا: ''ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت میں تم لوگ اس وقت تعداد میں بہت زیادہ ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت سمندر کی جھاگ کی مانند ہوگی اور یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارا رعب تمہارے دشمنوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دلوں سے نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دے گا۔'' کسی نے دریافت کیا: ''یہ وہن کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: "حب الدنیا وکراهية الموت" (دنیا کی محبت اور موت سے نفرت)۔'' ❶

بے شک نبی کریم ﷺ نے درست فرمایا کیونکہ ہر باشعور مسلمان اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ ہر برائی کی جڑ اس دنیا کی محبت ہے اور ہر فتنے کے پس پشت اسی کا ہاتھ کارفرما ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو؟ یہی وہ شئے ہے کہ جو انسان کو اپنی دولت اور اپنی جان کے بارے میں کنجوس، خودغرض اور بخیل بناتی ہے اور یہی جان و مال ہی تو ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا جاتا ہے۔ یعنی اپنی دولت خرچ کی جاتی ہے جو ہمیں بہت عزیز ہے اور اس سے بھی عزیز ترین چیز یعنی اپنی جان بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنی پڑتی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''شح (حرص نفس) سے بچو، اس حرص نفس نے ہی تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، اسی نے انہیں خورنریزی پر آمادہ کیا اور انہوں نے محارم کو حلال کر لیا۔'' ❷

جیسا کہ بہت سی کتب احادیث میں مروی ہے جن میں سے ایک صحیح مسلم بھی ہے۔

## محارم الٰہی کو حلال کرنا:

یہاں اس موقع پر میں ایک چیز کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ کہ محارم کو حلال کرنا دو طرح سے ہے۔

**اول** یہ کہ انسان حرام کام میں ملوث ہو مگر اس بات کے مکمل شعور کے ساتھ کہ یہ کام حرام ہے۔ یہ واضح طور پر مسلمانوں میں اپنی تمام تر صورتوں اور اقسام کے ساتھ موجود ہے۔ حتیٰ کہ اکبر الکبائر یعنی شرک بھی ہمارے بعض معاشروں اور شخصیات میں عام ہے۔ جیسے آلام

---

❶ ابو داود: ٤٢٩٧، المشكوة: ٣/ ١٤٧٥، صححه الالباني في سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٥٧ وصحيح الجامع: ٨١٨٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب البر/ باب تحريم الظلم: ١٨/٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ومصائب میں غیر اللہ کو پکارنا، مشکلات میں غیر اللہ سے استعانت واستمداد چاہنا اور غیر اللہ کے نام پر ذبح اور قربانی کرنا اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں، جو غیر اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام امورشرک کے زمرے میں آتے ہیں لیکن یہ مسلم معاشروں میں عام ہیں۔لوگوں کی اکثریت،، میں صرف عوام ہی کو موردالزام نہیں ٹھہراتا بلکہ علماء بھی اس بات پر کوئی توجہ نہیں دیتے کہ لوگوں کو اس شرک و بت پرستی سے خبردار کریں۔ یہ اکبرالکبائر یعنی سب سے بڑا گناہ ہے بعض احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ:

''کبیرہ گناہ یہ ہیں: شرک، قتل، والدین کی نافرمانی اور رباء (سود) کھانا وغیرہ'' [1]

اگران میں سے آپ صرف سود ہی کو لے لیں تو وہ بھی ان اداروں کے مرہون منت بہت عام ہو چکا ہے جنہیں ہم ''بینک'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔مزید کبیرہ گناہوں میں سے شراب نوشی،عورتوں کا بے پردہ ہونا، قبروں پر مساجد کی تعمیر اوران کے علاوہ بھی بہت سے ہیں۔

**دوم** اللہ تعالیٰ کے محارم کو حلال کرنے کا جو دوسرا طریقہ ہے اس کی مزید دو اقسام ہیں:

ایک یہ کہ لاشعورطور پر کسی حرام کام کا ارتکاب کرنا یعنی ایک شخص کو یہ علم ہی نہ ہو کہ میرا یہ فعل حرام ہے یا شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔ یہ بلا شبہ ایک بہت بڑی برائی ہے اور یہ بھی مسلم معاشروں میں بہت عام ہے۔

دوسری قسم یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے کے لیے حیلے اختیار کرے۔ جیسا کہ یہودیوں نے فریب کاری اور دھوکہ بازی کے ذریعہ مچھلیاں پکڑنے کی جسارت کی، جن کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے اوران شاءاللہ تمام لوگ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اسی طرح انہوں نے حیلہ اختیار کرتے ہوئے چربی کو بھی اپنے لیے حلال کرنے کی کوشش کی جو کہ ان پر حرام کر دی گئی تھی۔

جس کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت کی اس سبب سے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی

[1] بخاری: ۸/۷، مسلم: ۱/ ٦٤ الهيثمي مجمع الزوائد: ٤/ ١٣٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



مگر انہوں نے اسے پگھلا کر اس کی خرید وفروخت شروع کر دی۔ پس خبردار! اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا کھانا لوگوں پر حرام کر دیتا ہے تو اس کی تجارت اور کمائی بھی حرام کر دیتا ہے۔'' ❶

یہ حدیث باوجود اپنی انتہائی اہمیت کے خطباء، مقررین وواعظین کی زبانوں پر بہت کم ہی آتی ہے۔ یہ حدیث مسلمانوں کو اس عمل کا مرتکب ہونے سے خبردار کرتی ہے۔ جس کا ارتکاب یہودیوں نے کیا۔ مزید برآں نبی اکرم ﷺ نے ایسے کاموں کے انجام دینے سے روکا ہے اور سختی سے منع فرمایا ہے کہ جو یہودیوں کا شیوا تھے۔ دیگر احادیث کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم لوگ یقیناً ان لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے جو تم سے پہلے ہو گزرے جیسا کہ بالشت بالشت کے برابر ہوتا ہے اور ہاتھ ہاتھ کے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اس میں جا داخل ہو گے۔'' ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس سے مراد یہود ونصاری ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔'' (یعنی یقیناً انہی کی پیروی کرو گے)'' ❷

چنانچہ میں مسلمانوں کو اس بات سے خبردار کرنا چاہوں گا کہ وہ معمولی حیلہ اور مکر وفریب اختیار کر کے اس قسم کے حرام کاموں میں ملوث نہ ہوں جیسا کہ انہوں نے اپنے روزمرہ کے معاملات اور کاروباری معاہدوں میں اسے روا رکھا ہوا ہے۔ اس کی ایک بہت نمایاں مثال ''نکاح التحلیل'' (حلالہ کا نکاح) ہے۔ جس کے مرتکب کو صحیح حدیث میں ملعون کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے عورت سے حلالہ کیا گیا

---

❶ بخاری، مسلم، ابوداود وصححه الالبانی فی صحیح الجامع: ۵۱۰۷.

❷ صحیح بخاری: ۹/ ۴۲۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دونوں پر لعنت کی ہے۔“ ❶

اس قدر شدید وعید نبوی (ﷺ) کے باوجود ہمارے یہاں ایسے ”ماہرین فقہ“ پائے جاتے ہیں جو اسے جائز قرار دیتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے مرتکب کو اور جو بھی اس میں ملوث ہو پر لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

انہیں باتوں میں سے ایک بات جو ہمارے معاشروں میں عام ہے وہ اقساط پر اشیاء کی فروخت ہے جبکہ اقساط میں لینے کی صورت میں قیمت نقد سے زیادہ ہو۔ انہیں میں سے ایک ”بیع عینہ“ بھی ہے جو مسلم ممالک میں عام ہے۔ مجھے صد افسوس کے ساتھ سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ وقت اس بات کی اجازت نہیں دے رہا کہ میں فرداً فرداً اور تفصیل کے ساتھ ان نقاط کو بیان کروں۔

## امت مسلمہ کو لاحق ہونے والے مہلک امراض:

میں صرف آپ بھائیوں کی توجہ اس حدیث کی جانب مبذول کروانا چاہوں گا جو کہ موقع محل کے لحاظ سے مناسب حال ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ:

”اگر تم اپنی تجارت میں بیع عینہ میں لگ جاؤ گے اور بیلوں کی دموں کو تھام لو گے اور محض اس بات سے راضی ہو جاؤ گے کہ تم اپنی کھیتی باڑی پر توجہ دو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ترک کر دو گے تو پھر اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا جو تم پر سے نہ ٹلے گی یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف رجوع کرو۔“ ❷

اس حدیث میں اس زہر ہلاہل اور ان موذی امراض کی بڑی واضح انداز میں منظر کشی کی گئی ہے جو اس دنیا فانی کی گھڑ دوڑ میں شامل ہونے اور اپنی تمام تر توجہ اسی دنیا کو کمانے میں مرکوز کرنے اسی طرح صرف ایسے اقدامات کرنے کے کسی طرح اس دولت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو کا شاخسانہ ہے اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کے ذمہ دار عوامل بھی یہی ہیں۔

---

❶ ابوداود: ۲/ ۵۵۵ وصححه الالباني في صحيح الجامع: ۵۱۰۱.

❷ ابوداود: ۳٤٦۲، وصححه الالباني في الصحيح: ۱۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رسول اکرم ﷺ نے بیع عینہ، بیلوں کی دموں کو تھام لینے اور کھیتی باڑی پر اکتفا کرنے کے ساتھ ساتھ ترک جہاد کو بھی ایک سبب گردانا ہے اور یہ ترک جہاد بھی ایک عام جرم کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلا استثناء عرب وغیر عرب سب نے ہی جہاد کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ جبکہ امر واقعی یہ ہے کہ ان تمام ریاستوں کے قبضہ میں وہ تمام وسائل میسر ہیں جو کہ جہاد کے لیے لازمی ہیں اور دوسری جانب ان پر جوش نوجوانوں کے پاس یہ وسائل میسر نہیں کہ جس سے وہ نہ صرف اپنے ملکوں، زمینوں بلکہ اپنی عزت وحریت ہی کا دفاع کر سکیں۔

آخر کار ان تمام مخالف شریعت کاموں میں مصروف عمل ہونے اور اللہ کے محارم کو حلال کرنے کا منطقی وقدرتی نتیجہ یہی نکلنا تھا:

﴿تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾

''اور تم اللہ تعالیٰ کی سنت وطریقے کو کبھی بدلتا ہوا نہیں پاؤ گے۔''

پس اللہ تعالیٰ پر یہ حق بنتا تھا کہ وہ ان پر ذلت ورسوائی مسلط کر دے۔

یہ ذلت وپستی ہر مسلم ملک پر اپنے پنجے گاڑ چکی ہے حالانکہ وہ بظاہر اس دنیا کے نقشے پر آزاد ممالک کی حیثیت سے اپنا وجود رکھتے ہیں مگر درحقیقت وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اپنے ممالک میں بھی عمل نہیں کر سکتے۔ انہیں ایک صحیح حدیث کے مطابق اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ:

((جاهدوا المشركين بانفسكم واموالكم والسنتكم)) [1]

''مشرکین سے اپنی جانوں، مالوں اور زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔''

اب ہم نے اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کو تو بالکل ہی ترک کر دیا ہے اور اسے صرف محدود کر دیا ہے اپنے مال تک اس کی فراوانی کے باعث اور زبانی تک اس کی آسانی کے باعث حتیٰ کہ اس دور میں جان کے ساتھ جہاد بدقسمتی سے ایک گزری ہوئی داستان کی مانند

---

[1] ابوداود: ۲/ ۶۹۵، وصححه الالبانی فی المشکوۃ: ۳۸۲۱، وفی الصحیح الجامع: ۳۰۹۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بن کر رہ گیا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں ان امراض کی نشاندہی وتشخیص کے ساتھ اس کا علاج بھی تجویز فرمایا جیسا کہ حدیث کی ابتداء میں ان امراض کا ذکر ہے جو امت مسلمہ کو لاحق ہوں گے اور اس کے آخری حصہ میں ان کا علاج بھی ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح ان سے گلوخلاصی حاصل کی جا سکتی ہے۔

## ان مہلک امراض سے سبیل نجات:

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تم پر سے اس ذلت کو رفع نہیں کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی جانب رجوع کرو۔''

یہی وہ واحد حل ہے مسلم امہ کے لیے اگر وہ اپنے کھویا ہوا وقار، غلبہ، عزت اور شان وشوکت کی بحالی چاہتی ہے اور چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا پر اسی طرح غلبہ وتسلط عطا کرے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو عطا کیا گیا تھا۔ اسی سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''اس امت کو بشارتیں دے دو کہ اللہ تعالیٰ انہیں عروج بخشے گا اور انہیں دنیا میں غلبہ عطا فرمائے گا۔ پس جو شخص بھی حصول آخرت والا عمل دنیاوی مقاصد ومفادات کے لیے سرانجام دے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' [1]

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''یہاں تک کے وہ اپنے دین کی جانب رجوع کریں'' مجھے اس بات کا موقع فراہم کرتا ہے کہ میں آپ کے سامنے کیے گئے سوال کے آخری حصہ کو متعارف کرواؤں۔ وہ یہ کہ امت مسلمہ پر جو کچھ بیت رہی ہے اور جس ذلت وپستی کا وہ شکار ہے کہ ماضی میں جس کی مثال نہیں ملتی اس سے نجات کی کیا سبیل ہے؟

تو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ

[1] البیهقی، وقال حاكم صحيح، وصححه الالبانی فی احكام الجنائز: ٥٢ وصحيح الجامع: ٢٨٢٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ﴾ (الرعد: ۱۱)

''اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلا کرتا نہ ہو جسے خود اپنی حالت کو بدلنے کا خیال اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ٹلا نہیں کرتا۔''

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ....﴾ (الانفال: ۵۳)

''یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدل دیں۔''

پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی وہ قوتیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھیں اور وہ غلبہ وشان وشوکت جو کہ انہیں دنیا میں حاصل تھے، اس عظیم نعمت کی تبدیلی کا کیا سبب ہے؟

سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو بدل ڈالا، ہم اس نعمت کو چھوڑ کر دنیا کی دوڑ دھوپ میں جت گئے اور ہم نے اللہ کی راہ میں جہاد بھی ترک کر دیا۔ بالآخر ان تمام باتوں کا شرعی وفطری نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مسلمان اللہ کے دین کی مدد نہیں کریں گے تو انہیں بھی اس کے بدلے میں اللہ کی طرف سے کوئی مدد حاصل نہیں ہوگی جس طرح کہ کلام اللہ میں آیا ہے کہ:

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد: ۷)

''اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔''

میں اس مقام پر آپ کی توجہ اس نقطہ کی طرف دلانا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پاک سے آج تمام اسلامی ممالک پر چھائی ہوئی اس مہلک وجان لیوا بیماری کا علاج تجویز فرما دیا اور وہ علاج ان کا اپنے دین کی طرف رجوع کرنا ہے جیسا کہ آپ سب پہلے سماعت فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔"

اسی طرح ایک اور آیت میں اس کی نشاندہی فرمائی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ٣)

"آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کا تمہارے لیے بطور دین ہونے پر راضی ہوا۔"

مجھے اس موقع پر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے انتہائی مسرت ہوگی جو کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "الاعتصام" میں امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کی ہے:

"جو شخص اسلام میں کوئی بدعت متعارف کراتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے تو اس شخص کا یقیناً یہ عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں جو کہ ان کی ذمہ داری تھی خیانت کی ہے (اور یہ محال ہے) اور اگر تم دلیل چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ کلام پڑھو:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ٣)

"آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کا تمہارے لیے بطور دین ہونے پر راضی ہوا۔"

اور اس امت کے آخری (لوگوں) کی اصلاح نہیں ہو سکتی مگر صرف اس طریقے سے جس سے اس امت کے پہلے (لوگوں) کی اصلاح ہوئی تھی۔ پس جو چیز اس وقت دین کا حصہ نہ تھی وہ آج بھی دین کا حصہ نہیں بن سکتی۔"[1]

پھر امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم اس روایت کو جو کہ امام مالک رحمہ اللہ امام دار الہجرہ (مدینہ) سے صحیح سند کے

[1] الشفاء لقاضي عياض: ٢/ ٦٧٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ساتھ ثابت ہے بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ دین میں کوئی بدعت ایجاد کرے چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی اور معمولی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ کردار وسلوک میں ہو یا عبادات واعتقادات میں اور ہم اس روایت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں قرآن کریم کی اس آیت پر اعتماد کرتے ہوئے کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے دین یعنی ''اسلام کو تمام کر کے اس نے ہم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔'' ❶ www.KitaboSunnat.com

سو آج ہمارے متعلق کیا خیال ہے؟ ہم تو اسلام سے کوسوں دور جا چکے ہیں نہ صرف ان امور میں کہ جنہیں ہم ''سنت'' کہتے ہیں جو کہ بدعت کی ضد ہے بلکہ ہم تو اسلام سے مکمل طور پر دور ہو چکے یعنی ہم اسلام سے صرف ان امور میں دور نہیں ہوئے کہ جنہیں بعض لوگ ثانوی حیثیت کے یا غیر ضروری اعمال شمار کرتے ہیں بلکہ ہم تو اس اسلام سے ہی دور ہو گئے جو دین اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پسند فرمایا تھا۔ ہم نہ صرف اپنے قانونی فیصلوں اور افکار میں گمراہ ہوئے بلکہ اپنے عقائد تک میں گمراہی کا شکار ہیں۔

اگر ہم واقعی اس علاج جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی زبانی تجویز فرمایا کہ نافذ کرنے میں مخلص ہیں یعنی اپنے دین کی طرف رجوع کرنے میں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا طریقہ ہے کہ جس سے ہم دین کو سمجھیں اور اس کا فہم حاصل کریں؟

## فہم سلف یا فہم خلف:

اس دین کے فہم کے دو طریقے ہیں جو کہ ان علماء میں معروف ہیں جو ماضی اور حال کے علماء میں پائے جانے والے اختلاف کا شعور رکھتے ہیں۔ یہاں دو مکتبہ فکر ہیں: ایک تو سلف کی طرف منسوب ہے اور دوسرا خلف کی طرف۔ جو لوگ خلف کی طرف منسوب ہیں وہ اس بات کے معترف ہیں کہ سلف کا راستہ محفوظ ترین ہے مگر اس کے باوجود ان کا یہ دعویٰ ہے کہ خلف کا راستہ علم وفہم کے اعتبار سے سلف سے بہتر ہے۔ تو آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا ہمیں

❶ الاعتصام: ۲/ ۳۵.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



سب سے پہلے اپنے عقائد سلف سے لینے چاہییے یا ان سے جو اس بات کا محض اقرار کرتے ہیں کہ سلف کا راستہ محفوظ ترین ہے مگر ان کا راستہ علم وفہم کے اعتبار سے ان سے بہتر ہے؟

بلا شبہ دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس دور میں ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے عقائد کا موازنہ سلف صالحین کے عقائد سے کریں پھر اس کے بعد اپنے احکامات، اخلاقیات اور سلوک میں بھی ہمیں سلف کی جانب رجوع لازم ہے۔ وہ سلف جو اختلاف کے وقت قرآن وسنت پر انحصار کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ نجات نہیں سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ٦٥)

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

آج بدقسمتی سے ہم ایسے گروہ اور جماعتیں نہیں پاتے جو ہمارے ساتھ اس علاج کو اپنانے کے لیے راضی اور متفق ہوں۔ مسلمانوں کو اپنی شان وشوکت اور قوت وغلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اپنے دین کی طرف رجوع کریں۔ یہ ایک ایسا نقطہ ہے کہ جس پر مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں، اس بات سے قطع نظر کہ ان کی وفاداریاں اور ان کی وابستگی کس مخصوص گروہ یا جماعت سے ہے اور اس بات سے بھی قطع نظر کہ ان کا تعلق کس مکتبہ فکر سے ہے۔ بہرحال اختلاف اس وقت ابھرتا ہے جب دین کے صحیح فہم کا معاملہ آتا ہے۔

جس طرح کہ میں نے پہلے اس بات کی نشاندہی کی کہ ہمارے سامنے دو مکتبہ فکر ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ایک سلف کا اور ایک خلف کا۔ سلف دین کے اصولوں میں کوئی تنازع نہیں برتتے تھے اور نہ اس میں کسی طرح کا کوئی اختلاف کرتے تھے۔

وہ اس بات میں کوئی دورائے نہیں رکھتے تھے کہ تمام باہمی اختلافات میں قران وسنت کی جانب رجوع کیا جائے۔ چنانچہ وہ اپنے معاملات کے فیصلے انہی دو ذرائع سے کرتے تھے اور وہ اس کے آگے مکمل سر تسلیم خم کر دیتے تھے، جیسا کہ ہم گذشتہ قرآنی آیت کے تحت بیان کر آئے ہیں۔ ان کے درمیان اختلاف کی بنیادی وجہ جس کی طرف میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں، وہ یہ تھی کہ ان میں کسی کے پاس پیغمبر ﷺ کی کوئی حدیث نہ پہنچی ہو، تو وہ پھر اپنے ذاتی اجتہاد کی بنیاد پر جو سب سے زیادہ مناسب اور بہتر رائے تصور کرتا تھا اس کے مطابق عمل کرتا۔ چنانچہ بسا اوقات وہ غیر ارادی طور پر اور بلا قصد غلطی میں مبتلا ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک صحیح حدیث میں فرمایا:

"اگر حاکم/ مجتہد اپنے ذاتی اجتہاد کی بنیاد پر فتویٰ دے اور وہ صحیح ہو تو اسے دوہرا اجر ملے گا اور اگر وہ غلطی کر جائے تو اسے اکہرا اجر ملے گا۔" [1]

چنانچہ ہر مسلم پر یہ واجب ہے کہ وہ اس اصول کی طرف پلٹے جس کے متعلق کوئی اختلاف رائے نہیں کہ قرآن وسنت کی پیروی سلف صالحین کے فہم کے مطابق کرنا۔ پھر اگر ہم اس نظام پر متفق ہو جائیں اور اسے اپنا وظیفہ حیات اور اپنے عمل ومنہج کی بنیاد بنائیں اور مزید یہ کہ ہم اس بات پر ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے لیے راضی ہوں یعنی

**اولاً:** اس منہج کو سمجھنے میں۔

**ثانیاً:** اس کی عملی تطبیق یعنی تنفیذ پر۔

تو پھر اسکے بعد ایک انتہائی اہمیت کا حامل مرحلہ آئے گا جو کہ خلاصہ ہے میرے اس جواب کا جو مسلمانوں کے عروج وترقی کی جانب سفر کے آغاز کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔

آج یہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے دین کا صحیح فہم حاصل کرے،

[1] صحیح بخاری: ۱۳/ ۳۱۸ صحیح مسلم: ۱۷۱٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پھر اسے ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق صحیح طور پر عملاً نافذ کرے۔ حکام کا معاملہ عوام یا محکومین سے الگ ہے۔ حکام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے جبکہ محکومین کی قوت محدود ہے اگر دونوں فریق یعنی حکام ومحکومین اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ یعنی

**اولاً:** اسلام کا صحیح فہم حاصل کریں۔

**ثانیاً:** مکمل طور پر اس اسلام کا نفاذ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق کرے۔

تو مجھے یقین ہے کہ ایک دن ضرور مومنین اللہ کی جانب سے فتح پر جشن منائیں گے۔

لیکن میں بہت سے داعیان اسلام کو دیکھتا ہوں کہ وہ حکومت پر مسلسل زور دیتے ہیں کہ وہ اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم کریں اور بلا شبہ یہ ایک عمدہ وبہترین حق بات کی دعوت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدة: ٤٤)

''اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے پس ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔''

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (المائدة: ٤٧)

''اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے پس ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔''

اور تیسری آیت میں فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (المائدة: ٤٥)

''اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔''

یہ سچ ہے کہ حکومتوں کو اپنے آئین، قوانین اور رعایا پر تنفیذ اسلام کرنا چاہیے۔ یہ حق بات ہے اور واجب ہے۔ بہر حال میں ان داعیان کو جو اس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہ نصیحت کروں گا کہ وہ اپنی ذات کو نہ بھولیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ (المائدة: ١٠٥)

''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔''

سو یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ سچائی کے ساتھ اپنے دین کا فہم حاصل کرے پھر حسب صلاحیت اسے اپنے آپ پر اور ان پر جن کا وہ ذمہ دار ہے یا جن پر اسے دسترس حاصل ہے نافذ کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''[1]

پس آدمی اپنے زیر کفالت اور ماتحت پر نگہبان وذمہ دار ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے دست نگر اور ماتحت پر نگہبان وذمہ دار ہے اور اسی طرح دیگر افراد بھی۔ کچھ داعی ذاتی اصلاح کے اس پروگرام کے حوالے کے طور پر ایک قول پیش کرتے ہیں جو انہیں میں سے ایک داعی کا ہے۔ ''اپنے دل پر اسلامی حکومت قائم کرو وہ تمہارے لیے زمینوں پر بھی قائم کر دی جائے گی۔'' میں دوہرائے دیتا ہوں: ''اپنے دل میں اسلامی حکومت قائم کرو وہ تمہارے لیے زمینوں پر بھی قائم کر دی جائے گی۔''

اس بات نے ہمیں انتہائی مسرت دی لیکن ہم ان لوگوں سے ناخوش وناراض ہیں جو اس شخص کی جانب منسوب ہیں جس کا یہ قول ہے۔ وہ اس لیے کہ انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی اس کی تنفیذ کو خاطر میں لائے کیونکہ ایسا کرنے کے لیے ان کی جانب سے محنت شاقہ مطلوب ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ انہیں قرآن وحدیث فہم سلف صالحین کے مطابق والے منہج کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ سو میں یہ کہوں گا کہ مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کا علاج

[1] صحيح بخاري: ٧٣٠۔ صحيح مسلم: ٣٣٩٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دین کی طرف رجوع ہے جو ہم سے دو چیزوں کا تقاضا کرتا ہے۔ میں نے انہیں ''التصفیہ'' اور ''التربیہ'' کا نام دیا ہے۔

## التصفیہ والتربیہ:

''التصفیہ'' سے میری مراد ہے کہ تمام علماء وفضلاء جو یہ چاہتے ہیں کہ زندگیوں پر اسلام کا نفاذ سلف صالحین کے طریق پر ہو ان پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اس اسلام کو ان چیزوں سے پاک وصاف یعنی خالص کریں جو اس میں بعد میں در آئیں جو پہلے اس کا حصہ نہ تھیں۔ ایسے پاکیزہ کریں جیسے بھیڑیا یوسف علیہ السلام کے خون سے پاک و بری تھا، یہ ایک پرانی عربی کہاوت ہے۔ پھر انہیں اس خالص وپاکیزہ ہونے والے اسلام کی دعوت دینی چاہیے، خواہ وہ عقیدہ کا معاملہ ہو یا ان احکام کا جن میں بہت اختلاف رائے پایا جاتا ہے یا پھر اخلاق، کردار وسلوک کا معاملہ ہو، الغرض دین کے خالص کرنے کا یہ عمل اسلام کے ہر شعبہ پر محیط ہوگا، وہ اسلام جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مکمل کیا۔ جس پر ہم مندرجہ ذیل حدیث کے ذریعے مزید روشنی ڈالیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ سے قریب کرے اور جہنم سے دور مگر میں نے تمہیں اس کا حکم دے دیا ہے اور کوئی چیز جو تمہیں اللہ سے دور لے جائے اور جہنم سے قریب مگر میں نے تمہیں اس سے روک دیا ہے۔''[1]

اور اب جو اس صراط مستقیم پر چلنا چاہتے ہیں ان پر ایک بات ضرور واضح ہونی چاہیے وہ یہ کہ بہت سے قدیم جدید علماء اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سنت میں ایسی بہت سی اشیاء داخل ہوگئیں ہیں جو اس کا حصہ نہ تھیں اور یہ چیز تو پہلی صدی سے ہی وقوع پذیر ہونا شروع ہوگئی تھی جب چند فرقوں نے سرکشی کی اور اس چیز کی طرف دعوت دی جو قرآن وسنت سے متصادم تھی۔ مثال کے طور پر بعض خوارج کا ایک خارجی کا بیان ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سنت کی

---

[1] سنن امام شافعی: ١/ ١٤، بیهقی: ٧/ ٧٦، الفقیه والمتفقیه للخطیب: ١/ ٩٣، اس حدیث کی باقاعدہ تخریج کے لیے ملاحظہ کیجئے شیخ سلیم الہلالی کا مقدمہ جو انہوں نے کتاب "هداية السلطان" کی نظر ثانی کے موقع پر لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جانب رہنمائی نصیب ہوگئی تھی، کہتا ہے کہ:

''ہمیں اس بارے میں انتہائی محتاط رہنا چاہیے کہ ہم اپنا دین کہاں سے حاصل کر رہے ہیں کیونکہ ہمیں جو بات بھلی لگا کرتی تھی ہم اسے حدیث بنالیا کرتے تھے۔''

اسی وجہ سے امام ابن سیرین رحمہ اللہ (جو کہ ایک جلیل القدر تابعی تھے اور جن کی حافظ حدیث صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بکثرت احادیث مروی ہیں) میں نے فرمایا: ''اس بات پر بھر پور توجہ دو کہ تم اپنا دین کہاں سے حاصل کر رہے ہو۔'' [1]

اس قول کو بطور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتی کیونکہ اس کے راویوں کی سند ابن سیرین رحمہ اللہ تک موقوف ہے اور یہی وجہ ہے محدثین کرام کے اس قول کی کہ ''اسناد دین کا اہم جزء ہیں، اگر یہ اسناد نہ ہوتیں تو ہر شخص جو اس کا جی چاہتا دین کے تعلق سے کہہ جاتا۔''

یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس پر نظریاتی حد تک تو علماء کا اجماع ہے۔ جی ہاں! میں بخوبی آگاہ ہوں کہ جب میں نے کہا کہ ''نظریاتی حد تک'' یہ اس لیے کہ مجھے یہاں ایک تلخ حقیقت کی ضرور نشاندہی کرنی پڑے گی وہ یہ کہ عملی طور پر جمہور علماء نے ان اسناد پر وہ توجہ نہیں دی جو اس پر دینی چاہیے تھی۔ البتہ علماء کا ایک مختصر گروہ ایسا تھا جنہوں نے یقیناً اس پر توجہ دی اور وہ محدثین کرام تھے جن میں کچھ مشہور یہ ہیں: امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی اور ان کے تلامیذ جیسے امام بخاری وامام مسلم اور دیگر محدثین اور آئمہ جرح وتعدیل رحمہم اللہ۔ ہمیں جس سنت پر اس کے تصیفہ کے بعد پیش رفت کرنی ہے اس سنت کو خالص کرنے کے لیے ہمیں انہیں جیسے رجال پر اعتماد کرنا ہے۔

کتب سنت آج وسیع پیمانے پر دستیاب ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے ان کے دین کو مکمل محفوظ رکھا اپنے اس وعدے کے ذریعہ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ٩)

---

[1] شرح صحیح مسلم للامام النووی: ١/ ٨٧.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



''ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے۔''

اس موقع پر میں ایک نقطہ ضرور بیان کرنا چاہوں گا وہ یہ کہ مندرجہ بالا آیت جب یہ بیان کرتی ہے (ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے) تو کچھ لوگ جنہیں سنت میں مہارت حاصل نہیں اور نہ ہی وہ اسے کچھ اہمیت دیتے ہیں وہ اس غلط نقطہ نظر کے حامی ہیں کہ اس آیت میں جو حفاظت الٰہی کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ صرف قرآن مجید کے ساتھ خاص ہے۔ تو میں کہوں گا بالکل اللہ تعالیٰ نے ذکر کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے ذریعہ اس نے قرآن کریم کے الفاظ کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن بہرحال اس نے اس کے معنی، بیان وتشریح کی حفاظت سنت نبوی ﷺ کے ذریعہ کی ہے۔

اس لیے محدثین کرام کے بغیر سنت کے تصفیہ کا یہ عمل بوجوہ احسن پایہ تکمیل تک پہنچانا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ ایک امر لازم ہے کہ قرآن مجید کا سنت صحیحہ سے بے نیاز رہ کر صحیح فہم حاصل نہیں کیا جا سکتا اگر ایسا نہ کیا گیا تو مسلمان انہیں گمراہیوں کا شکار ہو جائیں گے، جن گمراہیوں کا ان سے پہلے ماسوائے فرقہ ناجیہ کے لوگ شکار ہوئے۔ یہ اس لیے کہ قرآن مجید سے متعلق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''قرآن حکیم کی تفسیر کئی ایک طریقوں سے ہو سکتی ہے۔'' اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ٤٤)

''یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں۔''

یعنی ہم نے اے محمد ﷺ آپ کی طرف ذکر نازل فرمایا تاکہ آپ ﷺ اپنی سنت کے ذریعے بیان کر دیں اور وضاحت فرما دیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا۔ چنانچہ یہ آیت دو چیزوں کی طرف اشارہ کرتی ہے ایک قابل وضاحت وقابل تفسیر چیز اور دوسری اس قابل تفسیر چیز کی تفسیر ووضاحت کرنے والے مفسر۔ لہٰذا وہ قابل تفسیر چیز قرآن مجید ہے جسے بطور ''ذکر'' بیان کیا گیا اور مفسر رسول اللہ ﷺ ہیں کہ جو اس آیت کے مخاطب ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



قرآن فہمی کا سنت اور وہ بھی صرف سنت صحیحہ کے علاوہ اور کوئی درست طریقہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو چیزوں سے خبردار کیا تا کہ اس تفسیر کو کما حقہ اور صحیح طور پر کیا جا سکے۔ ان میں سے پہلی چیز جس سے اپنی امت کو خبردار کیا وہ نبی ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا ہے جو آپ نے نہ کہی ہو چنانچہ ایک متواتر حدیث میں ہے کہ:

((من كذب علي متعمدا فاليتبوا مقعده من النار))

"جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں پکڑ لے۔"

دوسری روایت میں ارشاد فرمایا:

((من قال علي مالم اقل فاليتبوا مقعده من النار))

"جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو یقیناً اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں پکڑ لے۔" [1]

یہ وہ پہلا مسئلہ تھا جس سے نبی کریم ﷺ نے امت کو متنبہ فرمایا، دوسری چیز جس کی طرف امت کو توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم کی طرف رجوع لازم ہے بالکل اسی طرح سنت کی طرف بھی رجوع لازم ہے۔ اسی بناء پر آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں اس حال میں کہ وہ اپنی مسہری سے ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس کے سامنے میرا امر یا نہی پہنچے تو وہ یہ کہے کہ میں نہیں جانتا ہم جس کو کلام اللہ میں حلال پائیں گے صرف اسے حلال جانیں گے اور جسے کلام اللہ میں حرام پائیں گے صرف اسے حرام جانیں گے۔ خبردار میں قرآن اور اس کی مثل (حدیث) دیا گیا ہوں اور آگاہ ہو جاؤ کہ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا وہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے خود حرام قرار دیا۔" [2]

---

[1] دونوں روایتیں بخاری کی ہیں: ١/ ٨٤، ابو داود: ٣/ ١٠٣٦۔

[2] احمد: ٤/ ١٣٢، ابوداود: ٥٠٦٤، ترمذی: ٣٦٦٢ شیخ احمد شاکر اس پر "الرسالة" للشافعی کی تعلیقات کے موقع پر ایک تفصیلی بحث کی ہے۔ رقم: ١٩۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ان دونوں امور یعنی جن سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے متنبہ فرمایا کو باہم یکجا کرنے سے ہمیں وہ علاج وحل نصیب ہوگا جو رسول اللہ ﷺ نے ہر جانب سے مسلط ہونے والی ذلت ورسوائی سے نجات حاصل کرنے کے لیے تجویز فرمایا۔ یہ پہلے مرحلے ''تصفیہ'' کا بیان تھا۔

دوسرا مرحلہ جو علمائے کرام کے سابقہ بیان کردہ تصفیۃ کا عمل کر لینے کے بعد شروع ہوگا، وہ ''تربیہ'' ہے۔ انہیں لازماً اس ''تربیہ'' کے عمل کے ساتھ اپنے خاندانوں اور ماتحت لوگوں کی اسی خالص نہج پر تربیت کرنی ہوگی۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ کہیں ان کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جو وہ کہتے ہیں کرتے نہیں کیونکہ ہمارے رب کا فرمان مبارک ہے:

﴿یَاأَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ٥ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ٥﴾ (الصف: ٢-٣)

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے۔''

''اس امت کو بشارتیں دے دو کہ اللہ تعالیٰ انہیں عروج بخشے گا اور انہیں دنیا میں غلبہ عطا فرمائے گا۔ پس جو شخص بھی حصول آخرت والا عمل دنیاوی مقاصد ومفادات کے لیے سرانجام دے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' [1]

اس حدیث سے ہم پر یہ واجب ہوتا ہے جب ہم اپنے اس خالص شدہ دین پر عمل پیرا ہوں تو ہمارا عمل خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے جیسا کہ ہمارے رب کریم کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾ (البینة: ٥)

''اور انہوں تو حکم ہی نہیں دیا گیا تھا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔''

میں اس تقریر کے اختتام پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں ترقی کے اس سفر میں تمام محارم سے

---

[1] تخریج پہلے گذر چکی ہے، دیکھئے۔ حوالہ رقم: ١٤

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اجتناب کرنا ہوگا جن سے آپ سب واقف ہیں اور جن کی کچھ مثالیں ہم پہلے بیان کر آئیں ہیں، جیسے شرک، قتل، سود وغیرہ وغیرہ۔

میں اس موقع پر اس پہلی بیماری کا ذکر کرنا چاہوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے ''بیع عینہ'' والی حدیث میں بیان کی کیونکہ یہ بیماری بعض اسلامی ممالک میں بہت پھل پھول رہی ہے اور دوسری جانب لوگوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بموجب: ﴿لَا يَعْلَمُونَ﴾ ''نہیں جانتے۔''

## بیع عینہ:

بیع عینہ ایک قسم کا سودی معاملہ ہے جو حرام ہے لیکن بدقسمتی سے کچھ لوگ اس میں ملوث ہیں اور وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ یہ شرعاً جائز ہے۔ بیع عینہ علماء میں معروف ہے جو ''عین'' سے مشتق ہے یعنی (( عين الشئى . )) ''اصل چیز یا متعین شے''

مثلاً ایک شخص ایک گاڑیوں کے بیوپاری شخص کے پاس آتا ہے اور کچھ معلومات حاصل کرنے کے بعد گاڑی خرید لیتا ہے۔ اس نے یہ گاڑی اقساط پر خریدی ہے نقد پر نہیں۔ فرض کریں کے اس نے گاڑی بیس ہزار میں خریدی اب وہ شخص جس نے گاڑی اقساط پر خریدی دوبارہ گاڑیوں کے بیوپاری شخص کے پاس آتا ہے اور اسے وہی گاڑی نقد پر فروخت کرنے کی پیشکش کرتا ہے۔ اب جو گاڑیوں کا بیوپاری تھا وہ یہ بھانپ گیا کہ اس شخص کو گاڑی نہیں بلکہ پیسوں کی ضرورت ہے۔ آخر کار یہ دونوں فریق گاڑی کی اٹھارہ ہزار قیمت پر متفق ہوئے۔ چنانچہ وہ شخص جس نے گاڑی اقساط پر خریدی تھی اپنی گاڑی دوبارہ اٹھارہ ہزار میں بیچ دی۔ اس طرح وہ شخص اب بیس ہزار قرض کی ذمہ داری لے کر چلا گیا جبکہ فی الحقیقت اس نے صرف اٹھارہ ہزار ہی لیے تھے۔ بیع عینہ کے اس معاملہ سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ سو یہ ان لوگوں پر بالکل واضح ہو جانا چاہیے جو اپنی خواہشات کے پیرو نہیں یا کم از کم بیع عینہ میں ملوث نہیں کہ اس کاروبار کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قرضدار کے ذمہ اس کی وصول کی گئی رقم سے زیادہ واجب الادا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں اور سود کو تجارت قرار دینے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ اگر وہ شخص جاتا اور کہتا: ''مجھے اٹھارہ ہزار قرض دو میں تمہیں بیس ہزار ادا کروں گا''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تو موجودہ دور کے مسلمان بھی الحمد اللہ اسے یقیناً سود قرار دیتے اور وہ ایسا کیوں کرتے؟ کیونکہ قرضدار پر جو رقم واجب الادا ہے وہ اس رقم سے زیادہ ہے جو اس نے حاصل کی، تو اس میں اور بیع عینہ میں کیا فرق رہا؟ درحقیقت یہ فروخت کا معاملہ حیلہ ہے سود کو حلال کرنے کا۔ یہ تو وہی حرکت ہے جس سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی بہت سے احادیث میں تنبیہ فرمائی ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے ہمیں گذشتہ امتوں کے نقش قدم پر گامزن ہونے سے منع فرمایا ہے، اور بالخصوص یہودیوں کا ذکر کیا۔

## یہود کی روش:

مثلاً اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام قرار دی۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ﴾ (النساء: ١٦٠)

”جو نفیس چیزیں ان یہودیوں پر حلال کی گئی تھیں وہ ہم نے ان کے ظلم کے باعث ان پر حرام کر دیں۔“

یعنی ہم نے کچھ اچھی چیزیں ان پر حرام قرار دیں جو پہلے ان پر حلال تھیں۔ انہیں مفید چیزوں میں سے قرآن کریم کے اس حکم کے بموجب چربی ان پر حرام کی گئی جس کے بیان میں پہلے ایک حدیث پیش کی جا چکی ہے:

”اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت کی اس سبب سے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی۔ مگر انہوں نے اسے پگھلا کر اس کی خرید وفروخت شروع کر دی۔ پس خبردار! اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا کھانا لوگوں پر حرام کر دیتا ہے تو اس کی تجارت اور کمائی بھی حرام کر دیتا ہے۔“

یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں نے ایک شرعی حکم یعنی حرمت شحم (چربی) کے ساتھ کھلواڑ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ علیم وحکیم ہے کہ جس نے یہودیوں کی نافرمانیوں کے سبب ان پر چربی حرام کر دی پھر جب کوئی یہودی کسی فربہ بھیڑ یا بکری کو ذبح کرتا تو صرف اس کا سرخ گوشت کھاتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں چربی کو پھینک دیتا۔ مگر وہ اس حکم شرعی پر زیادہ عرصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



صبر نہ کر پائے اور انہوں نے اسے حلال کرنے کے لیے ایک حیلہ ایجاد کر لیا۔ پس انہوں نے اسے پگھلا دیا اور یہی معنی ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کا کہ ''انہوں نے اس کی محض ظاہری صورت وہیت بدل ڈالی۔'' انہوں نے اسے برتنوں میں بھر کر اور نیچے سے آگ لگا کر پگھلایا جس کی وجہ سے چربی کی ظاہری صورت تبدیل ہوگئی یعنی مثل پانی مایہ ہوگئی۔ بعدازیں شیطان نے یہودیوں کے دل میں وسوسہ اندازی کی اور ان کی نظر میں اس عمل کو اس طور پر حسین بنا کر پیش کیا کہ یہ چربی اب چربی کہلانے کے لائق ہی نہ رہی۔ جبکہ وہ اس بات کا بخوبی شعور رکھتے تھے کہ یہ اب بھی اپنی فطرت، ترکیب اور ذائقہ میں چربی ہی ہے۔ اس مشہور محاورے کے مانند جو بعض ممالک میں بولا جاتا ہے ((غیروا الشکل لاجل الاکل)) ''محض اسے کھانے کی خاطر اس کی شکل تبدیل کر دی گئی'' لیکن اس تبدیلی سے انہوں نے اس چیز کو حلال بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کا اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال بنانے والے حیلے کا قصہ اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا ہفتہ والے دن مچھلیاں شکار کرنے کا حیلہ جو کہ انہوں نے ساحل پر جال بچھا کر اختیار کیا جیسا کہ تفاسیر میں مذکور ہے اس لیے بیان نہیں کیے کہ یہ محض تاریخی واقعات ہیں، بلکہ یقیناً یہ اس لیے بیان ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ....﴾ (یوسف: ۱۱۱)

''''ان کے بیان میں عقل والوں کے لیے یقیناً نصیحت وعبرت ہے۔''

چنانچہ مندرجہ بالا دونوں قصوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم ہرگز اس چیز کے مرتکب نہ ہوں اور ہرگز ایسے حیلے نہ تراشیں جن سے محارم الٰہی کے قریب جایا جا سکے۔ چنانچہ بیع عینہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی حرام قرار دے دی گئی ہے تا کہ ہم مسلمان ایسے حیلے نہ ایجاد کریں کہ حرام شئی یعنی سود کے قریب جایا جا سکے۔ وہ اس طرح کہ واجب الادا رقم لیے گئے قرض سے زیادہ وصول کی جائے اور اس کے ظاہر کو تجارت کی صورت میں چھپا لیا جائے جس طرح کے یہودیوں نے چربی کی ظاہری صورت تبدیل کی تھی۔ یہاں آپ کو یہ جاننا چاہیے بہت سے علماء بیع عینہ کی حرمت کے قائل نہیں اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اس حدیث کو صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نہیں مانتے کیونکہ علم حدیث ان کا تخصص نہیں اس بیع کے جواز میں محض لفظ ''بیع'' (تجارت) کے استعمال سے دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ مجرد لفظ بیع کا کسی معاملے میں وارد ہونا اس معاملہ کو بیع (تجارت) نہیں بناتا الا یہ کہ شریعت میں اس کی حرمت وارد نہ ہوئی ہو۔

اگر ہم دوبارہ اس حدیث کی طرف رجوع کریں تو ہم پائیں گے کہ نبی اکرم ﷺ نے جس پہلی بیماری کا ذکر فرمایا وہ بیع عینہ ہی تھی۔ دیگر بیماریوں میں سے اس دنیا کی محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد کا ترک کر دینا ہے۔ چنانچہ ہمیں اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ کہیں ہم خود وہی اعمال نہ کرنے لگ جائیں جن سے لوگوں کو روکتے ہیں یا پھر جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا اگر ہم وہ مقام ومرتبہ دوبارہ بحال کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے رب نے ہمیں عطا کیا ہے تو یہ انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿....وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ....﴾ (المنافقون: ٨)

''سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمانداروں کے لیے ہے۔''

میری یہی کچھ گذارشات تھیں ان مفید سوالات کے جواب میں جو اس مبارک محفل میں کیے گئے جو قرآن وسنت کی محفل ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ سب کو قرآن وسنت صحیحہ اور فہم سلف صالحین کی روشنی میں اسلام کا صحیح فہم عطا فرمائے۔ میں اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرتا ہوں کیونکہ وہ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ o ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز دے اور ہمیں ہمارے دشمنوں پر نصرت عنایت فرمائے۔

انه سميع مجيب والحمد لله رب العالمين.

❶ اس حدیث کی تخریج پہلے گذر چکی ہے، دیکھئے حوالہ رقم: ٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبہ مسنونہ

(( إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ ❶ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ❷ ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ❸ وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ❹ ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ❺

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝﴾ ❻

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝﴾ ❼

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾ ❽

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ❾ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وكل ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) ❿

---

❶ ❸ ❹ ❺ صحیح مسلم، کتاب الجمعه ،باب تخفیف الصلاۃ والجمعه : ۲۰۰۸،

❻ ❼ ❽ ابو داؤد، کتاب النکاح ، باب في خطبة النكاح : ۲۱۱۸ (نَحْمَدُہ کے بغیر) مسند احمد ۳۹۲/۱ (اِنّ اور نَحْمَدُہ کے بغیر) جامع الترمذی ، کتاب النکاح ،باب ماجاء فی خطبة النکاح : ۱۱۰۵ (نَحْمَدُہ کے بغیر) ابن ماجه بحواله مشکوٰۃ المصابیح: ۳۱۴۹ تصحیح فضیلة الشیخ الالبانی رحمہ اللہ وقال: حدیث صحیح

❷ جامع الترمذي ،حواله سابقه ❻ آل عمران: ۱۰۲ ❼ النساء : ۱

❽ الاحزاب : ۷۰۔۷۱ ❾ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ کے الفاظ مسند احمد ۱۲۶/۴ (جلد نمبر ۵) کے ہیں۔

❿ صحیح مسلم : ۲۰۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# ترجمہ خطبہ مسنونہ

بلا شبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں ۔اس سے ہم مدد مانگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں ۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں ۔ جسے اللہ (سیدھی) راہ سجھا دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (ہوسکتا ۔) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے ۔اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔''...... ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس (جان) سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔ پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کر کے (زمین پر) پھیلا دیے ۔اور ڈرو اللہ سے کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حاجت براری کے لیے) سوال کرتے ہو اور ناطہ توڑنے سے (بھی ڈرو) بلاشبہ اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔''

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کہا کرو ۔(ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا ۔اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی ،اس نے بڑی کامیابی حاصل کی ۔''

حمد وصلوٰۃ کے بعد: یقیناً تمام باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے ۔تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (رسول اللہ ﷺ) کا ہے ۔اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (دین اسلام میں) اپنی طرف سے وضع کیے جائیں ۔دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے ۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہم قرآن مجید کی ایک آیت سے اپنی گفتگو ❶ کا آغاز کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

(التوبہ: ۱۰۰)

''اور مہاجرین اور انصار میں سے وہ پہلے جو ایمان میں سبقت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

کون سی دعوت صحیح ہے اور کون سی دعوت صحیح نہیں ہے اس کی پہچان کے لیے یہ آیت کریمہ ایک اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس آیت میں اس بات کی رغبت دلائی گئی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی کرو اور انھیں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور سلف صالحین سے مراد یہاں صحابہ کرام ہیں لہٰذا ان کی پیروی کرنا گویا رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا ہے اور صحیح منہج یعنی کتاب وسنت کو لازم پکڑنا ہے۔ یہی بات ﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ میں بتائی گئی ہے۔ یعنی جن لوگوں نے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ انصار و مہاجرین کی پیروی کی اور انہیں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی مطلب یہ ہے کہ جس طرح سلف صالحین نے کتاب وسنت کو سمجھا ہے اسی طرح کتاب وسنت کو سمجھا جائے اور انہی دونوں کو لازم پکڑ کر انہی کے مطابق اپنی عملی زندگی کو ڈھالا جائے یہی سلفی دعوت ہے۔

---

❶ دراصل یہ کتاب شیخ البانی رحمہ اللہ کا محاضرہ ہے جس کو افادۂ عام کی خاطر کیسٹوں سے جمع کر کے کتابی شکل دے دی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## سلفی دعوت کی اصطلاح کب سے رائج ہوئی؟

آج سے پہلے بھی بعض علماء نے اپنی دعوت کا نام ''سلفی دعوت'' رکھا تھا۔ اسی نہج پر قائم رہتے ہوئے آج بھی بعض علماء کرام نے اپنی دعوت کا نام ''سلفی دعوت'' رکھا ہے یہی سلفی دعوت کہیں "انصار السنه المحمدية" کے نام سے معروف ہے جبکہ بعض دوسری جگہ یہی دعوت اہل حدیث کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سارے مختلف اسماء ایک ہی معنی ومفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ عمرو عبدالمنعم سلیم فرماتے ہیں کہ جب اسم صفت کے موافق ہو تو اس وقت رسم کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے بلکہ اصل صفت ہی ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص سنت محمدیہ کی طرف منسوب کر کے ''انصار السنہ المحمدیہ'' کہے یا سلفی یا اہل حدیث کہے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ مقصود ومطلوب رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی ہے لیکن اگر سنت محمدیہ کے مطابق عمل نہیں ہے تو ان ناموں کے رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ محض جھوٹا دعویٰ ہے اور یہ باطل ہے اور یہ بات سب کو معلوم کہ اہل حدیث کی بنیاد کتاب وسنت کے عمل پر قائم ہے، یہ الگ بات ہے کہ پہلے بھی کچھ ایسی جماعتیں تھیں اور آج بھی ہیں جو اس واضح معنی ومفہوم سے یا تو غافل ہیں یا اگر غافل نہیں ہیں تو کم از کم اسے وہ حق نہیں دیتی ہیں جو دینا چاہیے تھا۔

## مذہب بندی کے بارے میں سلفی موقف:

تیسری صدی تک تقلید کا تصور نہیں تھا بلکہ اس وقت تک لوگ ٹھیک کتاب وسنت کے اصول اور منہج پر قائم تھے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ارشاد میں تیسری صدی تک کے لوگوں کو خیر اور رشد وہدایت پر قائم رہنے کی گواہی دی ہے جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم .))

یعنی سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تیسری صدی کے بعد تقلید شخصی کا رجحان پیدا ہوا، پھر یہ رجحان اتنا قوی ہوگیا کہ لوگ اسی کو اصل دین تصور کرنے لگے اور اسی پر جمے ہوئے ہیں اور حیرت ہے کہ آپ کو اہل سنت و جماعت بھی کہتے ہیں جبکہ اہل سنت و جماعت میں فرقہ بندی نہیں ہے یہ ان بہتر فرقوں کے علاوہ ہیں جن کا ثبوت اس آنے والی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ جماعت کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی جماعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری روایت میں اس کو واضح کردیا کہ یہ وہ جماعت ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

شیخ عمرو عبدالمنعم سلیم مذکورہ بالا کلام کی توضیح یوں فرماتے ہیں کہ جب شیخ البانی رحمہ اللہ سلفی دعوت کی اصطلاح اور اجل نام کے بیان سے فارغ ہوگئے تو اب یہاں سلفی دعوت کے اصول ومبادی کا ذکر کررہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سلفی دعوت کا سب سے اہم اور بنیادی اصول یہ ہے کہ یہ دعوت مذہبی تعصب اور اس پر پتھر کی چٹان کی طرح جمے رہنے کو غلط قرار دیتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ ''سلفیت'' صرف اس بات کا نام نہیں ہے کہ صرف عقیدہ میں منہج سلف پر قائم رہا جائے بلکہ یہ اس سے زیادہ وسیع معنی رکھتی ہے کیونکہ یہ دعوت اعتقادات ہوں یا عبادات، احکام ہوں یا معاملات تمام میں منہج سلف کے مطابق قائم رہنے کی دعوت دیتی ہے، یہ دعوت دیتی ہے کہ کتاب وسنت کو لازم پکڑا جائے اور سلف صالحین جیسا عمل اختیار کیا جائے اور کتاب وسنت کے نصوص کو اسی طرح سمجھنے کی کوشش کی جائے جس طرح سلف صالحین نے سمجھا تھا خواہ وہ نصوص عقیدہ کے متعلق ہوں یا عبادات واحکام کے متعلق ہوں۔ یہی اس دعوت کا مطلوب ومقصود ہے۔ نیز اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ تقلید، مذہبی تعصب اور فاسد عقیدہ کو مکمل ترک کردیا جائے۔

ائمہ کرام کو معصوم نہ سمجھا جائے اور جو انہیں معصوم سمجھتا ہے اس کا تصور غلط ہے، یقیناً یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تصور ایک بدعتی اور نفس پرست کا تو ہوسکتا ہے لیکن اہل سنت کا کبھی نہیں ہوسکتا اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ ہر ایک کو رسول اللہ ﷺ کی پوری حدیثیں نہیں مل سکی تھیں کچھ نہ کچھ ضرور ان سے غائب رہیں۔ حدیثیں نہ ملنے کی وجہ سے انہیں اجتہاد کرنا پڑا اب اگر ان کا اجتہاد درست رہا تو انھیں دوہرا اجر ملا اور اگر اجتہاد درست نہیں رہا تو ایک اجر کے مستحق ہوئے۔ کیونکہ ان کا مقصد صرف حق تک رسائی تھا۔ اب آیئے تقلید کو ترک کرنے کے سلسلے میں ائمہ کرام کے اقوال کو ملاحظہ فرمایئے:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں ایک انسان ہوں میرے اندر خطا اور صواب دونوں کا امکان ہے لہٰذا میری رائے کو دیکھو اگر وہ کتاب وسنت کے موافق ہے تو اسے لے لو، ورنہ اسے چھوڑ دو۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب تم میری کتاب میں سنت رسول ﷺ کے خلاف کوئی چیز پاؤ تو اس کو چھوڑ دو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو لے لو۔ ❷

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرو جو کچھ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہے اسے لے لو ورنہ چھوڑ دو۔ ❸

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں: اے یعقوب! مجھ سے سن کر تمام چیزوں کو مت لکھا کرو کیونکہ میں آج کوئی رائے دیتا ہوں اور کل اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ ❹

تفرقت اليهود على احدى وسبعين فرقة الخ الحديث . شیخ عمرو عبدالمنعم سلیم اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: اس حدیث کو ابوہریرہ، معاویہ بن ابی سفیان، عبداللہ عمرو بن عاص، سعید بن ابی وقاص، عوف بن مالک، انس بن مالک، عمرو بن عوف، ابوامامہ، ابن مسعود اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح اور

---

❶ جامع بيان العلم وفضله: ٢/٣٢.

❷ اخرجه البيهقي في "مناقب الشافعي" ١/٤٧٢. بسند صحيح.

❸ مسائل احمد لأبي داؤد السجستاني (١٢٩٣).

❹ اخرجه الدوري نے التاريخ (٢٤٦١) والخطيب البغدادي نے "تاريخ بغداد" ١٣/٤٢٤، بسند صحيح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ثابت ہے پہلے لفظ کے ساتھ یعنی "کلھا فی النار إلا واحدة" تک جن علماء کرام نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے وہ حاکم اور ذہبی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور علامہ شاطبی نے بھی "الإعتصام" میں اس کو ''حسن'' کہا ہے علامہ ابن تیمیہ نے اس کو صحیح مشہور کہا ہے۔ البتہ بعض معاصر علماء نے اس کے متن میں کچھ اشکال پیدا کیا ہے لیکن محققین علماء کرام نے اس کا بھی بہترین جواب دیا ہے۔ رہا حدیث کا دوسرا لفظ جو اس حدیث کے آخر میں ''جماعۃ'' کی تفسیر کے طور پر وارد ہوا ہے وہ لفظ یہ ہے: "ھی التی تکون علی ما أنا علیه وأصحابی" تو یہ لفظ عبداللہ بن عمرو بن عاص، عوف بن مالک اور صحابہ کی ایک جماعت کی روایت میں وارد ہے مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ علامہ عمرو بن المنعم سلیم نے اپنی کتاب "أصول أھل الحدیث" میں اس پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ نیز کسی بھی صحیح روایت میں یہ نہیں ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں وارد لفظ ''جماعت'' کے معنی ومفہوم کے متعلق سوال کیا ہو؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کا معنی ومفہوم صحابہ کرام کو معلوم تھا کیونکہ یہ بات فہم سے بعید ہے اور مستحیل بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناجی جماعت کا راستہ کسی ایسے مبہم لفظ سے بتائیں جو لفظ صحابہ کرام کے نزدیک معروف نہ ہو اور یہ بھی مستحیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مبہم لفظ کو سن کر خاموش رہیں اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کریں۔ احادیث صحیحہ، فہم صحابہ اور علماء سلف کے اقوال کو دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں وارد لفظ ''جماعت'' سے مراد اہل فقہ، اہل علم، اہل حدیث اور متبعین سنت ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے "الجامع" ٤/٣٤٧ میں کہا ہے کہ اہل علم کے نزدیک جماعت سے مراد: "اھل الفقه والعلم الحدیث" ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں جارود بن معاویہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسن سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا: جماعت سے مراد کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابوبکر وعمر ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ: ابوبکر وعمر تو فوت ہو چکے ہیں تو کہا: فلاں وفلاں ہیں۔ پھر کہا گیا کہ: فلاں وفلاں بھی وفات پا چکے ہیں تو عبداللہ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



مبارک نے کہا: ابوحمزہ سکری جماعت ہیں۔ ابوعیسیٰ کہتے ہیں: ابوحمزہ محمد بن میمون ہی ہیں۔ یہ ایک صالح شیخ تھے، یہ بات انہوں نے ان کی حیات مبارکہ میں کہی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کی تصدیق اس روایت سے ہوتی ہے جس کو ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: ((الجماعة ماو دافق الحق وإن كنت وحدك)) جماعت وہی ہے جوحق کے موافق ہو اگر چہ وہ ایک فرد ہی کیوں نہ ہو۔

## کتاب وسنت کی طرف محض نسبت اور ان دونوں پر عمل کے درمیان بہت بڑا فرق ہے:

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث واضح اور صریح انداز میں اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نجات پانے والی جماعت انہیں تہتر فرقوں میں سے ہوگی جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت میں واقع ہونے کی خبر دی ہے اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سچ ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىO اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىO﴾ (النجم: ۳تا٤)

''اور وہ نفسانی خواہشات سے بات نہیں کرتے ہیں، بلکہ وہ ایک وحی ہوتی ہے جوان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔''

لہٰذا فرقہ ناجیہ سے مراد وہ جماعت ہرگز نہیں ہے جو اپنی نسبت کتاب وسنت کی طرف تو ضرور کرتی ہے لیکن ان کے مطابق اس کا عمل نہیں ہوتا جیسا کہ اس دور میں بہت سی جماعتیں کر رہی ہیں کہ اپنی نسبت تو ضرور کتاب وسنت کی طرف کرتی ہیں لیکن کتاب وسنت سے کوسوں دور رہتی ہیں اور اپنی نسبت کتاب وسنت کی طرف صرف اس لیے کرتی ہیں تا کہ لوگ اسے مسلمان سمجھیں ورنہ اگر ان کی طرف نسبت نہ ہو تو پھر اسلام سے خارج ہونے کا الزام لگ جائے گا۔ اس لیے آپ ہر فرقے کو دیکھیں گے کہ وہ اپنے آپ کو کتاب وسنت ہی کی طرف منسوب کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



شیخ عمر عبد المنعم سلیم کہتے ہیں: یہ مسئلہ انتہائی اہم اور نازک ہے کہ لوگ اپنی نسبت تو کتاب وسنت کی طرف تو ضرور کرتے ہیں لیکن ان کا عمل کتاب وسنت کے مطابق نہیں ہوتا ہے۔ یہ تو ان کا محض دعویٰ ہے اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہے اسی طرح وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی نسبت سلف صالح کی طرف تو کرتے ہیں حالانکہ ان کا عمل ان کے خلاف ہوتا ہے، یہ بھی محض دعویٰ ہی ہوتا ہے۔

امام بربہاری رحمہ اللہ اپنی مبارک تصنیف "شرح السنة" ص ۵۷ میں فرماتے ہیں:
((لا يحل لرجل أن يقول فلان صاحب سنة، حتى يعلم أنه قد اجتمعت فيه خصال السنة، فلا يقال: صاحب سنة حتى تجتمع فيه السنة كلها.)) یعنی کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ فلاں شخص صاحب سنت ہے جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو کہ اس کے اندر سنت کی خصلتیں موجود ہیں یعنی وہ تمام سنتوں پر عمل کرتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ: بہتر فرقوں کی اصل چار فرقے ہیں اور انہیں چار فرقوں سے بہتر فرقے وجود میں آتے ہیں وہ چاروں فرقے یہ ہیں: قدریہ، مرجئہ، شیعہ، خوارج۔ اب جس نے ابوبکر وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم کو دیگر صحابہ کرام پر مقدم کیا ہے اور دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں بھی خیر کا گمان کیا ہے اور ان کے حق میں دعاء خیر بھی کیا ہے تو ایسا شخص شیعہ گروپ سے خارج ہوگیا ہے اور جس نے کہا کہ "ایمان قول وعمل کا نام ہے اور گھٹتا بڑھتا رہتا ہے تو ایسا شخص مرجئہ گروپ سے نکل گیا اور جس نے یہ کہا کہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے اور ہر خلیفہ کے ساتھ مل کر جہاد ہے اس نے بادشاہ وقت کے خلاف خروج کو ناجائز سمجھا بلکہ ان کے حق میں خیر کی دعا کرتا رہا تو ایسا شخص خوارج سے نکل گیا اور جس نے کہا کہ ہر تقدیر اللہ کی جانب سے ہے خواہ وتقدیر خیر کی ہو یا شر کی وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے تو وہ قدریہ فرقہ سے نکل گیا۔ اب ایسا شخص صاحب سنت ہے یا نہیں؟

میں (شیخ عمر) کہتا ہوں اس دور میں کتنے ایسے فرقے وجود میں آ گئے ہیں جو اہل سنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے اصول وعقائد کو برا تصور کرتے ہیں، بلکہ کتنے ایسے داعی ہیں جو اپنی دعوت میں سلف صالحین کے عقائد اور ان کے منہج کا خیال نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کتاب وسنت کا وہ فہم ہوتا ہے جو فہم سلف صالحین کے پاس تھا۔ وہ باطل افکار وخیالات اور فاسد دلائل و براہین کی بنیاد پر اصول واعتقاد میں اختلاف کو جائز قرار دیتے ہیں اور وہ اس منحوس قول پر عمل کرتے ہیں: ((نعمل فيما اتفقنا عليه، ويعذر بعضنا بعضًا فيما اختلفنا فيه)) ہم متفق علیہ مسئلے پر عمل کرتے ہیں اور اختلافی امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھتے ہیں۔ اصول واعتقاد اور منہج کے علاوہ دوسرے مسائل میں تو ممکن ہے کہ اس عبارت کا اعتبار و کیا جائے لیکن اعتقادی اور منہجی امور میں اس عبارت کا کوئی اعتبار نہیں۔ آپ خود سوچیں کہ کیا آپ کسی قدریہ فرقہ کے ساتھ اتفاق کرسکتے ہیں جس کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی تقدیر کو نہیں لکھا ہے یعنی ان کا تقدیر پر ایمان ہی نہیں ہے۔ اسی طرح کیا آپ رافضی خبیث کے ساتھ اتفاق کرسکتے ہیں جو اُمہات المومنین کو گالیاں دیتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شخصیات کو مجروح کرتا ہے۔ اسی طرح کسی خارجی فرقہ کے ساتھ کیسے اتفاق کرسکتے ہیں جو لوگوں کو کافر کہتا رہتا ہے اسی طرح کسی مرجئہ فرقہ کے ساتھ کیسے اتفاق کرسکتے ہیں جس کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے عمل اس میں داخل نہیں۔ اسی طرح مردود جہمیہ فرقہ کے ساتھ کیسے اتفاق کرسکتے ہیں جس کا فاسد عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معدوم ہے (نعوذ باللہ) یعنی اس کا وجود ہی نہیں ہے۔

## سلفی کی حقیقت:

ہم نے شروع میں جن ساتھیوں کا تذکرہ کیا ہے یہ لوگ اگرچہ سلفی کے علاوہ دوسرے ناموں سے بھی مشہور ہیں لیکن یہ سب کے سب دوسرے اسلامی فرقوں سے بہت مختلف ہیں۔ یہ لوگ کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں ان کو چھوڑنا تصور بھی نہیں کرتے ہیں یہ لوگ اسی نہج پر قائم ہیں جس پر صحابہ کرام تھے جس پر تابعین وتبع تابعین تھے اور یہ وہ نفوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



قدسیہ تھے جن کے خیر و افضل ہونے کی شہادت خود رسول اللہ ﷺ نے دی تھی مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا: ((خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم .)) [1] صحابہ کرام کے پیروکار تابعین پھر ان کے بعد تبع تابعین یہ لوگ اپنی دعاؤں میں کہتے تھے: ((ربنا اغفرلنا ولإخواننا الذین سبقونا بالإیمان .)) ''اے ہمارے رب! تو ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان کے ساتھ پہلے جا چکے ہیں۔'' اب جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا شمار بھی ناجی جماعت میں ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہی طریقہ اختیار کرے جو صحابہ کرام کا تھا اور اسی طرح عمل کرے جس طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام عمل کیا کرتے تھے یہی سلف صالحین ہیں اور ہم انہیں کی اقتداء کرتے ہیں۔ فللّٰہ الحمد والشکر .

اب جو شخص یہ چاہتا ہے...... الخ۔ علامہ عمرو عبدالمنعم سلیم کہتے ہیں کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے اس قول میں کئی مسائل ہیں:

۱: دنیا میں اعمال کی درستگی اور آخرت میں نجات اسی وقت ہوگی جب صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے نقش قدم کو اختیار کیا جائے کیونکہ یہی تینوں صدی کے لوگ ہیں جن کے خیر و افضل ہونے کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اور جو صحیح حدیث میں موجود ہے۔

۲: ضروری ہے کہ سلفیت کی طرف نسبت حقیقی ہو اور حقیقی اسی وقت ہوگی جب صحیح صحیح ان کے نقش قدم کو اختیار کیا جائے محض زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی، ایسا نہ ہو کہ ان کے فہم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے فہم کو اختیار کیا جائے جبکہ دوسرے کا فہم صحابہ کرام کے فہم سے بہت مختلف ہے اور آج کے مبلغین اس مرض میں مبتلا ہیں۔

---

[1] اس روایت کو احمد نے ۱/ ۳۷۸، ۴۴۲ میں۔ ابن ابی عاصم (۱۴۶۶) میں، امام بخاری نے ۴/ ۱۱۸، ترمذی نے (۳۸۵۹) اعمش عن ابراہیم النخعی عن عبیدۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طریق سے روایت کی ہے، یہی روایت مسلم میں ابن عون عن ابراہیم کی طریق سے ہے۔ (۱۹۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



۳: سلف صالحین کا نقش قدم اختیار کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے کسی شاذ و نادر قول کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے یا ان کا کوئی نادر فہم یہ ہو تو اس کو لے لیا جائے بلکہ مراد ان کا عام فہم ہے اور عام اقوال ہیں۔ اسی طرح ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے اجتہادات کو چھوڑ کر کسی ایسے نئے اجتہادی رائے کو لے لیا جائے کہ اس نئی اجتہادی قول یا رائے کو اس سے پہلے کسی نے نہ کہا ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد ابوالحسن میمونی سے کہا تھا: ((لا تتكلم فى مسألة ليس لك فيها إمام .)) ❶ ''کسی ایسے مسئلہ میں تم مت بولو جس مسئلہ میں تمہارا کوئی امام نہ ہو یعنی اس سے پہلے اس مسئلہ میں کچھ نہ کہا ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا: ((لا يكاد شىء إلا ويوجد فيه عن أصحاب النبى ﷺ .)) ''یعنی کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے مگر اس میں صحابہ کرام کے اقوال ضرور موجود ہیں۔''

۴: سلف صالحین کے انہی اجتہادی اقوال و آراء کو لیا جائے گا جو دلیل کے موافق ہوگا اور جو قول نص کے مخالف ہوگا اس کو چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ انھیں نص نہ پہنچی ہو ورنہ جان بوجھ کر وہ لوگ نص کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ اس کے باوجود بھی وہ عند اللہ ماجور ہوں گے کیونکہ اگر مجتہد کے اجتہاد میں بھول چوک ہوگئی ہے تو ایک اجر ہے اور اگر صحیح اجتہاد کیا ہے تو دو اجر ہے۔ اسلاف میں سے جنہوں نے بھی نص کی مخالفت کی ہے تو صرف اس بنیاد پر کہ انہیں نص ملی نہیں ورنہ عمداً انہوں نے نص کی مخالفت کبھی نہیں کی، البتہ جن مسائل میں علماء کرام سے بھول چوک ہوگئی ہے یا ان سے لغزش ہوگئی ہے ان مسائل کو اگر کسی نے جمع کیا اور اس کو بنیاد بنایا تو گویا اس نے تمام شر کو جمع کیا اور ہلاک ہوگیا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا تھا: "ثلاث يهد من الإسلام: زلة عالم، جدال منافق بالقرآن، وأئمة مضلون." ❷

---

❶ مناقب احمد: ابن جوزی: ص۱۷۸.

❷ جامع بيان العلم وفضله: ابن عبد البر ۲/ ۱۱۰ بسند صحيح.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تین چیزیں اسلام کو ڈھا دیں گی: عالم کی لغزش، منافق کا قرآن سے جدال اور گمراہ ائمہ۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: جس نے متعہ کے بارے میں مکہ والوں کے قول کو لیا اور نبیذ کے بارے میں کوفیوں کے قول کو لیا، غناء کے بارے میں مدینہ والوں کے قول کو اور عصمت خلفاء کے بارے میں شامیوں کے قول کو لیا۔ اس نے تمام شر کو جمع کر دیا۔ ❶

۵: عقل کو نقل پر مقدم نہ کیا جائے اور نہ ہی فاسد اور رکیک تاویلات کو بنیاد بنا کر کتاب و سنت کے نصوص کو ردّ کیا جائے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ((علیك بآثار من سلف وإن رفضك الناس .)) ❷ ''تم سلف صالحین کے اقوال کو لازم پکڑو اگر چہ اس کی وجہ سے لوگ تم سے قطع تعلق کر لیں۔''

۶: سلف صالحین کے اقوال کو حجت بناتے وقت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے درمیان فرق کیا جائے (یعنی پہلے صحابہ کرام کے اقوال کو لیا جائے گا ان کے پاس نہ ملے تو تابعین کے اقوال کو لیا جائے گا اور اگر ان کے پاس بھی نہ ملے تو تبع تابعین کے قول کو لیا جائے گا یہ ترتیب ضروری ہے)

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صحابی کے قول و عمل کو سنت کہا جا سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں قدرے تفصیل ہے!

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے کہ صحابہ کرام کے آثار و اقوال حجت ہیں بلکہ حجت کے اعتبار سے انھیں سنت کا مقام حاصل ہے۔ بخلاف تابعین کے اقوال اور ان کے احکام و اجتہادات کے، یہ بات ابوداؤد سجستانی کی کتاب ''المسائل'' ص:۲۷۶ میں بصراحت موجود ہے۔ ابوداؤد سجستانی کہتے ہیں کہ میں نے کئی بار احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا ہے جب بھی آپ سے سوال کیا گیا کہ ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال سنت ہیں؟ تو آپ نے کہا: ہاں اور کبھی آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی وجہ سے: ''علیکم بسنتی

---

❶ سیر اعلام النبلاء: للذہبی ۸/ ۸۱.

❷ الشریعہ للآجری: ص ۵۸، شرف اصحاب الحدیث للخطیب.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



وسنة الخلفاء الراشدين" تم لوگ میری سنت کو اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔"

پھر آپ سے پوچھا گیا: عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے کہا: نہیں، پھر آپ سے کہا گیا: کیا وہ امام نہیں تھے؟ آپ نے کہا: کیوں نہیں، پھر آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا ان کے قول کو بھی معاذ اور ابن مسعود کے قول کے مانند سنت کہا جا سکتا ہے؟ آپ نے کہا کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں ان میں سے کسی کے قول کی مخالفت کروں۔" اور آپ کا ایک مشہور قول یہ بھی ہے کہ: وہ اثر کو حدیث کے قائم مقام رکھتے تھے اور کبھی کبھی اثر اور حدیث مرفوع کے درمیان تطبیق کی راہ اختیار کرتے تھے تاکہ دونوں میں سے کسی پر عمل باطل نہ ہو جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ صحابہ کرام کے اقوال کو حجت ماننے میں امام احمد کے موافق ہیں مگر انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کتاب وسنت سے دلیل نہ ملے تو ایسی صورت میں صحابہ کرام کے اقوال کو مطلقاً حجت بنانا جائز ہے، جیسا کہ بیہقی نے "المدخل إلى السنن الكبرىٰ"(۳۵) میں صحیح سند کے ساتھ امام شافعی کا قول نقل کیا ہے: امام شافعی کہتے ہیں: ((ما كان الكتاب أو السنة موجودين، فالعذر على من سمعها مقطوع إلا بإتباعها، فإذا لم يكن ذلك، صرنا ؟إلى أقاويل أصحاب النبى ﷺ أو أحد منهم.)) جب تک کتاب وسنت میں دلائل موجود ہوں اس وقت تک انہی دونوں کی اتباع ضروری ہے۔ اگر ان دونوں میں دلائل موجود نہ ہوں تو صحابہ کرام کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کی طرح ہے البتہ ان کے نزدیک اختیار ہے جس کو چاہیں لیں اور جس کو چاہیں چھوڑ دیں۔ چنانچہ ابن معین نے اپنی "تاریخ" میں دوری کی روایت (۴۲۱۹) کو یحییٰ بن ضریس سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں سفیان کے پاس موجود تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: جناب آپ امام ابوحنیفہ پر کیوں ناراض ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا: انہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں: "میں پہلے کتاب اللہ کو لوں گا اگر اس میں مسئلہ نہیں پاؤں گا تو سنت رسول اللہ ﷺ کو لوں گا اگر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



میں نہیں ملے گا تو صحابہ کرام کے اقوال کو لوں گا لیکن ان کے اقوال میں جس کو چاہوں گا لے لوں گا اور جس کو چاہوں گا چھوڑ دوں گا۔ مگر ان کے قول کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف نہیں جاؤں گا۔ لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾...... (التوبہ: ۱۰۰) کو حجت بنا کر صحابہ کرام کی اتباع و پیروی کو مشروع قرار دیا ہے البتہ ظاہریہ نے ان کی مخالفت ضرور کی ہے ان کے نزدیک صحابی کا مذہب حجت نہیں ہے۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی تالیفات کے مختلف مقامات پر اس کی صراحت کی ہے۔ خاص طور پر "المحلی" اور "الإحكام في أصول الأحكام" میں۔ اب چند وجوہ کی بنیاد پر جو بات راجح ہے وہ یہ ہے کہ:

(۱)...... صحابی کا وہ مذہب جو صحابہ کرام کے درمیان عام ہو گیا تھا اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی تو یہ اجماع سکوتی کے قبیل سے ہے اب اگر کتاب وسنت میں کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے تو اس رائے کو دوسروں کی رائے پر مقدم کیا جائے گا جمہور علماء کے نزدیک یہ حجت ہے۔ اس کی مثال یہ ہے: جوربین پر مسح کرنا صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے ان صحابہ کرام میں: علی بن ابی طالب، انس بن مالک، ابومسعود، براء بن عازب اور ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس مسئلہ میں کسی صحابی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ البتہ جو حدیثیں اس سلسلے میں پائی جاتی ہیں وہ متکلم فیہ ہیں۔

(۲)...... صحابی اپنی رائے میں منفرد ہے، لیکن کسی دوسرے صحابی کی رائے یا اس کا مذہب اس کے خلاف بھی نہیں ہے تو اکثر لوگوں کے نزدیک یہ بھی حجت ہے بشرط یہ ہے کہ کسی شرعی نص یا کسی راجح قول کے خلاف نہ ہو۔ اس کی مثال یہ ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: الأذنان من الرأسي"[1] دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔ اسی روایت سے امام احمد نے بھی دلیل پکڑی ہے۔ کسی صحابی نے اس قول کی مخالفت بھی نہیں کی اور نہ ہی کسی صحابی کا قول اس کے مخالف ہے اس کی مثال یہ ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "وہ اپنے کے

[1] اخرجه عبد الرزاق: ۱۱/۱، الأوسط لابن المنذر ۱/۱ ۴۰، بسند صحيح.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ظاہری اور باطنی حصے کو دھوتے تھے اس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لیتے تھے۔ اس پر کسی صحابی نے ان کی مخالفت نہیں کی۔ ''مسائل اسحاق نیساپوری'' میں امام احمد رحمہ اللہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

(۳)...... صحابی کے مذہب کی جب دوسرے صحابی مخالفت کریں۔ یہ اس مسئلہ میں ہے جس میں کتاب وسنت سے کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے تو اس قول کے چند درجات ومراتب ہیں: **(الف)**: یہ ہے کہ خلفاء راشدین میں سے کسی کا قول ہو تو ان کا قول دوسرے صحابی کے قول پر مقدم ہوگا کیونکہ اس بارے میں نص صریح ہے: ((عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين .)) ❶ ''یعنی میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔'' اس ارشاد نبوی میں لفظ ''علیکم'' ہے جو امر ہے اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صلوٰة التراويح'' میں اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ((وقد أمرنا باتباع سنته ﷺ وسنة الخلفاء الراشدين)) آپ ﷺ نے ہم کو اپنی سنت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور سنت خلفاء راشدین کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کا مختار مذہب ہے، جیسا کہ ''المدخل، للبیهقی (۳۸)'' میں موجود ہے۔ نیز اس کی تائید وہ قول کرتا ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((انی لأستحی من ربی أن أخالف أبابكر .)) ❷ ''بے شک میں اپنے رب سے حیا کرتا ہوں کہ ابوبکر کی مخالفت کروں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جاتا تو اگر قرآن میں اس کا حل موجود ہوتا تو فوراً بتا دیتے اور اگر قرآن میں نہیں پاتے تو اگر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوتا تو فوراً بتا دیتے اور اگر سنت میں بھی نہیں ہوتا تو ابوبکر وعمر کے قول کو دیکھتے اگر ان دونوں سے بھی کوئی قول نہیں ملتا تو اپنی رائے سے بتاتے۔ ❸

---

❶ یہ حدیث صحیح ہے۔ اخرجه الأربعة وغيرهم.

❷ ابوبکر عشاری نے ''فضائل ابی بکر الصدیق'' میں حسن سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔

❸ دارمی (١٦٦) بسند صحيح

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اگر صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہوتا تو ابوبکر کو مقدم کرتے، پھر عمر کو اور عثمان کو پھر علی رضی اللہ عنہم کو ترتیب کے ساتھ جو ترتیب ان کی فضیلت والی حدیث میں موجود ہے جس کو عبد اللہ بن عمر نے روایت کیا ہے کہتے ہیں: ((کنا تخیر بین الناس فی زمن النبی ﷺ، فتخیر أبا بکر، ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم .)) [1] ''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان ہم کو اختیار کیا جاتا تھا تو ہم ابوبکر کو اختیار کرتے پھر عمر کو پھر عثمان کو۔'' (رضی اللہ عنہم)

**(ب)**: صحابی کا وہ مذہب اکثر صحابہ کرام کا مذہب ہے تو یہ حجت ہے خاص کر کے اگر وہ فقہائے صحابہ میں سے ہو۔

(ج): صحابی کا قول اکثر صحابہ کرام کے اقوال کے مخالف ہو اور اس کے قول کو ترجیح بھی نہ حاصل ہو تو ایسی صورت میں جماعت کا قول حجت ہوگی۔

## سلف صالحین کی اقتداء واجب ہے:

سلف صالحین کی اقتداء واجب اور ضروری ہے۔ ان کی پیروی کرنا، ان کے نقش قدم پر چلنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے بدعت کہا جائے بلکہ یہ ایسا امر واجب ہے جس کی طرف محض اشارہ ہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں مکمل تصریح موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا﴾

(النساء: ۱۱۵)

''اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر غیر کی پیروی کرتا ہے تو ہم اس کو اسی کا والی بنادیں گے اور اسے ہم جہنم میں داخل کر دیں گے اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے پر سخت تنبیہ

[1] صحیح البخاری: ۸/۳. یحییٰ بن سعید الانصاری، عن نافع، عن ابن عمر کی سند سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کی ہے پھر اسی پر اپنے قول کا عطف کیا ہے اور فرمایا: ﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اب ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا راستہ اختیار نہ کرنے پر جن لوگوں کی سخت تنبیہ کی ہے وہ مسلمانوں ہی میں سے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ﴿مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ والی آیت میں کیا ہے۔ یقیناً اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

## حق کا معیار:

مذکورہ بالا آیت معیار حق ہے۔ اب جو مسلمان محض زبانی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہے حالانکہ اس کا عمل کتاب وسنت کے مخالف ہے اور مذکورہ بالا آیت میں مذکور مومنوں کے راستے کے بھی مخالف ہے تو ظاہر بات ہے کہ ایسا مسلمان حق کی مخالفت کرتا ہے بلکہ حق وہ ہے جس کے اندر صحابہ کرام کے راستے کی مکمل تمسک موجود ہو اس کے عمل میں اور صحابہ کرام کے عمل میں کوئی فرق نہ ہو۔

یہاں آپ کے سامنے قرآن کریم اور صحیح حدیث کی واضح نص موجود ہے۔ آیت کریمہ میں مومنوں کے راستے کی وضاحت موجود ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کا ذکر کیا ہے جبکہ دوسری حدیث میں خلفاء راشدین کی سنت کا ذکر ہے جس کو سنن کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جیسے امام ابوداود، امام ترمذی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہم۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ایک جامع اور بلیغ نصیحت کی۔ ایسی نصیحت جس سے قلوب خوفزدہ ہو گئے اور آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا لگتا ہے کہ یہ آخری نصیحت ہے لہٰذا آپ ہمیں کچھ وصیت کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أوصيكم بتقوى الله...... الحديث)) [1] ''میں تمہیں اللہ سے تقویٰ اور سمع وطاعت اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' اگرچہ تمہارے اوپر

[1] یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی سند سے ہے اور یہ صحیح حدیث ہے، اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو صحیح کہا ہے ان میں امام ترمذی، بزار، ھروی، ابن عبد البر شامل ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ''مسائل ابی داؤد'' (۱۷۹۲) میں ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کسی حبشی غلام کو حاکم بنا دیا جائے اور تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلافات دیکھے گا تو (ایسے وقت میں) تم میرے بعد میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا (یعنی اس پر سختی سے کار بند رہنا) اور نئے نئے اعمال سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ دوسری حدیث میں ((کل ضلالة فی النار)) کی زیادتی ہے یعنی ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

---

⇦⇦ اس سے دلیل پکڑا ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے، لیکن بعض لوگوں نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کو صحیح قرار دینے کی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ کا ردّ کیا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "النصیحة" میں ان کے سارے شبہات کا بہترین اور تسلی بخش جواب دیا ہے۔ چونکہ دوسرے مقامات پر ہم نے اس کے تمام طرق کو بیان کردیا ہے لہٰذا یہاں اس کے دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے...... چونکہ حدیث کا آخری ٹکڑا "وکل ضلالة فی النار" عرباض کی حدیث کا حصہ نہیں ہے اس لیے اس پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ دراصل یہ ٹکڑا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ حدیث اس طرح ہے: ((قال: کان رسول الله ﷺ إذا خطب اصمرت عیناه، وعلا صوته، واشتد غضبه، حتی کأنه منذر جلیش، یقول: صحکم ومساکم، ویقول بعثت أنا والساعة کهاتین ویقرن بین إصبعیه السبابة والواسطیٰ، وثقول: أما بعد، فإن خیر الحدیث کتاب الله، وخیر الهدی هدی محمد، وشر الأمور محدثاتها، وکل بدعة ضلالة، ثم یقول: أنا أولی بکل مؤمن من نفسه، من ترك مالا فلأهله، ومن ترك دینا أو ضیاعافاتی وعلّی)) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہوجاتیں اور آپ کی آواز بلند ہوجاتی، اور آپ ﷺ غضبناک انداز میں ہوجاتے، گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں اور کہتے: کہ وہ لشکر تمہیں صبح کو آلے گا اور تمہیں شام کے وقت آلے گا اور فرماتے کہ بھیجا گیا ہوں میں اور قیامت جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں اور آپ اپنی سبابہ اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور فرماتے: اما بعد: بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور برے کام وہ ہیں جو ایجاد کیے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے پھر آپ ﷺ فرماتے میں ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ حق رکھتا ہوں جو شخص مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے اہل وعیال کا ہے اور جو قرض یا ضرورت مند بچے چھوڑ جائے وہ میری طرف ہیں اور مجھ پر ہیں۔" (صحیح مسلم: ۵۹۲/۲، نسائی: ۱۸۸/۳، ابن ماجہ: ۴۵)

اب رہا حدیث میں جملہ "کل ضلالة فی النار" کی زیادتی تو یہ نسائی اور بیہقی "الأسماء والصفات" میں ہے اور یہ جملہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کو میں نے اپنی کتاب: "الزیادات الضعیفة فی الأحادیث الصحیحة" میں تفصیل سے بیان کردیا ہے۔ ابن وضاح نے "البدع والنهی عنها" میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جب آپ اس حدیث میں غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے خلفاء راشدین کی سنت کو اپنی سنت پر عطف کیا ہے لہٰذا یہ حدیث فرقہ ناجیہ والی حدیث کے ساتھ مل جاتی ہے۔ نیز یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی مل جاتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء: ١١٥)

''اور جو شخص اس کے پاس ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے تو ہم اس کو اسی کا والی بنا دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔''

اس قدر صریح وضاحت کے بعد اب کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اتباع کتاب وسنت کے نام پر کسی ایسے قول یا رائے کی پیروی کرے جو سلف صالحین کے قول یا رائے کے مخالف ہو کیونکہ جس راہ پر وہ لوگ گامزن تھے وہ کتاب وسنت کی ہی راہ تھی اور آپ سبھی لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سنت قرآن کریم کی تشریح توضیح ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ٤٤)

''(اے نبی!) اور ہم نے تمہاری طرف ذکر کو اس لیے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو وہ چیز واضح طور پر بتلا دو' جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔''

## سنت کی اقسام اور اس تک رسائی کا بہترین طریقہ:

جیسا کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذمہ یہ کام سونپا تھا کہ وہ قرآن کی تعلیمات کو اپنے قول وعمل کے ذریعہ واضح کر کے بیان کریں اور آپ کی سنت تین قسموں میں منقسم ہوتی ہے: سنت قولی وفعلی، وتقریری۔

اب ہمارے پاس آپ ﷺ کی سنتوں کو جاننے پہچاننے اور اس تک رسائی حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کو جانیں اور اس کو اچھی طرح پہچاننے کی کوشش کریں کیونکہ صحابہ کرام آپ ہی کی سنت پر عمل پیرا تھے۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان فرقہ ناجیہ میں سے ہونا چاہتا ہے تو اس کے لیے سب سے بہترین اور واضح راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین کے مانند کتاب وسنت کی پیروی کرلے۔ یہ تیسرا امر تمام مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں راسخ ہونا ضروری ہے اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ وہ کل بروز قیامت فرقہ ناجیہ میں سے ہونا چاہتے ہیں:

((يوم لا ينفع مال ولا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم .)) [1]

''وہ قیامت کا دن ایسا دن ہوگا کہ وہاں مال و جائداد بچے کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکیں گے ہاں جس کو اللہ تعالیٰ نے قلب سلیم عطا کیا ہو۔''

---

[1] شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہ قول: "وعلى ما كان عليه السلف الصالح" اس بات پر واضح دلیل ہے کہ کتاب و سنت کے نصوص کو اسی طرح سمجھا جائے جس طرح صحابہ کرام نے سمجھا تھا۔ صحابہ کرام کے فہم کو چھوڑ کر دوسروں کے فہم پر اعتماد کرنا صحیح نہیں ہے۔

البتہ بعض متاخرین فقہاء نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم نص کو چھوڑ کر اپنے فہم کی بنیاد پر مسئلے کو راجح قرار دیا ہے جیسا کہ بعض شوافع سے حدیث "كنت نهيتكم من زيارة القبور فزوردها" ''میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تم اس کی زیارت کر سکتے ہو۔'' کے سلسلے میں واقع ہوا ہے علامہ نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم (۴/۵۰) میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے: یہ ان احادیث میں سے ہے جو ناسخ اور منسوخ کو جمع کر دیتی ہیں۔ نیز یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ آدمیوں کو زیارت قبور سے منع کرنے والی حدیث منسوخ ہے، اب لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مردوں کے حق میں زیارت قبور سنت ہے۔ رہا عورتوں کا مسئلہ تو اس سلسلے میں ہمارے اصحاب میں اختلاف ہے جس کو ہم نے اس سے پہلے بیان کر دیا ہے اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ جن لوگوں نے عورتوں کو منع کیا ہے انھوں نے کہا کہ عورتیں مردوں کے خطاب میں داخل نہیں ہیں۔ اصولیوں کے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قول اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے فہم نص کے خلاف ہے اور ظاہر بات ہے کہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا فہم حدیث دوسروں کے فہم پر مقدم ہوگا، کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کرتی ہیں۔ ان کا شمار فقہاء میں ہوتا ہے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے روایت کیا ہے کہ ایک دن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبروں کی زیارت سے واپس آرہی تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ اے اُمّ المومنین! آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر کے پاس سے آرہی ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع نہیں کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، لیکن پھر ⇐

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## موجودہ صورت حال پر ایک نظر:

موجودہ دور میں اسلام کے نام پر مختلف جماعتیں اور تنظیمیں بنی ہوئی ہیں ہر ایک اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں اور ہر ایک کا اعتقاد و یقین بھی یہی ہے کہ اسلام قرآن وسنت کا نام ہے لیکن ان میں کتنی ایسی جماعتیں ہیں جو صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے راستے پر نہ تو چلتی ہیں اور نہ ہی چلنا پسند کرتی ہیں۔

---

⇐⇐ آپ ﷺ نے اس کی زیارت کا حکم دے دیا۔'' (المستدرك للحاكم: ۱/۳۷۶، التمهيد لابن عبد البر: ۳/۲۳۳۔ یزید بن حمید ابی التیاح عن عبداللہ بن ابی ملیکہ کی سند سے علامہ ذہبی نے "تلخیص المستدرك" میں اس کو صحیح کہا ہے)

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی فہم ہے ان کے سامنے بھی نص منع اباحت و رخصت موجود تھی۔ تمام نصوص کو سامنے رکھ کر انھوں نے یہی نتیجہ نکالا۔ اب یہ نسخ مردوں اور عورتوں دونوں کے حق میں عام ہے بخلاف متاخرین فقہاء کے کہ وہ منع کرتے ہیں۔ اب ہمارا فہم، فہم صحابہ کے خلاف ہے یا نہیں جبکہ ہمیں ان کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: ''تم لوگ میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رکھو' یعنی اس پر سختی سے عمل کرو۔ اسی حدیث سے امام احمد نے یہ حجت قائم کی ہے کہ اقوال صحابہ سنت ہیں۔ (مسائل أحمد بروایة أبی داؤد (۱۲۹۲)) یہی زہری اور بہت سے اہل علم کا قول ہے۔ (ابن سعد نے "الطبقات" (۲/۲/۱۳۵) میں، اور ابو نعیم نے "الحلیة" ۳/۳۶۰ میں اور خطیب بغدادی نے تقیید العلم" ص: ۱۰۶۔۱۰۷ میں صالح بن کیسان سے صحیح سند سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: کہ میں اور زہری دونوں ایک ساتھ حصول علم میں مصروف تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم سنن کو لکھیں گے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ثابت تمام سنن کو لکھا پھر انھوں نے کہا کہ صحابہ سے ثابت سنتوں کو بھی لکھیں گے کیونکہ یہ بھی سنت ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ سنت نہیں ہے اور ہم اس کو نہیں لکھیں گے تو انہوں نے لکھا لیکن میں نے نہیں لکھا تو وہ کامیاب ہو گئے لیکن میں نے بہت کچھ ضائع کر دیا۔)

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: ستارے آسمان کے لیے امان ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان کے پاس وہ چیز آ جائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ کے پاس وہ چیزیں آ جائیں گی جن کا وعدہ کیا گیا ہے اور میرے اصحاب میری امت کے لیے امان ہیں پھر جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت کے پاس وہ چیزیں آ جائیں گی جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۴/۱۹۶۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنے اور ان کے فہم کو لازم پکڑنے میں ہر قسم کی ضلالت وگمراہی اور ہر قسم کی بدعت وخرافات سے امان اور نجات ہے ان کے قول وعمل اور ان کے راستے کو چھوڑنا ضلالت وگمراہی کی علامت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## دین میں فرقہ بندی کا سبب:

دین میں فرقہ بندی کا سب سے اہم سبب یہ ہے کہ لوگوں نے سلف صالحین کے فہم کو ترک کردیا (اور ہرایک نے اپنے اپنے فہم وفکر کو اسلام کا نام دے کر اسی پر عمل کرنا شروع کردیا) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت مسلمہ مختلف گروپوں اورٹولیوں میں تقسیم ہوگئی۔ ❶

## اتباع:

اب جو شخص حقیقت میں کتاب وسنت کی طرف رجوع ہونا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس راستے کو لازم پکڑے جس پر صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین گامزن تھے۔ ❷

---

❶ شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہاں جو سبب ذکر کیا ہے درحقیقت یہی ہے آج کے دور میں مسلمانوں میں گروپ بندی کا سب سے بڑا سبب بنا ہوا ہے یقیناً مسلمانوں کے لیے محض کتاب وسنت کی طرف نسبت کرنا ہی کافی نہیں ہے جب تک ان کے مقتضی ومقصود پر عمل نہ کرلے اوران دونوں کے مقتضی اور مقصود پر عمل کرنا اسی وقت صحیح ہوگا جب وہ سلف صالحین کے فہم کے موافق ہو۔ اسی کو لوگ صحت عمل سے تعبیر کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صحت عمل قبولیت عمل کے دورکنوں میں سے ایک رکن ہے اور صحت عمل کا اعتماد اتباع پر ہے اور اتباع اسی وقت صحیح ہوگی جب وہ فہم صحابہ کے موافق ہو اور انہیں کے طریقے پر گامزن بھی ہو۔

❷ شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول: "فمن کان یرید حقا...... جو شخص حقیقت میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے......" یہ حقیقت میں اتباع کا معنی ومفہوم ہے اور اتباع کی یہی تعریف امام احمد رحمہ اللہ نے مسائل ابی داؤد (۱۷۸۹) میں کی ہے، کہتے ہیں: "الإتباع: أن یتبع الرجل ما جاء من النبی ﷺ، وعن أصحابه، ثم هو من بعد التابعین مخیر." یعنی اتباع یہ ہے کہ آدمی اس چیز کی اتباع کرے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور صحابہ کرام سے ثابت ہو پھر تابعین کے بعد اختیار ہے۔"

یہاں اس عبارت میں اور شیخ رحمہ اللہ کی عبارت میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ تابعین کی اتباع اس وقت کی جائے گی جب ان کا بھی قول وعمل شرعی نصوص کے خلاف نہ ہو بلکہ ان کے موافق ہو، تابعین کی اتباع سے یہاں شیخ کی مراد یہ ہے کہ ان اقوال کو چھوڑ کر کسی دوسرے نئے ایجاد شدہ قول کو نہ لیا جائے جس کا کوئی امام نہ ہو یعنی پہلے سے جس قول کا کوئی قائل نہ ہو اور نہ ہی سلف میں سے کوئی اس کا قائل ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے تلمیذ رشید میمونی کو بھی اسی بات کی رہنمائی کی تھی اور ایسے قول کو لینے یا کہنے پر سخت تنبیہ کی تھی جس کا کوئی قائل نہ ہو۔ آپ نے فرمایا:

یا ابا الحسن ایاك ان تتکلم فی مسألة لیس لك فیها امام. تم ایسی بات کہنے سے بچو جس ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## ایک غلط فہمی کا ازالہ:

کچھ ایسے ہیں لوگ جو اپنے آپ کو اہل علم میں شمار کرتے ہیں، اکثر موقعوں پر ان کی زبان سے بہت کچھ باتیں سنتے ہوں گے لیکن یہ وہ علم نہیں ہے جس کو میں نے ابھی اوپر ذکر کیا ہے، کتاب وسنت اور وہ فہم جس پر صحابہ کرام تھے بلکہ یہ لوگ علم سے وہ چیز مراد لیتے ہیں جس کو انہوں نے کتاب وسنت سے سمجھا ہے۔ وہ صحابہ کرام کے فہم کو نہیں لیتے ہیں جو فہم انہیں گمراہ فرقوں سے محفوظ رکھے، بلکہ اس سے ہٹ کر یہ لوگ اپنا ذاتی فہم مراد لیتے ہیں۔ ❶

⇦⇦ کا کوئی امام نہ ہو یہاں پر کوئی شخص یہ نہ خیال کرے کہ یہ قول کوئی مذہب اختیار کرنے کی طرف دعوت ہے کیونکہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ خود موصوف کو سختی کے ساتھ اس بات سے منع کرتے تھے کہ وہ کسی کی رائے کو لیں یا کوئی مذہب اختیار کریں بلکہ ہمیشہ سختی کے ساتھ لوگوں کو اتباع سنت کی طرف دعوت دیتے تھے وہ تو ایجاد شدہ نئے اقوال سے روکتے تھے، جس کو سلف صالحین میں سے کسی نے نہ کہا ہو اور یہ بات بھی صحیح سند سے ثابت ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ لوگوں کو تقلید سے سخت منع کرتے تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ لوگوں کے اقوال کو کتاب وسنت پر پیش کرو۔ ''مسائل ابی داود، ص: ۳۶۷، ۳۶۹'' میں امام ابوداؤد فرماتے ہیں: "یقول: لا یعجبنی رای مالك ولا رای احد" میں نہ تو امام مالک کی رائے کو پسند کرتا ہوں اور نہ کسی اور کی'' نیز امام ابوداود کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے کہتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: کہ ہم جامع سفیان کے مطابق عمل کریں؟ تو اس پر امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا: علیك بالآثار. ''تم آثار کو لازم پکڑو'' امام ابوداود کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہتے ہوئے سنا کہ ''میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی شخص مجھے کسی کی رائے لکھے، نیز آپ یہ بھی کہتے تھے کہ کسی شخص کی رائے کو لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے قول کے آپ ﷺ کے قول کو لینا ہی لینا ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا کہ: کیا امام اوزاعی کے پیروکار امام مالک سے زیادہ تھے؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: تم اپنے دین کے معاملے میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرو البتہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کچھ ثابت ہو اس کو لے لو پھر تابعین کے قول بھی لے لو اس کے بعد آدمی کو اختیار حاصل ہے۔

❶ شیخ رحمہ اللہ کا قول "انما یعنون بالعلم...... یہ لوگ علم سے وہ چیز مراد لیتے ہیں......" نصوص شرعیہ کے فہم میں اہل رائے اور بدعتیوں کا وصف بیان کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ نصوص بالخصوص متشابہ نصوص کا وہ معنی بیان کرتے ہیں جو فہم صحابہ اور سلف صالحین کے عمل سے بعید تر ہوتا ہے ان کے اس فہم میں ان کے نفس وہویٰ کا دخل زیادہ ہوتا ہے ان کا یہ خود ساختہ فہم ان کے اعتقاد ونظریہ کے عین مطابق ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس بدعتی منہج کو خطرات سے آگاہ کر دیا تھا، جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اسی لیے آپ عصر حاضر کے رسالے اور مقالات میں پڑھتے ہوں گے کہ اس قسم کے بہت سے لوگ جو اہل علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کی اکثریت انھیں اہل علم میں شمار بھی کرتی ہے یہ لوگ ہمیشہ مذکورہ بالا دلائل کے خلاف باتیں کرتے ہیں یہ لوگ بہ بانگ دہل

⇦⇦ فرمائی: ﴿هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (آل عمران: ۷) ”وہ وہی ذات ہے جس نے تمہارے اوپر کتاب نازل کی اس کی بعض آیتیں محکم اور واضح ہیں وہی اصل کتاب ہیں اور دوسری متشابہ آیات ہیں لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان میں سے متشابہ کے پیچھے لگتے ہیں فتنہ تلاش کرنے کے لیے اور ان کی تاویل تلاش کرنے کے لیے حالانکہ ان کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے سوائے اللہ کے اور وہ لوگ جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے اور نہیں نصیحت حاصل کرتے ہیں مگر عقلمند لوگ۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو کتاب اللہ میں مجادلہ کرتے ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مراد لیا ہے، لہٰذا تم لوگ ایسے لوگوں سے بچتے رہو۔“ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "يا عائشة! إذا رأيتم الذين يجادلونه فيه فهم الذين عنى الله تعالى فاحذروهم." (صحيح بخاری، ۳/ ۱۱۰، صحيح مسلم: ۲۰۵۳، وابوداؤد: ۴۵۹۸، ترمذی: ۳۹۹۳، ابن ماجه: ۴۷)

خوارج وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے شرعی نصوص کے فہم میں اپنی ہویٰ ونفس کی پیروی کی اسی وجہ سے انہوں نے باطل طریقے سے مسلمانوں کے خون کو مباح قرار دیا، حاکم وقت کے خلاف خروج کو جائز سمجھا ان کی نافرمانی کو جائز قرار دیا۔ اس طرح یہ لوگ کتنے ہی زیادہ عابد وزاہد ہوں، نماز وروزہ کو قائم کریں پھر بھی یہ لوگ گمراہ فرقوں میں سے ہیں۔ یہ لوگ دین سے ایسے ہی نکل گئے ہیں جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے مومنین کے راستے کو ترک کردیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔ طریقۂ سلف کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے نصوص کی تفسیر بیان کی۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب ان کی غلط تاویلات سے کتاب اللہ نہیں محفوظ رہ سکی انہوں نے اپنی مرضی سے اس کی تفسیر کر ڈالیں تو سنت کے نصوص کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں، کبھی سنت کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ یہ عقل کے خلاف ہے کبھی کہا کہ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد کا ثبوت ظنی ہوتا ہے کبھی کہا یہ شاذ ہے اس طرح ہمیشہ غلط اور فاسد تاویلات کرتے رہتے ہیں۔ ان کے برخلاف اہل سنت تو یہ ویسے ہی کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے: ﴿الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ......﴾ (آل عمران: ۷) یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس پر مکمل ایمان ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے رب کی طرف سے ہے لہٰذا وہ اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول سے ثابت ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اعلان کرتے ہیں کہ ((مذهب السلف أسلم ومذهب الخلف أعلم وأحكم)) ❶ ''یعنی سلف کا مذہب زیادہ سلیم ہے اور خلف کا مذہب محکم اور پائیدار ہے اور

❶ مذہب سلف اور مذہب خلف کے درمیان اس قسم کا موازنہ اور مقابلہ بہت بڑی جسارت ہے اور حدیث نبوی کے صریح خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: ''خیر الناس قرنی......'' سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ یہ حدیث صحیح اس بات میں واضح اور صریح ہے کہ ہر قسم کی بھلائی اور علم واتباع میں قرون ثلاثہ کو بعد کے تمام لوگوں میں اوّلیت اور افضلیت حاصل ہے۔ اس حدیث کے عموم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ان کا اعتقاد بھی سب سے محکم تھا اور فہم نصوص نیز نصوص سے استدلال کرنے میں ان کا مذہب سب سے اعلیٰ و ارفع تھا۔ رہے خلف یعنی بعد کے لوگ تو کسی بھی چیز میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی خلف کا سلف سے موازنہ کرنا صحیح بھی ہے۔ بلکہ خلف میں جس قدر سوء فہم اور اتباعِ نفس کا مادہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس کی طرف بھی حدیث میں اشارہ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیث کے آخر میں فرمایا: ''ثم يتخلف من بعدهم خلف تسبق شهادة احدهم يمينه، ويمينه شهادته'' یعنی بعد میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ ان کی گواہی ان کی قسم سے سبقت کر جائے گی اور کبھی قسم ان کی گواہی سے سبقت لے جائے گی۔ بلکہ قرون ثلاثہ جن کو سب سے افضل زمانہ کہا جاتا ہے۔ ان کے زمانہ میں علم اوج ثریا پر تھا انتہائی واضح اور روشن تھا اور بعد کے لوگوں میں جہالت عام ہونی شروع ہو گئی علم بھی ختم ہونا شروع ہو گیا۔ برائیاں بڑھنے لگیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''إن من أشراط الساعة أن يرفع العلم، ويثبت الجهل، ويشرب الخمر، ويظهر الزنا.'' (صحيح بخاري: (مع الفتح: ١/١٤٥)، صحيح مسلم: ٤/٢٠٥٦، ابوالتیاح عن انس بن مالک کی سند سے) ''یعنی علاماتِ قیامت میں سے بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، شراب نوشی خوب ہوگی اور زنا عام ہو جائے گا۔'' دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لا يأتي عليكم زمان إلا والذي بعده أشر منه حتى تلقوا ربكم.'' (صحيح بخاري: ٤/٣١٥، ترمذي: ٢٢٠٦۔ زبیر بن عدی عن انس بن مالک کی سند سے) ''نہیں آئے گا تمہارے اوپر کوئی زمانہ مگر اس کے بعد کا زمانہ اس سے برا ہوگا یہاں تک تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔''

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس قول کے متعلق کہا ہے کہ ''اس قول میں رفض کا ایک شبہ ہے کیونکہ اگر چہ قول سلف کے حق میں تکفیر نہیں ہے جیسا کہ رافضہ اور خوارج کہتے ہیں اور نہ ہی اس قول میں ان کو فاسق بنانا ہے جیسا کہ معتزلہ اور زیدیہ وغیرہم کہتے ہیں لیکن اس قول سے ان کو جاہل بنانا، خطا کار اور گمراہ بنانا لازم آتا ہے اور معاصی اور ذنوب کی نسبت ان کی طرف لازم آتی ہے اور اگر چہ وہ فسق نہیں ہے پھر بھی ان کے گمان میں بعد والے شریعت میں قرون اولیٰ سے افضل اور اعلم ہیں۔ لیکن جس کو کتاب وسنت میں ذرا بھی درک حاصل ہے یا کتاب و سنت کا ذرا بھی اس کو علم ہے اس کو یقیناً اس بات کا علم ہوگا اور اس پر تمام اہل سنت کا اتفاق بھی ہے کہ اعمال واقوال اور اعتقاد وغیرہ میں اس امت میں سب سے اعلیٰ و افضل قرن اوّل یعنی صحابہ کرام ہیں۔ پھر وہ لوگ ہیں جو ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ان کے پاس زیادہ علم ہے۔'' یہ قول اس بات پر واضح دلیل ہے کہ اس کا قائل انتہائی جاہل ہے اور اس سے سلف کے علم وتقویٰ کا ذرا بھی علم نہیں ہے اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ سلف صالحین کے منہج کی طرف رجوع کرے۔ ان کے پاس جو ہدایت اور نور تھا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اس سے استفادہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ان کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا تھا لیکن ان لوگوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور گمراہ ہو گئے۔ (حقیقت یہ ہے کہ سلف صالحین ہی کا مذہب اعلم واحکم اور اسلم ہے۔ از مترجم)

## منہج خلف کی پیروی کی چند مثالیں:

اگر آپ منہج سلف صالحین اور منہج خلف کے درمیان فرق کی مثال جاننا چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں ہم آپ کو بتانا چاہیں گے کہ منہج خلف کے پیروکار ایسے ایسے اقوال وافکار اور ایسی آراء لاتے ہیں جو کتاب وسنت کے سراسر مخالف ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے منہج کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔

## احادیث آحاد اور احادیث متواتر کے درمیان تفرق کرنا:

مذکورہ بالا دعویٰ کی سب سے واضح مثال یہ ہے کہ یہ لوگ یعنی خلف کے پیروکار حدیث آحاد اور حدیث متواتر کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا احادیث نبویہ میں اس طرح یہ تفریق کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ لوگ منہج سلف سے تجاوز کر گئے ہیں، انہوں نے سلف صالحین کی کما حقہ اتباع نہیں کی بلکہ اس سے خروج کر گئے ہیں اس لیے کہ سلف صالحین حدیث متواتر اور حدیث آحاد کا نام تک نہیں جانتے تھے۔ ❶ وہ تو صرف اتنا جانتے تھے کہ یہ

⇦⇦ ان کے بعد میں یعنی تابعین پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہیں یعنی تبع تابعین جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے اور وہ لوگ خلف سے ہر فضیلت میں اولیٰ وافضل ہیں: مثلاً علم میں، عمل میں، ایمان میں، عقل وفہم میں، دین میں، بیان میں اور عبادت میں اور ہر مشکل امر کی تشریح وتوضیح میں وہ سب سے اولیٰ وافضل ہیں اس کا انکار وہی شخص کرے گا جو ہٹ دھرم ہوگا اور جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہوگا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ٤/ ١٥٧)

❶ احادیث نبویہ کو آحاد اور متواتر میں تقسیم کرنا یہ متکلمین کا عمل ہے اور نفس پرست علماء کی ایجاد ہے تاکہ اس تقسیم کے ذریعے احادیث آحاد اور احادیث صفات کا رد کر سکیں۔ جیسا کہ ابو القاسم اصبہانی نے "الحجة فی ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے اس پر عمل کرنا چاہیے، پھر ان لوگوں نے احادیث آحاد اور احادیث متواتر کے درمیان تفریق کر کے اس پر شرعی حکم کی بنا ڈالی ہے اور یہ کہا ہے کہ حدیث آحاد کا مضمون اگر عقیدہ پر دلالت کرتا ہے تو وہ صحیح بھی ہو مگر اس کو نہیں قبول کیا جائے گا کیونکہ

⇦⇦ بیان المحجة" ٢/ ٢١٤ میں ابومظفر سمعانی کا قول نقل کیا ہے اگر حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور اس کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے اور بعد والوں نے بھی سلف سے نقل کر کے رسول اللہ ﷺ تک اس کی سند کو ثابت کر دیا ہے اور امت نے اس کو قبول بھی کر لیا ہے تو ایسی صورت میں وہ علم کا فائدہ دیتی ہے اور علم کو واجب کر دیتی ہے۔ محققین اور عام اہل حدیث کا یہی مذہب ہے۔ اب رہا یہ قول کہ خبر واحد علم کا فائدہ نہیں دیتی ہے بلکہ علم ویقین حاصل کرنے کے لیے اس حدیث کا متواتر طریقے سے نقل ہونا ضروری ہے۔ یہ ایسا قول ہے جس کو قدریہ اور معتزلہ نے ایجاد کیا ہے۔ اس سے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ احادیث کو مکمل کر دیا جائے۔ انہی لوگوں سے ان کے اس قول کو بعض ایسے فقہاء نے لے لیا ہے جن کو حدیث کے بارے میں نہ تو زیادہ معلومات تھیں اور نہ ہی وہ ان کے غلط مقصد اور باطل نظریہ کو سمجھ سکے۔ یقیناً اگر امت کے یہ فرقے انصاف سے کام لیتے تو انہیں اس بات کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا کہ خبر واحد علم ویقین کا فائدہ دیتی ہے آپ ان کو دیکھیں گے کہ یہ لوگ عقائد وطریقے میں باہمی اختلاف کے باوجود اپنے اپنے نظریہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے خبر واحد سے استدلال کرتے ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے واضح انداز میں کہا ہے کہ احادیث کی یہ تقسیم نئی ایجاد ہے سلف صالحین میں اس کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس کے برعکس اگر حدیث صحیح سند سے ثابت ہے اگرچہ وہ حدیث خبر واحد ہی کیوں نہ ہو تو وہ حجت ہے خواہ عقیدہ کے مسائل میں ہو یا احکام کے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ حدیث سند ومتن کے اعتبار سے صحیح ہو۔ اس میں کسی قسم کی کوئی علت نہ پائی جاتی ہو جو اس کی صحت کو قادح ہو۔ محدثین، اہل سنت وجماعت اور محققین متاخرین کا یہی مذہب ہے۔ ابن عبدالبر نے "التمهيد" ١/ ٨ میں اہل اثر کی ایک بڑی جماعت اور بعض اہل نظر جیسے حسین کرابیسی وغیرہ سے اس قول کو نقل کیا ہے اور خو از بنداز نے کہا ہے کہ یہ قول امام مالک کے طریقہ پر ہے۔ یہی ابن حزم کا مذہب ہے اور انہوں نے داؤد ظاہری اور حارث بن اسد محاسبی سے اس قول کو اپنی کتاب "الإحكام في أصول الأحكام" ١/ ١١٠ میں نقل کیا ہے اور یہی امام بخاری وامام شافعی کا مذہب ہے بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح ۴/۲۵۲ میں اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے اور کہا: "باب ما جاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام" اس کے بعد باب کی مناسبت سے احادیث کا ذکر کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے "الرسالة" (ص ٤٠١) میں کہا ہے: ''خبر واحد حجت ہے پھر اس کے دلائل کا ذکر کیا ہے۔ (امام شافعی کے اس قول کے بعد ابن عبدالبر کے نقل کردہ قول کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ خبر واحد کا فائدہ تو دیتی ہے لیکن اس پر عمل صحیح نہیں ہے)

ہم نے اپنی کتاب "دفاعًا عن السلفية" (ص ١٦٣) میں ان لوگوں کے شکوک وشبہات ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



وہ متواتر کے درجے میں نہیں ہے۔ اب اس نظریہ کے بعد جس نے صحابہ کرام کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کیا ہے اور تابعین کی زندگی پر بھی اس کو درک حاصل ہے وہ شخص یقینی طور پر یہی کہے گا کہ یہ نظریہ اسلام میں بہت بڑا دخیل ہے۔ یہ ایسا فلسفہ ہے جس سے یقیناً اسلام بری ہے ❶ اس بات کو ہمارا ہر فرد جانتا ہے اور یہ لوگ بھی جانتے ہیں لیکن یہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، جیسا کہ ان کے غیر کے بارے میں ارشاد باری ہے: ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ﴾ (النمل: ١٤) ''اور ان لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے لیکن ان کے نفس نے اس پر یقین کرلیا ہے۔''

## حدیث واحد کے حجت ہونے پر دلائل:

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہے کہ جو لوگ مدینہ منورہ سے اور دوسرے مقامات پر سکونت اختیار کئے ہوئے تھے، ان کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو ان کے پاس بھیجتے تھے۔ یہ لوگ جماعت کی شکل میں نہیں جاتے تھے بلکہ ایک فرد جاتا تھا اور انھیں اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ وہ اسلام جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے جو عقیدہ واحکام سب کو شامل تھا۔ صحیح حدیث میں اس کی واضح مثال موجود ہے اس حدیث کو یہ لوگ بھی جانتے ہیں لیکن افسوس کہ اس سے انحراف کئے ہوئے ہیں وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ دعوت اسلام کے لیے یمن کی طرف بھیجتے تھے کبھی معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے، کبھی

---

⇦ اور باطل نظریات کی علمی دلائل کی روشنی میں تردید کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث آحاد وحدیث متواتر میں فرق ہے اور خود شیخ البانی رحمہ اللہ کی اس مسئلہ میں نفع بخش اور علمی تصنیف ''الحديث حجة بنفسه في العقائد والأحكام'' موجود ہے۔ (اس کتاب کا بھی اردو ترجمہ قبول عام حاصل کر چکا ہے۔)

❶ شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول ''وهي فلسفة يتبرأ منها الإسلام'' ایک بہت دقیق اور باریک وصف ہے اور ایک شامل تعبیر ہے۔ اس لیے کہ یہ قاعدہ کہ حدیث آحاد اور حدیث متواتر میں فرق ہے نیز احکام میں حدیث آحاد سے دلیل جائز ہے لیکن عقائد کے مسائل میں نہیں۔ یہ ان قواعد میں سے ہے جن کو اہل کلام اور اہل فلسفہ نے وضع کیا ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کلام اور فلسفہ کا شمار علوم اسلامیہ میں نہیں ہوتا ہے یہ بات اہل سنت وجماعت ائمہ اربعہ اور دیگر محققین سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تو کبھی علی رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں یمن کی طرف بھیجتے تھے تو یہ لوگ وہاں کیا کرتے تھے؟ ظاہر بات ہے کہ یہ لوگ پہلے انھیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے یہی توحید کی دعوت ہے اور یہی ہر عقیدہ کی اصل ہے۔ پھر انھیں اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ سب سے پہلے تم انھیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ لوگ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں جب وہ اس میں تمھاری بات مان لیں تو تم انھیں نماز کا حکم دو...... الحدیث۔ [1]

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا اور وہ ایک فرد تھے۔ اب ان کی حدیث متاخرین کی اصطلاح میں ''حدیث آحاد'' ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا تھا کہ سب سے پہلے انھیں عقیدۂ توحید کی دعوت دیں، یعنی اللہ پر ایمان ویقین کی جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، حدیث کا لفظ یہ ہے: ((فلیکن اول ما تدعوهم الیه شهادة ألا إله إلا الله .)) اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے پھر جب آپ تمام مسلمانوں، سلف صالحین کے پیروکاروں اور ان کے مخالفین کے درمیان موازنہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ خواہ موافقین ہوں یا مخالفین وہ سب اس بات کو سمجھتے ہیں اور ان سب کا اس بات پر یقین بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ ہی کو یمن کی طرف بھیجا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس بات کا حکم دیا تھا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو عقیدہ توحید کی دعوت دیں یعنی وہ لوگ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ اس حدیث کی صحت پر کس قدر ان کا یقین ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ کہتے ہیں کہ

---

[1] یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، مسند احمد (۱/۲۳۳) صحیح بخاری: ۱/۴۳۰، صحیح مسلم ۱/۱، ابوداؤد (۱۵۸٤)، ترمذی (٦٢٥)، نسائی: ٥/٢، ٥٥، ابن ماجه (١٧٨٢)، یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی، عن ابی معبد، عن ابن عباس۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



عقیدہ کے باب میں حدیث آحاد حجت نہیں ہے۔ ❶

یہیں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ سے انحراف کس قدر گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری زمین میں پھیلے ہوئے تھے جو جہاں تھا وہ وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہا تھا۔ ان کے درمیان حدیث آحاد و حدیث متواتر کے درمیان تفریق نہیں تھا۔ وہ صرف اتنا جانتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اس پر خود بھی عمل کرنا چاہیے اور اس کو دوسروں تک پہنچانا بھی چاہیے اتنا جان لینے کے بعد اب جو شخص بھی حدیث میں تفریق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حدیث آحاد ہے اور یہ حدیث متواتر ہے وہ سلف صالحین کی منہج اور کتاب وسنت کی پیروی سے انحراف کئے ہوئے ہے۔

## کتاب وسنت کے علم کے ساتھ ساتھ سلف صالحین کے عمل کی معرفت بھی ضروری ہے

اب جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی سلفی منہج کو اختیار کرے اور اسی پر قائم بھی رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس طرح کتاب وسنت کا علم حاصل کرتا ہے اسی طرح وہ اس بات کو بھی جاننے کی کوشش کرے کہ صحابہ کرام کس راہ پر گامزن تھے، تابعین اور تبع تابعین کس راستے کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ سلف صالحینؒ کا طریقہ عمل کیا تھا۔ اس لیے کہ یہی وہ نفوس قدسیہ تھیں جنہوں نے بالکل صحیح انداز میں اس دعوت کو ہم تک پہنچایا۔ اس دعوت پر عمل کرنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں ان کے ہویٰ ونفس کا ذرا بھی دخل نہیں تھا۔ ❷

---

❶ یہ حدیث بہت قوی ہے۔ اس کے باوجود بدعتی لوگ اس حدیث سے استدلال کی تردید کرتے ہیں کیونکہ یہ خبر واحد ہے جبکہ اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صرف صحیحین ہی کا اس کی صحت پر اتفاق نہیں ہے بلکہ کتب ستہ نے اپنی اپنی سنن میں اس کی تخریج بھی کی ہے اور تمام اہل علم نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس کو قبول بھی کیا ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حدیث صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طریق سے مروی ہے اور ابن عباس سے صرف ابو معبد نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے باب میں حدیث صنابحی کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن یہ حدیث متواتر ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔

❷ سلفی منہج کو سمجھنے کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہاں جس شرط کو ذکر کیا ہے وہ یقیناً ان کی قوت بصیرت اور ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## متاخرین کے خلاف ایک حجت:

گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھا کہ متاخرین لوگ حدیث آحاد اور حدیث متواتر میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عقیدہ کے مسائل کے لیے حدیث متواتر ہونا ضروری ہے۔ حدیث آحاد سے عقیدہ نہیں ثابت ہوسکتا۔ یہ نظریہ قائم کر کے وہ خود بسااوقات عجیب وغریب تناقض میں واقع ہوجاتے ہیں اور اس سے نکلنے کا ان کے پاس کوئی راستہ نہیں ہوتا ہے اور یہ صرف اس لیے ہوتا ہے یہ لوگ سلفی منہج سے انحراف کیئے ہوتے ہیں۔ آپ جب شرعی نصوص کو دیکھیں گے تو بعض نصوص آپ کو ایسے ملیں گے جن سے بیک وقت عقیدہ واحکام دونوں ثابت ہوتے ہیں جیسے صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إذا جلس أحدكم فى التشهد الآخير، فليستعذ بالله من أربع ........... .)) ❶

''جب تم میں کوئی تشہد اخیر میں بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کے ذریعے چار چیزوں سے پناہ مانگے، وہ کہے: اے اللہ میں تیرے ذریعہ جہنم کی عذاب سے، قبر کی عذاب سے، موت وحیات کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔''

---

⇐⇐ وقت نظر پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آپ خود سوچیں کہ سلف صالحین کے فہم کی طرف رجوع ہوئے بغیر نیز ان کے عمل کو حجت بنائے بغیر شرعی نصوص کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے اور اگر میں یہ کہوں تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ معاصرین میں شیخ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس منہج اور طریقہ کا احیاء کیا جس کے ذریعہ کتاب وسنت کے نصوص کو سمجھا جاسکتا ہے نیز یہ بھی واضح کیا کہ ان نصوص سے استدلال کے لیے سلف صالحین کے عمل کا جاننا بھی ضروری ہے، جبکہ بہت سے متاخرین فقہاء بالخصوص وہ لوگ جو اشعریہ اور اہل کلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ وہ سب سلفی منہج سے انحراف کیئے ہوئے ہیں جبکہ سلفی منہج ہر قسم کی لغزشات واخطاء سے پاک وصاف ہے۔ اس کی مثال اس سے پہلے زیارت قبور کے مسئلہ میں گزر چکی ہے۔

❶ صحیحین میں یہ حدیث عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے (۱/۲۶۸) میں، امام مسلم (۱/۴۱۲) میں، ابوداؤد (۸۸۰)، نسائی نے (۸/۲۶۲) میں: شعیب بن ابی حمزہ، عن الزہری، عن عروۃ بن الزبیر، عن اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی طریق سے روایت کیا ہے...... اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے (۱/۴۲۳) میں، امام مسلم نے (۱/۴۱۳) میں: ہشام الاسناوئی، ⇐⇐

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اس حدیث میں ان چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ نیز اس میں شرعی حکم بھی ہے چونکہ وہ لوگ اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں کہ حدیث آحاد سے شرعی احکام بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس لیے انھیں اس حدیث کو لینے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں اور اس میں چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ عذاب قبر سے، فتنۂ موت وحیات سے اور فتنۂ مسیح دجال سے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عذابِ قبر پر ان کا اعتقاد ویقین ہے اگر ان کا اعتقاد ہے تو یہ اعتقاد اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث حدیث آحاد کی قبیل سے ہے تو اب کیا کہیں گے؟

یہاں وہ لوگ ٹامک ٹوئیاں کھانے لگے اور زبردست دلدل میں پھنس گئے اس لیے کہ عذاب قبر عقیدہ ہے اور ان کے اعتقاد ویقین میں عذاب قبر متواتر حدیث سے بھی نہیں ثابت ہے۔ اسی لیے یہ لوگ عذاب قبر پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ ہاں جس کا ذکر قرآن کی ایک آیت میں فرعون کے حق میں وارد ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ (المؤمن: ٤٦)

ان کے بقول آیت میں مذکور یہ آگ فرعون اور آل فرعون کا عذاب ہے لیکن عام کفار کو عذاب قبر یا وہ مسلمان جن کے حق میں کچھ بھی عذاب قبر ثابت ہے۔ ان پر ان کا ایمان

---

⇐ عن یحییٰ بن ابی کثیر، عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، روایت کی ہے۔

لاریب یہ حدیث ان متاخرین کے خلاف ایک قوی حجت ہے اس کے مانند اور دوسری صحیح احادیث ہیں جو احکام وعقائد دونوں کو شامل ہیں اور ان کا شمار اخبار آحاد میں ہوتا ہے۔ ان متاخرین کا خیال ہے کہ ان احادیث میں عقائد کے علاوہ دوسرے احکام ہیں لہٰذا ان پر عمل کرنا ضروری ہے وہ یہ نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں عقیدہ بھی ہے یا عقیدہ کے مسائل بھی اس سے مستنبط ہوتے ہیں اور یہی تصور وخیال عین گمراہی ہے۔ کیونکہ نص کی صحت جب ثابت ہوجائے تو اس کی نہ تو مخالفت جائز ہے اور نہ ہی یہ کہہ کر اس میں توقف جائز ہے کہ یہ اخبار آحاد کی قبیل سے ہے۔ خواہ اس حدیث میں عقائد کے احکام ہوں یا دوسرے احکام ومسائل اور محققین اہل علم کے نزدیک اس تفریق کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ متقدمین علماء کرام اور ائمہ عظام نے احادیث آحاد سے عقائد اور صفات باری تعالیٰ کے باب میں استدلال کیا ہے اور اسی کو اہل بدعت اور اہل ہوی ونفس نے یا تو انکار کردیا ہے یا اس کی غلط تاویل کر ڈالی ہے اور دونوں باطل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نہیں ہے اور یہ نظریہ محض اسی باطل عقیدہ سے پیدا ہوا ہے کہ جب تک صحیح حدیث متواتر نہ ہو اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا اسی لیے ان لوگوں نے بہت سی احادیث کا یہ کہہ کر انکار کر دیا ہے کہ یہ تواتر کے مقام کو نہیں پہنچی ہیں۔

مثال کے طور پر آپ لوگ امام بخاری کی اس روایت کو جانتے ہوں گے جس کو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا۔ آپ نے فرمایا:

((اما إنهما ليعذبان وما يعذبان في كبير ...... الحديث .))

''بے شک ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے حالانکہ انھیں کسی بڑے معاملے کے بارے میں عذاب نہیں ہو رہا ہے (ان کا گناہ یہ تھا) ان میں سے ایک چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کی ایک ڈالی لائی جائے۔ جب ڈالی لائی گئی تو آپ نے اس کو دو حصہ کر دیا اور ہر ایک کے سر کے پاس ایک حصہ کو گاڑ دیا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: ((لعل الله عزوجل يخفف عنهما مادا ما رطبين .)) [1] جب یہ دونوں تازہ اور ہری رہیں اس وقت تک ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف پیدا کر دے۔'' یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔

اس میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ یہ دونوں مسلمان ہیں۔ اس کے باوجود دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ان دونوں کے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے عذاب کو کم کر دے جب تک یہ دونوں شاخیں ہری رہیں

[1] صحیح بخاری: ۲۸۹/۱، ابوداؤد (۲۱)، نسائی: ۱۰۶/۴، منصور بن معتمر عن مجاہد عن ابن عباس کی سند سے اور اصحاب ستہ نے اس کو اعمش عن مجاہد عن طاردوس عن ابن عباس کی طریق سے روایت کیا ہے اور میرے خیال میں دونوں روایتیں محفوظ ہیں پس مجاہد حافظ اور امام کبیر ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ پہلے انہوں نے حدیث کو طاؤس کے واسطہ سے سنا ہو۔ پھر بعد میں ابن عباس سے سنا ہو۔ بلکہ امام بخاری کا دونوں روایتوں کو روایت کرنا اسی روایت پر دلالت کرتا ہے اور اسکی تاکید بھی کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اسی طرح دوسری حدیث ہے اس میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((استنزھوا من البول، فإنه أكثر عذاب القبر البول.)) ❶ ''پیشاب سے بچتے رہو، کیونکہ عذاب قبر زیادہ تر پیشاب سے ہوتا ہے۔''

نیز اسی قبیل سے یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو مشرک کی قبروں سے گزرے یہ زمانۂ جاہلیت ہی میں مر گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لولا أن لا تدافنوا لأسمعتكم عذاب القبر.)) ❷ ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ دفن نہیں کرو گے، تو میں تم لوگوں کو عذاب قبر سنا دیتا۔'' اس موضوع پر اس کے علاوہ بے شمار احادیث ہیں۔ بعض مشرکوں کو اور بعض مسلمانوں کے لیے عذاب قبر ثابت ہونے کے بارے میں یہ احادیث موجود ہیں لیکن انھیں اور ان کے مضمون کو محض اس لیے ٹھکرا دیا گیا ہے کہ یہ حدیث آحاد ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کیا کہیں گے جس میں ہے: ((إذا جلس أحدكم في التشهد تو الأخير فليستعذ بالله منه اربع.)) ''جب تم میں سے کوئی شخص اخیر تشہد میں بیٹھے تو اسے چاہیے کہ اللہ کے ذریعے چار چیزوں سے پناہ مانگے۔''

---

❶ یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ سنن دارقطنی ۱/ ۱۲۸ میں محمد بن الصباح السمان البصری، حدثنا ازھر بن سعد السمان، عن ابن عون، عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ مرفوعاً موجود ہے۔ دارقطنی نے کہا: صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے إرواء الغلیل ۱/ ۳۱۱ میں کہا ہے۔ اس سند کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ سوائے محمد بن صباح کے، ذہبی نے "المیزان" میں اس کو ذکر کر کے کہا ہے کہ "بصری عن أزھر السمان" غیر معروف ہے اور اس کی خبر منکر ہے گویا کہ وہ اسی کو مراد لے رہے ہیں۔'' ابن ماجہ نے (۳۴۸) اور دارقطنی ۱/ ۱۲۸ میں ابوعوانہ عن الأعمش، عن ابی صالح، عن ابی ہریرۃ مرفوعاً اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے: "اكثر عذاب القبر من البول" دارقطنی نے کہا یہ صحیح ہے۔ یہی حدیث پہلے لفظ کے ساتھ صحیح سند سے وارد ہے لیکن "العلل" ۱/ ۲۱ ابن ابی حاتم میں انس بن مالک کی سند سے۔ دیکھو "ارواء الغلیل (۱/ ۳۱۰).

❷ اس حدیث کو امام بخاری نے ۱/ ۱۸۷، اور امام مسلم نے ۲/ ۶۲۴ میں فاطمہ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر کی سند سے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے: "إن هذه الأمة تبتلى في قبورها، فلولا أن لا تدافنوا لدعوت الله أن يسمعكم من عذاب القبر الذي أسمع منه." بے شک یہ امت اپنی قبر میں آزمائی جائے گی اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے جس کو میں سن رہا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## اس مسئلہ میں سلف صالحین اور ائمہ اربعہ کا مؤقف:

منہج سلف کے طالب علم پر یہ بات ہرگز مخفی نہیں ہے کہ سلف کے یہاں حدیث میں اس تفریق کا نام ونشان تک نہیں ملتا اور نہ ہی ائمہ اربعہ کے یہاں اس تفریق کا کوئی وجود ملتا ہے کیونکہ یہ لوگ سلف ہی کے عقیدہ وعمل کے پیروکار تھے۔ البتہ بعض گمراہ فرقے جیسے معتزلہ اور خوارج وغیرہ ضرور اس راہ سے بھٹک گئے ہیں اور مومنوں کے راستے کی مخالفت کی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی وعید آئی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا﴾

(النساء: ۱۱۵)

''اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر دوسری راہ کی پیروی کرتا ہے تو ہم اس کو اسی کا والی بنا دیتے ہیں اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

یہ واضح مثال اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ محض کتاب وسنت کا تمسک ہی کافی نہیں ہے اور نہ ہی ان کو فائدہ دے سکتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے حدیث آحاد کہہ کر سنت کو نہ صرف ٹھکرا کر دیا ہے بلکہ اس کا انکار بھی کر دیا ہے لہٰذا ایسے لوگوں سے بھی اور ان کے افکار و خیالات سے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس منہج اور راہ پر مضبوطی سے گامزن رہنا چاہیے جس پر سلف صالحین قائم تھے۔ ہم علامہ ابن القیم رحمہ اللہ جوزیہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ مضبوطی سے منہج سلف پر قائم رہنے کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی وہی طریقہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور انہوں نے اس منہج کو اپنے ایک شعر میں جمع بھی کر دیا ہے: آپ فرماتے ہیں: ((العلم ماقال اللہ وقال رسولہ......قال الصحابۃ......)) ''یعنی علم وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے کہا ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کہا ہو۔''

اس نظم میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے ((العلم ما قال اللہ قال رسولہ)) پر ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ اس میں "قال الصحابة" کا اضافہ بھی کر دیا ہے، اس کا سبب تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ آیت کریمہ اور احادیث صحیحہ واضح انداز میں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ناجی جماعت وہی ہے جو سلف صالحین اور صحابہ کرام کے منہج وراہ پر قائم ہے۔ اسی لیے علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا:

العلم ما قال اللّٰه قال رسوله
قال الصحابة ليس بالتمويه
ما العلم نصبك للخلاف سفاهة
بين الرسول وبين راى فقيه
كلا ولا جحد الصفات ونفيها
حذرًا من التعطيل والتشبيه

"یعنی علم وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے کہا ہو اور صحابہ کرام نے کہا ہو۔ علم وہ نہیں ہے کہ رسول اور کسی فقیہ کے قول کے درمیان اختلاف اور ٹکراؤ پیدا کیا جائے اور نہ ہی علم وہ ہے جو صفات کی نفی اور انکار کا سبب بنے۔ یقیناً تعطیل اور تشبیہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کے دوسرے مصرعے میں حدیث آحاد اور حدیث تواتر کے مابین تفریق کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ لوگ عقیدہ کے باب میں حدیث آحاد کو نہیں مانتے ہیں جبکہ سلف صالحین ہر حدیث کو قبول کر لیتے تھے خواہ عقیدہ کے متعلق ہو یا احکام کے۔

## صفات کے باب میں خلف کا مذہب سلف کی مخالفت کرنا ہے:

خلف (یعنی بعد کے لوگ) جو راہ اختیار کیے ہوئے ہیں یا جس منہج پر قائم ہیں۔ وہ طریقۂ کار اور وہ منہج یقیناً سلف صالحین کے منہج کے سراسر خلاف ہے کیونکہ یہ لوگ آیات صفات جس طرح نازل ہوئی ہیں اس طرح ان کو تسلیم نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کو یا تو مکمل چھوڑ دیتے ہیں یا اس کی تاویل کر ڈالتے ہیں جبکہ سلف صالحین کا طریقہ کار یہ تھا کہ آیات صفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہوں یا احادیث صفات، ان کے حقیقی معانی پر مکمل ایمان رکھتے تھے نہ تو ان کی تاویل کرتے تھے اور نہ ہی ان کو کسی سے تشبیہ دیتے تھے اور نہ ہی اس کو چھوڑتے ہی تھے بلکہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہیں اسی طرح ان پر وہ ایمان رکھتے تھے۔ ❶ یہی عقیدہ ائمہ اربعہ کا بھی ہے۔

---

❶ مذہب سلف بیان کرنے میں ائمہ کرام کی عبارتیں مختلف ہیں:

- مثلاً امام اوزاعی نے کہا: امام زہری اور مکحول کہتے تھے: ''یہ حدیثیں جیسی آئی ہیں ویسے ہی کہو' عبارت اس طرح ہے: "أمروا هذه الأحاديث كما جاءت" (اللالكائى : (٧٣٥) جامع بيان العلم لابيه عبد البر (٢/٩٦) ذم التأويل للموفق المقدسى (ص : ٢٢) بسند صحيح.
- سفیان بن عیینہ نے کہا: ((كل ما وصف الله تعالى به نفسه فى القرآن فقرأته تفسيره ولا يقف، ولا مثل.)) (امام دارقطنی نے "الصفات" ص ۶۱ میں صحیح سند سے اس کو روایت کیا ہے۔) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آپ کو جن صفات سے متصف کیا ہے تو وہی قرات ہی اس کی تفسیر ہے نہ تو اس کی کیفیت بیان کی جائے گی اور نہ اس کی تشبیہ دی جائے گی۔''
- احمد بن نصر سے روایت ہے کہ انہوں نے سفیان بن عیینہ سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: عبد اللہ کی حدیث ((إن الله يجعل السماء على اصبع)) ''بے شک اللہ تعالیٰ آسمان کو انگلیوں پر کرلے گا۔'' اور ((إن الله يضحك ممن يذكره فى الأسواق.)) ''جو شخص اللہ تعالیٰ کو بازاروں میں یاد کرتا ہے اس سے وہ ہنستا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ ((ينزل إلى السماء الدنيا كل ليلة)) ''ہررات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے'' اس طرح دوسری احادیث بھی ہیں۔ ان کے جواب میں سفیان بن عیینہ نے کہا: ((هذه الأحاديث نرويها، ونقربه كما جائت بلا كيف.)) (ابوبکر خلال نے "السنة" میں (۳۱۳) دارقطنی نے "الصفات" (٦٧) میں اور آجری نے "الشريعة" (ص ۳۱۴) میں اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔) ہم ان حدیثوں کو روایت کرتے ہیں اور جیسے یہ ثابت ہیں اس کو اسی طرح بلا کیف کے اقرار بھی کرتے ہیں۔
- ولید بن مسلم نے کہا: میں نے مالک بن انس، سفیان ثوری، لیث بن سعد اور اوزاعی سے صفات کے بارے میں وارد احادیث کے متعلق سوال کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: "أمروها كما جاءت" (ابوبکر خلال نے "السنة" میں (۳۱۳) دارقطنی نے "الصفات" (٦٧) میں اور آجر نے "الشريعة" (ص ۳۱۴) میں اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔) وہ جیسی وارد ہوئی ہیں ویسی ہی ان کو بتاؤ'' یعنی ان کی تاویل وغیرہ مت کرو۔
- ابن معین نے کہا: میں زکریا بن عدی کے پاس حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ وکیع بن جراح سے سوال کررہے تھے کہ اے ابوسفیان! "الكرسى موضع القدمين" جیسی احادیث کے بارے میں آپ کیا فرماتے ⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



⇦⇦ ہیں تو انہوں نے جواب دیا: "أدركنا اسماعيل من أبي خالد، وسفيان، ومسعرًا، يحدثون بهـذه الأحاديث، ولا يفسرون شيئًا" (اس روایت کو دوری نے "تاریخ ابن معین" (۲۵۴۳) میں، دار قطنی نے "الصفات" (۵۸) میں اور بیہقی نے "الأسماء والصفات" (۷۵۹) میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔) ہم نے اسمٰعیل بن ابو خالد سفیان اور مسعر جیسے لوگوں کو دیکھا کہ وہ لوگ ان احادیث کو بیان تو کرتے تھے لیکن اس کی کچھ بھی تفسیر نہیں کرتے تھے۔"

❁ ابوعبید نے کہا: "ما ادركنا أحدًا يفسر هذه الأحاديث، ونحن لا تفسرها" (اس کو دار قطنی نے "الصفات" (۵۷) میں، بیہقی نے "الأسماء والصفات" (۷۶۰) میں، اللا لکائی نے (۹۲۸) میں اور آجری نے "الشريعة" (ص:۲۵۵) میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔) ہم نے کسی کو ان احادیث کی تفسیر کرتے نہیں پایا لہٰذا ہم بھی ان کی تفسیر نہیں کریں گے۔

❁ ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے کہا: ((الإستواء غير مجهول، والكيف غير معقول، ومن الله الرسالة، ومن الرسول البلاغ، وعلينا التصديق.)) (اس کو ذہبی نے "العلو" (۳۵۲) میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔) یعنی استواء کا معنی معلوم ہے اور کیف مجہول ہے، اللہ کی جانب سے پیغام ہے اور رسول اللہ ﷺ پر اس کی تبلیغ ہے اور ہمارے اوپر اس کی تصدیق واجب ہے۔"

آپ نے دیکھا کہ اس باب میں سلف صالحین اور ائمہ کرام کے اقوال ایک جیسے ہیں نہ تو کسی نے تاویل کی ہے اور نہ تشبیہ بیان کی ہے بلکہ یہ جیسے ثابت ہیں اسی طرح ان پر ایمان رکھا اور انہیں کے نقش قدم پر ان کے بعد کے ائمہ ومحققین چلے ہیں۔

❁ خلال نے کہا: ہم کو مروزی نے خبر دی کہ انہوں نے امام احمد بن حنبل سے احادیث صفات کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: "نمرها كما جاءت" (اسی طرح موفق نے "ذم التأويل" (ص۲۶) میں خلال کی طرف منسوب کیا ہے اس کی سند صحیح ہے اور یہ خلال کی "السنة" (۲۸۳) میں بھی روایت ہے) یعنی ہم ان احادیث سے ایسے ہی گزر جاتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں یعنی ثابت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو ان کی تاویل کریں گے نہ تشبیہ دیں گے اور نہ ہی ان کو چھوڑیں گے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ابوبکر حمیدی رحمہ اللہ نے کہا: "أصول السنة عندنا...... فذكر أشياء، ثم قال: ہمارے نزدیک اصول سنت یہ ہیں اس کے بعد بہت سی چیزوں کو ذکر کیا اس کے بعد فرمایا: "وما نطق به القرآن والحديث، مثل "وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت ايديهم" ومثل "السموت مطويات بيمينه" وما أشبه هذا من القرآن والحديث، لا نزيد فيه ولا تفسره، ونقف على ما وقف عليه القرآن والسنة، ونقول: "الرحمن على العرش ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



استـوی" ومن زعم غیر هذا فهو معطل جهمی . " (ذیل المسند)''اور جس کوقرآن وحدیث نے کہا ہو مثلاً یہودیوں کا کہنا کہ "ید الله"اور جیسے "السموات مطویات بیمینه"اسی طرح قرآن وحدیث میں جو اس کے مشابہ ہو، ہم اس میں نہ تو اپنی طرف سے کچھ اضافہ کریں گے اور نہ ہی اس کی تفسیر بیان کریں گے بلکہ اتنا ہی کہیں گے جتنا قرآن وحدیث نے کہا ہے اور ہم یہ بھی کہیں گے کہ "الرحمن علی العرش استوی" یعنی رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔ اب جو اس کے علاوہ کہتا ہے وہ معطل اور جہمی ہے۔

❁ ابوعثمان صابونی رحمہ اللہ نے کہا: (اعتقاد اهل السنة واصحاب الحديث والأئمة (ص:۲۱) ''بے شک اہل حدیث جو کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے زندوں کی حفاظت کرے اور جو وفات پاچکے ہیں ان پر رحم کرے۔ یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی گواہی دیتے ہیں، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو اس کے صفات کے ساتھ جانتے ہیں جن صفات کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے ثابت کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کی گواہی دی ہے اور جن کو عادل اور ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے نیز یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ بھی نہیں دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ يَاإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ ''اس نے کہا: اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنے سے تجھے کون سی چیز مانع ہے۔'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے لفظ ''ید'' ثابت کیا ہے لہٰذا یہ لوگ اس لفظ کا حقیقی معنی بیان کرتے ہیں۔ اس میں تحریف نہیں کرتے یعنی معتزلہ اور جہمیہ کی طرح اس لفظ کا معنی ''نعمت'' یا ''قوت'' کے نہیں بیان کرتے ہیں اور نہ ہی اس لفظ ''ید'' کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور نہ ہی مخلوق کی ہاتھ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ذلیل و رسوا کرکے ہلاک و برباد کردے جو صفات میں یا تو تحریف کرتے یا اس کی تشبیہ بیان کرتے ہیں یہ لوگ معتزلہ، جہمیہ اور مشتبہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام صفات جن کو کتاب وسنت نے ثابت کیا ہے جیسے سمع، بصر، عین، وجہ، علم، قوت، قدرت، عزت، عظمت، ارادہ، مشیت، قول، کلام، رضا، سخط، حیاۃ، یقظ، فرح، ضحک وغیرہ۔ یہ اہل حدیث ان صفات کو ایسے ہی ثابت کرتے ہیں جیسے قرآن وسنت نے ثابت کیا ہے۔ نہ تو ان کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ نہ ان کی تحریف کرتے ہیں نہ ہی تاویل، وہ ان کو ظاہر پر محمول کرکے یہ کہتے ہیں کہ ان کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ کو ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے: ﴿وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ .....الالباب﴾ ''اور علم میں راسخ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر ایک ہمارے رب کی جانب سے ہے۔ لیکن اس سے صرف عقلمند لوگ لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## تشبیہ وتعطیل پر کلام:

''تشبیہ'' مشبہ کا مذہب ہے اور ''تعطیل'' مؤولہ کا مذہب ہے۔ (1) رہے سلف صالحین تو یہ لوگ صفات کے معانی کو ان کے حقیقی معنی پر محمول کرتے ہیں اور اللہ کی ذات وصفات کو ہر قسم کی تشبیہ وتعطیل سے منزہ اور پاک قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ وہی بات کہتے ہیں جو قرآن کہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱) ''اس کے مانند کوئی نہیں ہے اور وہ سمیع ہے بصیر ہے۔'' ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ میں تنزیہہ ہے یعنی ذات باری تعالیٰ ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے لیکن خلف نے ان صفات کا حقیقی معنی نہ لے کر کے دوسرا معنی بیان کیا ہے اور حقیقی معنی نہ لے کر کے دوسرا معنی بیان کیا ہے اور حقیقی معنی سے اعراض کر گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ سلف صالحین کے منہج سے کوسوں دور ہو گئے۔

---

(1) شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول: "التشبيه من مذهب المشبهة، والتعطيل من مذهب المؤولة" اس میں لفظ ''تشبیہ'' ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کے کسی مخلوق سے تشبیہ دینا یا اس کے صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا جیسے یہ کہا جائے کہ اللہ کا ہاتھ بندہ کے ہاتھ کی طرح ہے یا اس کا قدم مخلوق کے قدم کی طرح ہے۔ اس کی نگاہ مخلوق کی نگاہ کی مانند ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ محض نام کے اتفاق سے تشبیہ نہیں لازم آتی ہے مثلاً اللہ کا بھی ہاتھ (ید) ہے اور بندے کا بھی ہاتھ ہے دونوں کے ہاتھ (ید) کو ہاتھ ہی کہا جائے گا۔ اس کو صفات میں اتفاق کہتے ہیں یعنی دونوں ایک ہی معنی میں متفق ہیں اس کو تشبیہ نہیں کہا جائے گا جب تک یہ نہ کہا جائے کہ اللہ کا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ کی طرح ہے یہ تشبیہ ہے اور یہی غلط اور باطل ہے اسی سلسلے میں ابن مندہ کہتے ہیں: "التمثيل والنشبيه لا يكون إلا بالتحقيق، ولا يكون بإتفاق الأسماء" یعنی محض ناموں کے متفق ہونے سے تشبیہ وتمثیل ثابت نہیں ہوتی ہے جب تک کسی سے تشبیہ نہ دی جائے۔'' (بواسطة: الحجة في بيان المحجة" لأبي القاسم لأصبهاني ۱/۹۳). رہا ''تعطیل'' تو اس کا مفہوم ''نفی'' ہے اور اگر اس کا قائل تاویل کرتا ہے یعنی لفظ کے ظاہری معنی سے اعراض کر کے دوسرا ابعید معنی مراد لیتا ہے تو اس کا درجہ نفی سے کم ہے اور یہ تاویل بھی تعطیل ہی کا حصہ ہے۔ جیسے اشاعرہ اور معتزلہ جہمیہ کا ایک جزو اور حصہ ہیں کیونکہ اگرچہ نفی صفات میں ان کے درجات مختلف ہیں پھر بھی ان کا شمار انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو صفات کی نفی کرتے ہیں۔ اس کے برعکس مشبہ نے اثباتِ صفات میں اتنا مبالغہ کیا کہ ظاہری معنی سے نکل کر تشبیہ مذموم وممنوع کی طرف چلے گئے۔ لیکن سلف صالحین نے وسط (بیچ) کا راستہ اختیار کیا انہوں نے تو معطلہ کی طرح صفات کی نفی کی اور نہ ہی مشبہ کی طرح صفات کی مخلوق سے تشبیہ دی۔ بلکہ انہوں نے صفات کو اسی طرح ثابت کیا جس طرح کتاب وسنت میں وارد ہے اور صفات کی کیفیات کو اللہ کے حوالہ کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## صفات کے اثبات میں سلفی اصول:

یہ بات عام وخاص سب کو معلوم ہے اور صحیح سند سے ثابت بھی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور سوال کرنے لگا کہ اے مالک! ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ "یعنی رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔" تو آپ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کیسے مستوی ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا: ((الإستواء معلوم، والکیف مجهول، ولسوال عنه بدعة اخرجوا الرجل فإنه مبتدع.)) [1] یعنی "استواء" کا معنی تو معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور اس آدمی کو جلدی سے باہر نکالا کیونکہ یہ بدعتی لگ رہا ہے۔"

یہاں امام مالک رحمہ اللہ نے کافی تسلی بخش جواب دیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ عربی زبان میں لفظ "استواء" کا معنی معلوم ہے اور وہ "علو" ہے۔ یعنی بلند ہونا گویا کہ اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ میں "استویٰ" بمعنی "استعلیٰ" ہے۔ اسی لیے ہر

[1] یہ واقعہ امام مالک رحمہ اللہ سے مختلف سندوں سے وارد ہے جو سب کے سب ضعیف ہیں مجھے کوئی صحیح سند ابھی تک نہیں مل سکی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ میری کوتاہی کی وجہ سے ہو۔ لیکن یہی واقعہ امام مالک رحمہ اللہ کے استاذ ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن سے ثابت ہے۔ امام ذہبی نے صحیح سند سے اپنی کتاب "العلو" (۳۵۲) میں ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کے پاس تھا تو ان سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الرحمن علی العرش استوی﴾ "رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔" تو آپ بتائیے کہ وہ کیسے عرش پر مستوی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: "الإستواء غير مجهول، والكيف غير معقول، ومن الله الرسالة، وعلى الرسول البلاغ، وعلينا التصديق." "یعنی استواء کا معنی معلوم ہے اور کیف مجہول ہے اور رسالت اللہ کی جانب سے ہے اور رسول پر اللہ کے پیغام کو پہنچا دینا ہے اور ہمارے اوپر رسول کے پیغامات کا تصدیق کرنا فرض ہے۔" یہ روایت "اللالکائی (٦٦٥) میں اور ابن قدامہ کے "العلو" (۹۰) میں عن ابن عیینۃ عن ربیعۃ وارد ہے۔ اب جو اس عبارت میں غور کرے گا اس کے سامنے مندرجہ ذیل چند امور واضح ہوں گے۔

۱: بندوں کے نزدیک صفات کی کیفیت مجہول ہے، یعنی بندوں کو اس کا علم نہیں۔
۲: لغت کے اعتبار سے صفات کے معانی معلوم ہیں۔
۳: صفات پر ایمان لانا واجب ہے۔ اگرچہ اس کی کیفیت ہمیں نہیں معلوم ہے۔
۴: صفات کے بارے میں سوال کرنا، اس میں غور وفکر کرنا یا کمی وبیشی کرنا بدعت ہے۔ یہ سلف سے ثابت نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



مسلمان سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ" کہتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ لغت میں استواء کا معنی معلوم ہے۔ لیکن تم استواء کی کیفیت کے بارے میں سوال کرتے ہو کہ وہ کیسے مستوی ہے؟ تو یہ کیفیت مجہول ہے۔ اس کا علم کسی کو نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں وہی بات کہی جائے گی جو اس کی ذات کے بارے میں کہی جاتی ہے۔ ❶ مثلاً ہر مسلمان یہ بات ثابت کرتا ہے کہ اللہ کا وجود ثابت ہے یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہے لیکن وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ اللہ کی ذات کیسے ہے اور کیسے موجود ہے تو جب اس کی ذات کی کیفیت کو نہیں بیان کیا جا سکتا تو اس کی صفات کی کیفیت کو کیسے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ کیف مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور تو نامعلوم چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے لہٰذا تو بھی بدعتی ہے، اسی لیے اس کو اپنی مجلس سے بھگا دینے کا حکم دیا...... اوپر کی تفصیلی بیانات سے معلوم ہوا کہ مذہب سلف یہ ہے کہ صفات کی آیات ہوں یا احادیث ان پر اسی طرح ایمان رکھنا ہے جس طرح وہ ثابت ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا لغوی معنی معلوم ہے اور بس۔ نہ تو اس کی تاویل کی جائے گی اور نہ ہی اس کی تشبیہ بیان کی جائے گی اور نہ ہی ان کی نفی کی جائے گی۔ اس لیے کہ

---

❶ یہی قول ائمہ علم وفن کے نزدیک معتمد ہے۔ خطیب بغدادی نے اپنے جزء "الکلام علی الصفات" میں کہا: "رہا صفات کے بارے میں کلام...... تو جو کچھ سنن کی کتابوں میں سلف صالحین کا مذہب مروی ہے اس کو ثابت کیا جائے گا اور اس کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے گا۔ اس سے کیفیت اور تشبیہ کی نفی کی جائے گی۔ نیز اس مسئلہ میں اصل بات یہ ہے کہ صفات کے بارے میں کلام فرع ہے اور ذات باری کے بارے میں کلام اصل ہے اور جب یہ بات معلوم ہے کہ ذات باری کا اثبات اس کے وجود کا اثبات ہے نہ کہ ذات کی تحدید یا کیفیت کا اثبات ہے۔ اسی طرح اس کی صفات کے اثبات کا مسئلہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب اس کی ذات کی کیفیت نہیں بیان کی جا سکتی تو اس کی صفات کی کیفیت کیسے بیان کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ ہے اور سمع وبصر ہے تو یہ کہہ کر صفات کو ثابت کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہیں گے کہ "ید" کا معنی "قدرت" ہے اور نہ یہ ہی کہیں گے کہ "سمع وبصر" کا معنی "علم" ہے۔ ابن قدامہ نے اس اعتقاد کو اپنی سند سے "ذم التاویل" ص: ۱۷، ۱۸ میں روایت کیا ہے اور یہ صحیح سند سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے اس کو "جزء" کے اصل میں بیان کر دیا ہے اور یہ میری (عمرو عبدالمنعم) تحقیق سے طبع ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہ تمام چیزیں تنزیہہ کے منافی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اس کے مانند کوئی شئی نہیں ہے اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ روافض، اشاعرہ، ماتریدیہ اور معتزلہ جیسے بدعتیوں کے نزدیک تعطیل۔

## نزدیک تعطیل:

آج روئے زمین پر کچھ ایسے فرقے پائے جاتے ہیں جن کا تعلق یقیناً اہل سنت سے نہیں ہے جیسے رافضہ وغیرہ، یہ لوگ صفات میں معطلہ ہیں یعنی وہ لوگ معتزلہ کے مذہب پر ہیں اور معتزلہ نے بہت سی آیتوں کی تاویل کر ڈالی ہے جن میں خود بعض اشاعرہ اور ماتریدیہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ گویا کہ بعض آیتوں کی تاویل میں اشاعرہ اور ماتریدیہ معتزلہ کے ساتھ مل جاتے ہیں جیسے استواء والی آیت ہے یہ لوگ اس کی تفسیر ایسے معنی کے ساتھ کرتے ہیں جس معنی کو ان لوگوں نے خود ایجاد کرلیا ہے سلف سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اس طرح وہ ضلالت وگمراہی کے راستے میں بھٹک گئے جن سے نکل نہیں سکے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ میں لفظ "استویٰ" کی تفسیر "استولیٰ" سے کی ہے۔ اسی طرح بعض وہ فرقے اور مذاہب جو آیات صفات میں مذہب خلف کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں وہ کبھی تو ان آیتوں کی وہی تاویل کرتے ہیں جو معتزلہ کرتے ہیں گویا کہ معتزلہ کے ساتھ مل جاتے ہیں اور کبھی بعض آیتوں کی تاویل میں ان کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اس آیت میں تنزیہہ اور اثبات ہیں۔ تنزیہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ مشابہت سے پاک ہے کہ اس کے مانند اور اس جیسا کوئی نہیں ہے اور اثبات اس طرح کہ صفت سمع اور بصر اس کے لیے ثابت ہے۔ معتزلہ نے آ کر یہاں صفت سمع اور بصر کی تاویل "علم" سے کر ڈالی اور کہا کہ آیت میں "سمیع" اور "بصیر" سے مراد علیم ہے گویا کہ انہوں نے اپنی اس تاویل سے اللہ تعالیٰ کے لیے صفت سمع وبصری کی نفی کر دی...... رہے معتزلہ اور اشاعرہ تو جیسا کہ اوپر میں نے اشارہ کیا ہے کہ بعض آیات واحادیث صفات میں یہ لوگ معتزلہ سے مل جاتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



لوگ سلفی مذہب کے ساتھ ہیں۔ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت سمع اور بصر ثابت کرتے ہیں۔ پھر جب معتزلہ نے ان سے کہا کہ اس سے تو تشبیہ لازم آتا ہے کیونکہ انسان کے پاس بھی سمع و بصر ہے۔ جیسا کہ خود قرآن آدم علیہ السلام کے بارے میں گواہی دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ (الدھر : ۲) ''پھر ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا۔'' تو یہاں اشاعرہ اور ماتریدیہ نے وہی جواب دیا جو سلف صالحین نے دیا ہے یعنی انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس چیز کے ساتھ متصف کرتے ہیں جس کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، ہم کہیں گے ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ وہ سمیع وبصیر ہے لیکن اس جیسا کوئی نہیں ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾

اب ہم ان معتزلہ اور ماتریدیہ سے یہ کہیں گے کہ تم آیات صفات اور احادیث صفات میں سلف صالحین کے ساتھ ہو جاؤ اور ان تمام صفات کو ثابت کرو جن کو اس نے اپنے لیے ثابت کیا ہے لیکن تنزیہ کے ساتھ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ لوگ اس مذہب پر برقرار رہے؟ چونکہ ان لوگوں نے اس قاعدہ پر عمل کیا ((علم الخلف أعلم وأحكم أما علم السلف فهو اسلم فقط .)) ''یعنی خلف کا علم اعلم واحکم ہے جبکہ سلف کا علم صرف اسلم ہے۔'' گویا کہ خلف کا علم سلف سے بڑھ کر ہے ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾ [1] یہ کہہ کر واضح دلائل اور آیات کریمہ سے منحرف ہو گئے۔

---

[1] علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ''بے شک یہ بدعتی لوگ جو خلف کو سلف پر فضیلت دیتے ہیں، انہوں نے یہ بات اپنے گمان کے مطابق کہی۔ کیونکہ ان کا گمان ہے کہ سلف الفاظ قرآن وحدیث پر صرف ایمان رکھتے ہیں انھیں ان کے معانی کی سمجھ نہیں ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے سلف کو ان امی اور ان پڑھ کے مقام پر کر دیا جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے: ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ﴾ ''اور ان میں امی بھی ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے ہیں مگر اٹکل پچو۔'' ان کے برخلاف خلف تو یہ لوگ عجیب وغریب اور مجازی معنی بیان کرتے ہیں جو حقیقت سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ اسی فاسد گمان وتصور نے ان کو اس مقولہ کے کہنے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے سلف کو جھٹلا دیا اور خلف کو اچھا سمجھ کر گمراہ ہو گئے۔ (مجموع فتاوى:۵/ ۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## صفات کے باب میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کا اضطراب:

صفات کے باب میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کافی اضطراب میں پڑ گئے۔ بعض صفات میں کبھی وہ سلفی نظر آتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ میں اللہ تعالیٰ کے لیے وہ سمع و بصر کو ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا سمع و بصر ہمارے سمع و بصر کے مانند نہیں ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ کی یہ بات بالکل صحیح ہے پھر آپ "استوی" کا معنی "استولیٰ" کیوں لیتے ہیں، یہاں تو آپ نے تاویل سے کام لیا۔ کاش آپ ایسا نہ کرتے اور نہ ہی تاویل کا سہارا لیتے، بلکہ آپ ان لوگوں کے ساتھ رہتے جو نہ تو سلفی ہی ہیں اور نہ خلفی تو ان لوگوں نے کہا ہم تفویض کو مانتے ہیں۔ [1]

---

[1] یہاں تفویض سے مراد "معنیٰ" کی تفویض ہے اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کو بھی اسی مذہب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ فتح الباری میں جو شخص بھی ان کے کلام کا جائزہ لے گا وہ دیکھے گا کہ وہ بعض صفات کو سلف کی طرح ثابت کرتے ہیں اور بعض صفات میں تفویض کے قائل ہیں اور بعض میں اشاعرہ کی موافقت کرتے ہیں اور بعض مقامات پر لوگوں کے مذاہب کا ذکر کر کے خاموش ہو جاتے ہیں نہ تو کوئی رائے قائم کرتے ہیں اور نہ ہی راجح مسلک بتاتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صفات کے باب میں یہ بھی کافی پریشان نظر آتے ہیں۔ بعض عقدی مسائل میں اشاعرہ پر اچھا ردّ بھی کرتے ہیں اس کے باوجود وہ کسی مذہب پر قائم نہیں نظر آتے۔ اب اہل تفویض اور سلف و اہل سنت کے درمیان فرق یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک تفویض یہ ہے کہ صفت ثابت ہے اور اس صفت کا لغوی معنی بھی معلوم ہے لیکن اس صفت کی کیفیت نہیں معلوم ہے لہٰذا کیفیت کو اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں رہا معنی کی تفویض تو جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس کے پیچھے سوائے صفت کا نام ثابت کرنے کے کوئی دوسرا فائدہ نہیں ہے...... اور رہا صفات کا معنی تو وہ لوگ اس کے گہرائی میں نہیں جاتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ سلف کے خلاف ہے اور "استواء" کے بارے میں امام مالک اور ان کے استاد ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن کا قول گزر چکا ہے کہ "استواء" کا لغوی معنی معلوم ہے۔ لیکن کیف مجہول ہے اس میں ہم غور وخوض نہیں کرتے بلکہ اس کے علم کو اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی ذات تمام عیوب سے پاک وصاف ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک تفویض کا یہی معنی ہے جیسے ذہبی اور ابن قدامہ مقدسی۔ لیکن امام ذہبی نے "سیر اعلام النبلا" (۱۰۵/۸) میں کہا ہے: ہمارا کہنا اس باب میں یہ ہے کہ اس کو اقرار کیا جائے اور اس سے گزر جایا جائے، اور اس کے معانی کو اس کے قائل کی طرف تفویض کر دیا جائے۔" یہاں علامہ ذہبی نے معنی کو کیف سے تعبیر کیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب انہوں نے کتاب "العلو" (۹۵۴/۲) میں "الاستواء" کے بارے میں امام مالک کے قاعدہ کو ذکر کیا تو کہا: "یہ امام مالک سے ثابت ہے اور ان کے استاد ربیعہ سے بھی اور یہی تمام اہل سنت کا مذہب بھی ہے کہ "استواء" کی کیفیت ہمیں نہیں معلوم اور استواء ⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## آج بہت سے دعاۃ مذہب سلف کی مخالفت کرتے ہیں:

یہاں اس بات کی طرف متنبہ کرنا بہت ضروری ہے کہ آج کے اس دور میں بہت سے ایسے دعاۃ ہیں جن کی نظر کتاب وسنت پر گہری نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس کتاب وسنت کی زیادہ معلومات ہی ہیں۔ یہ لوگ نہ تو اتباع سلف پر توجہ دیتے ہیں اور نہ مذہب سلف پر۔

⇦ معلوم ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں اس کے متعلق خبر دی ہے اور وہ ایسے ہی ہے جس کے وہ لائق ہے۔ ہم اس میں غور وخوض پسند نہیں کرتے بلکہ سلف کی طرح سکوت اختیار کرتے ہیں یہاں ذہبی رحمہ اللہ نے ''کیف'' اور ''معنی'' کے درمیان فرق کیا ہے معنی کو ثابت کیا اور کیف کو تفویض کر دیا ہے اور علامہ ابن قدامہ مقدسی نے اپنی کتاب "ذم التأويل" (ص:۱۱) میں ''تفویض المعنی'' کہا ہے۔ انہوں نے کہا "وعلموا أن المتكلم بها صادق لاشك في صدقه......" اور ان لوگوں نے جان لیا کہ اس کا قائل سچا ہے اس کی سچائی میں کوئی شک نہیں ہے لہٰذا تم لوگ بھی اس کی تصدیق کرو، وہ لوگ اس کے معنی کی حقیقت کو نہیں جان سکے تو وہ خاموش ہو گئے۔'' انہوں نے اس بات کی تائید کی کہ تفویض کا مطلب یہاں ''معنی'' ہے نہ کہ ''کیف'' نیز اس قسم کا جو بھی مسئلہ آ جائے تو صرف لفظ کو ثابت کیا جائے گا اور معنی کو چھوڑ دیا جائے گا اور اس کے علم کو اس کے قائل کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ علامہ محمد بن ابراہیم آل شیخ سابق مفتی سعودی عرب نے اس پر اعتراض کیا ہے اور فتاویٰ ورسائل الشیخ محمد بن ابراہیم: ۱/۲۰۲، ۲۰۳ میں کہا ہے: ''صاحب لمعہ کے کلام میں کچھ ملاحظہ اور مواخذہ بھی ہے کیونکہ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ کتاب وسنت میں جو اسماء وصفات لفظاً ومعنی ثابت ہیں ان پر ایمان رکھنا واجب ہے اور یہ بھی عقیدہ ہو کہ یہ اسماء وصفات حقیقی ہیں مجازی نہیں اور ان کے معانی بھی حقیقی ہیں جو اللہ کے لائق ہیں۔ اس پر بے شمار دلائل ہیں تو ان سے اسماء کے معانی ظاہر ہیں اور معروف ہیں نہ تو اس میں کوئی اشکال ہے اور نہ غموض، صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سیکھا۔ حدیث کا علم لیا ان کو ان میں کوئی اشکال پیدا نہیں ہوا۔

شیخ عبد الرزاق عفیفی رحمہ اللہ ''فتاویٰ الشیخ عبد الرزاق عفیفی: ۱/۱۵۳'' میں کہتے ہیں: ''صفات کی کیفیت بیان کرنے میں سلف صالحین کا مذہب تفویض کا ہے معنی میں نہیں۔ ابن قدامہ نے "لمعة الاعتقاد" میں غلط کر گئے اور تفویض کے قائل ہو گئے لیکن حنابلہ جو حنبلی مذہب کے متعصب ہیں اسی لیے بعض مشائخ ابن قدامہ کے دفاع میں تعصب سے کام لیتے ہیں حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ ابن قدامہ مفوض ہیں۔''

میں کہتا ہوں: کہ جس نے ان کو معذور سمجھا اس نے ان کے ساتھ حسن ظن قائم کیا اور یہ اس کے حق میں واجب ہے کیونکہ وہ اہل سنت کے امام تھے۔'' علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے ان کے حق میں ''اجتماع الجیوش الإسلامیۃ، ص:۱۹۱'' میں کہا ہے: "قول شيخ الاسلام موافق الدين أبي محمد عبد الله بن أحمد القدسي ، الذي اتفقت الطوائف على قبوله وتعظيمه وإمامته خلا جهمي أو معطل." یعنی شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسی کی امامت وعظمت اور ان کے مقبول ہونے پر تمام جماعتیں متفق ہیں۔ سوائے جہمیہ اور معطلہ کے۔'' اگر تفویض سے مراد ''تفویض المعنی'' ہے تو یہ غلط ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بالخصوص اس دوسری مثال میں کہ آیات صفات اور احادیث صفات میں کیا موقف ہونا چاہیے۔ آیات صفات اور احادیث صفات کے باب میں ان کا ایمان عربی مفہوم پر ہے لیکن تنزیہہ کے ساتھ گویا کہ یہ لوگ سلفی دائرے میں آنا چاہتے ہیں اور نہ ہی معتزلہ ہونا چاہتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ وہ معانی جو آیات صفات اور احادیث صفات میں وارد ہوئی ہیں ہم ان کی عربی مفہوم پر تنزیہہ کے ساتھ تفویض کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کا نام "مفوضة" ہوگیا۔ ❶

اور یہاں "مفوضة" کا معنی یہ ہے کہ دسیوں آیات اور وہ احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے وارد ہیں ان سے لاعلمی اور جہالت اور انہیں بندوں میں عام کرنا، اور اگر تعبیر صحیح ❷ ہو تو انھیں بعض صفات غیب کا تعارف کرانا اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے پھر وہ ان

❶ خلف کے نزدیک تفویض کا معنی معلوم ہے یہ بہت قدیم مذہب ہے۔ یہ مذہب اثبات سلفی اور تاویل خلفی کے درمیان وسط کا مذہب ہے۔ مگر اتنا ضرور ذہن میں رہے کہ یہ مذہب سلف صالحین کے مذہب کے خلاف ہے۔ البتہ آج کل بہت سے داعی حضرات جو دعوت کے میں میدان میں کام کر رہے ہیں۔ وہ اپنی دعوت میں منہج سلف یا مذہب سلف کا لفظ بار بار لاتے ہیں۔ وہ اس لفظ سے عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ منہج سلف کی دعوت دے رہے ہیں جبکہ ان کا مذہب ایسا نہیں ہے۔ یہ صرف مصلحت کی بناء پر ایسا کرتے ہیں تاکہ ان کی دعوت لوگوں میں عام ہو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ: "نتعارف فيما اتفقنا عليه، ويعزر بعضنا البعض فيما اختلفنا فيه." "یعنی اتفاقی امور میں ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کو معذور سمجھتے ہیں۔" مگر یہ قاعدہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ہاں اگر اعتقادی امور میں اتفاق ہے اور وہ احکام ومسائل جن میں اجماع نہیں ثابت ہے اور ان میں مسلسل اختلاف چلا آرہا ہے تو عذر مقبول ہے بشرطیکہ وہ اجتہاد اور فتویٰ کے قابل ہوں۔ میں قاری کو شیخ احمد بن ابراہیم العثمان حفظہ اللہ کی کتاب "زجر المتهاون بضرر قاعدة المعذرة والتعاون" کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔ یہ کتاب مذکورہ بالا قاعدہ کے ماله وما عليه پر بہت نفع بخش ہے اس کا مقدمہ شیخ صالح فوازن، شیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے لکھا ہے۔

❷ افضل اور اولیٰ بات یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ کی تعبیر ایسی چیز سے کی جائے جس سے خود اس نے اپنے بارے میں تعبیر کیا ہے یا جس سے رسول اللہ ﷺ نے تعبیر کیا ہے یا صحابہ کرام نے تعبیر کیا ہے۔ سلف صالحین کی عبارات سے تجاوز نہیں کرنی چاہیے اور شیخ البانی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے منہج سلف مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ مختصر "العلو" کے مقدمہ ص: ۱۸۔ ۱۹، میں ان کی تعلیق کا ملاحظہ کر لیجیے آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا، اسی لیے شیخ رحمہ اللہ نے "إن صحح التعبير" کا جملہ استعمال کیا ہے جو آپ کے غایت درجہ ورع وتقویٰ کی علامت ہے اور وصف کے خلاف تعبیر بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ وصف توقیفی ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ لوگ آپ کی طرف ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے تمام معانی سے جاہل ہوگئے اور کہہ دیا: "الله اعلم بمراده ." "یعنی اللہ تعالیٰ اس کی مراد کو اچھی طرح جانتا ہے۔" اب جنہوں نے "استویٰ" کی تعریف "استولیٰ" سے کی ہے کاش کہ وہ لوگ خاموش رہتے اور کچھ نہ بولتے اور اس کو تفویض کر دیتے۔ اس لیے کہ یہی وہ ہے جس سے انہوں نے راہ فرار اختیار کیا تو انہوں نے کس سے راہِ فرار اختیار کی؟ جب امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: "الإستواء" معلوم ہے اور وہ استعلاء ہے یعنی "استواء" استعلاء کے معنی میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ استعلاء کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت علو میں ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم جہت کو مانتے ہی نہیں ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے لیے علو ہے تو اب ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کا معنی کیا ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا: سبحان اللہ لفظ "استولیٰ" عربی زبان میں اس بات کا مقتضی ہے کہ یہاں اللہ اور اس کے غیر کے درمیان مغالبہ (ایک دوسرے پر غلبہ) کا معنی پایا جائے اور یہ "غیر" مخلوق کے علاوہ کون ہوسکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر غالب ہوگیا۔ مگر یہ بات کون کہے گا؟ (جب انہوں

---

⇐ منسوب کر کے کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے: "إن مؤسس الدعوة السلفية هو الله ." "یعنی سلفی دعوت کی بنیاد اللہ نے رکھی ہے" تو کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو ہم اس کی طرف کیسے ایسی صفت کی نسبت کر سکتے ہیں جس کی نسبت خود اس نے اپنے لیے نہ کی ہو؟ شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا: ہاں میں نے یہ بات کہی ہے اور یاد رکھو کہ یہ صفت نہیں ہے اور کسی حقیقت کی تعبیر کے لیے اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بات کرنے سے یہ مقصود نہیں ہوتا ہے کہ ہم اللہ کا وصف ایسی چیز سے بیان کر رہے ہیں جس سے اس نے خود نہیں بیان کیا ہے۔ اب جب کوئی یہ کہے کہ فلاں شخص فلاں دعوت کا بانی ہے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ مؤسس اور بانی اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اسی نے اس کائنات کی بنیاد رکھی ہے تو یہ وصف نہیں ہے جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں ہے اور تاسیس انسانی طاقت میں نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور اس کا حکم ہے اور یہی فتویٰ شیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ نے بھی دیا تھا جب ان سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس بات کی خبر دینا جائز ہے کہ وہ واجب الوجود ہے؟ تو آپ نے ایسا جواب دیا جو اس قول کو شامل تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس بات کی خبر دینا صحیح ہے کہ وہ واجب الوجود ہے، اس طرح اخبار (خبر دینے) کے باب سے ہے نہ کہ صفت کے باب سے۔ (فتاویٰ الشیخ عبد الرزاق عفیفی: ۱۶٤/۱)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: "اسماء وصفات کے باب میں اطلاق شدہ امر توقیفی ہے۔ البتہ جس اخبار میں ان کا توقیفی ہونا واجب نہیں جیسے قدیم شیء، موجود، قائم نفسہ۔" (بدائع الفوائد: ۱۶۲/۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نے دیکھا کہ اس معنی کے مراد لینے سے کتنی بڑی خرابی آ جاتی ہے تو) انھیں ہوش آ گیا اسی لیے ان کا بڑا شخص جو آیات صفات اور احادیث صفات میں سلف صالحین کے طریقے سے منحرف ہوگیا ہے وہ یہ صراحت کرتا ہے کہ ''استویٰ'' کا معنی ''استولیٰ'' ہوگا لیکن اس میں مغالبہ کا معنی نہیں ہوگا اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس معنی سے اس نے آیت کی تفسیر کی تھی اس نے وہ معنی ہی بیکار کر دیا کیونکہ جب اس سے مغالبہ کا معنی ختم کر دیا گیا تو اب کوئی معنی ہی باقی نہیں رہا۔ درحقیقت یہ اس نص کی تعطیل ہے بالکل اسی طرح جس طرح انہوں نے دوسری آیاتِ صفات اور احادیث صفات کو معطل کر دیا ہے اسی لیے مجھے علامہ ابن القیم رحمہ اللہ یا علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے منقول یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ انہوں نے کہا:

((إن المجسم یعبدون صنما، والمعطلة یعبدون عدما.)) ❶

''یعنی مجسمہ صنم کی پوجا کرتے ہیں اور معطلہ عدم کی۔''

گویا کہ یہ سب ایسی اشیاء کی پوجا پاٹ کرتے ہیں جس کا وجود نہیں ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات سے صفت علوی کی نفی کر دی۔ نہ صرف استواء والی آیت میں بلکہ اس کے علاوہ دوسری بہت سی آیتوں میں اور بہت سی حدیثوں میں بھی۔

الحمد للہ اس بارے میں ائمہ سلف کی کتابیں بہت ہیں۔ اب میں ائمہ خلف کے بعض اقوال کو ذکر کر رہا ہوں۔ لوگ اس خیال میں کہ وہ اللہ کو ہر عیب سے منزہ کر رہے ہیں اس سے صفت علوی کی نفی کر دی اور یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا وصف یہ نہیں بیان کیا جائے گا کہ وہ نہ تو فوق ہے، نہ تحت، نہ یمین ہے نہ یسار، نہ آگے ہے نہ پیچھے، نہ دنیا کے اندر ہے نہ دنیا کے باہر۔ اندازہ لگایئے کہ یہ لوگ اپنے معبود اللہ کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کہہ رہے ہیں۔

---

❶ یہ دوسرا حصہ یعنی ''والمعطلة.....'' سلف کی ایک جماعت سے ثابت ہے اس میں ابن المبارک، علی بن المدینی اور اہل علم کی ایک جماعت شامل ہے۔ ان سے ان کی عبارتوں کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۵/۵۲-۵۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



معطلہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نہ اوپر ہے نہ نیچے، نہ دائیں ہے نہ بائیں، نہ آگے ہے نہ پیچھے، نہ عالم کے اندر ہے نہ اس کے باہر۔ اگر کسی بہت فصیح و بلیغ شخص سے یہ کہا جائے کہ جناب آپ ہم سے ''معدوم'' کا وصف بیان کیجیے تو میرے خیال میں معطلہ نے اپنے اپنے معبود کا جو وصف بیان کیا ہے اس سے زیادہ فصیح اللسان شخص بھی نہیں بیان کر پائے گا کہ معبود وہ ہے جو نہ اوپر ہے نہ نیچے، نہ دائیں ہے نہ بائیں، نہ آگے نہ پیچھے،...... وغیرہ وغیرہ۔

اسی لیے ایک مرتبہ بعض علماء خلف علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں اکٹھے ہوئے اور اس وقت امیر وقت سے شکایت کی کہ یہ شخص علماء کی مخالفت کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کرتا ہے اس کو مخلوق سے تشبیہ دیتا ہے۔ ان لوگوں نے مطالبہ کیا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ساتھ ایک مجلس منعقد کی جائے۔ بہر حال مجلس منعقد ہوئی۔ شیخ الاسلام نے ان لوگوں کے ساتھ جو آیات صفات اور احادیث صفات میں منہج سلف کے مخالف تھے۔ مناظرہ کیا امیر وقت ان مخالفین کے دعووں کو بغور سن رہا تھا اور صفات کے اثبات میں آیات و احادیث صحیحہ و صریحہ سے مدلل علامہ ابن تیمیہ کے دلائل کو بھی سن رہا تھا۔ چونکہ امیر ذہین اور عقلمند تھا۔ جب اس نے ان مخالفین علماء کے اوصاف باری تعالیٰ کو سنا کہ وہ نہ اوپر ہے نہ نیچے، نہ دائیں ہے نہ بائیں، آخر تک۔ ان کے دلائل کو سننے کے بعد عقلمند امیر نے کہا: ''ھولاء قوم أضاعوا ربھم'' ''یہ ایسی قوم ہے جنھوں نے اپنے رب کو گم کر دیا۔'' جو قوم یہ نہ جانتی ہو کہ اللہ کہاں ہے؟ وہ یقیناً گمراہ قوم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنا وصف یہ بیان کیا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے۔ اس کے پاس فرشتے جاتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (الفاطر: ١٠)

''اسی کے پاس پاکیزہ کلمات جاتے ہیں اور عمل صالح کو وہ بلند کرتا ہے۔''

اس کے علاوہ اس موضوع پر بے شمار آیات و احادیث ہیں۔

## مذہب سلف کے طلباء اور مذہب خلف کے طلباء کے درمیان فرق:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص سلفی مدرسہ سے استفادہ کرتا ہے اور جو خلفی مدرسہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



استفادہ کرتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ سلفی مدرسہ رسول اللہ ﷺ کا مدرسہ ہے جہاں سے صحابہ کرام جیسی عظیم شخصیتوں نے کسب فیض کیا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ اس پر دلیل پہلے گزر چکی ہے اور اگر آپ دلیل دیکھنا چاہتے ہیں کہ سلفی مدرسے سے کسب فیض کرنے والا کس قدر رشد و ہدایت پر ہوتا ہے اگرچہ اس کا شمار عام لوگوں میں ہوتا ہے اور خلفی مدرسے سے نکلا ہوا کس قدر ضلالت و گمراہی کے دلدل میں پھنسا ہوتا ہے اگرچہ وہ کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو تو وہ مناظرہ کافی ہے جو امیر وقت کے سامنے علامہ ابن تیمیہ اور مخالفین کے درمیان ہوا تھا۔ مزید وضاحت کے لیے حدیث جاریہ پر غور کیجیے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس لونڈی کے مالک نے اس کو خوب مارا۔ اس کے مالک کا نام معاویہ بن حکم سلمی تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس ایک لونڈی ہے جو احد پہاڑ پر میری بکریاں چراتی ہے اتفاق سے ایک مرتبہ میری بکریوں پر بھیڑیا نے حملہ کر دیا اس پر مجھے غصہ آ گیا جیسے دوسرے لوگ غصہ ہوا کرتے ہیں اور میرے اوپر ایک گردن آزاد کرنا بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس لونڈی کو بلاؤ جب وہ آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''این الله؟'' اللہ کہاں ہے؟ اس حدیث کو آپ غور سے پڑھئے اور سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ اس بچی نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔ پھر آپ نے اس سے سوال کیا: کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو آزاد کر دو بے شک یہ مومنہ ہے۔'' [1]

آپ نے دیکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس عورت کے مومن ہونے کی گواہی دی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا تھا کہ وہ عرش پر ہے اور اپنے مخلوق سے بلند ہے۔

---

[1] صحیح مسلم ۱/۳۸۲، ابوداؤد (۳۲۸٤)، نسائی: ۳/۱٤. بدعتیوں نے اس حدیث پر بھی طعن وتشنیع کی ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے صفت علو کا اثبات ہے۔ اس کا جواب میں نے اپنی کتاب "دفاعاً عن السلفية" میں دیا ہے۔ ص۱۱۰، ۱۱۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



وہ بچی کیسے جواب نہ دیتی جبکہ وہ ایسی سوسائٹی اور ایسے مدرسہ میں زندگی گزار رہی تھی جس کو آج کے دور میں محمد ﷺ کا مدرسہ کہا جاتا ہے۔ اس کا آقا اور مالک اس کا شاگرد قرار پایا۔ اسی نے اس عقیدہ کو اس کی طرف منتقل کیا تھا۔ اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے اللہ کے بارے میں سوال کیا تو اس نے فوراً صحیح جواب دے دیا اور وہ کیسے جواب نہ دیتی اس نے اگرچہ سورۂ ملک کو زبانی یاد نہیں کیا تھا لیکن اس سورت کو رسول اللہ ﷺ یا اپنے مالک سے سنا تو ضرور تھا، اس میں یہ آیت ہے:

﴿اَمْ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ﴾ (الملك: ١٧)

## اس حدیث کے بارے میں خلفیوں کا موقف:

آپ جانتے ہیں کہ آج کل خلف کا موقف کیا ہے (خلف سے مراد بعد کے لوگ جو لوگ منہج سلف کی مخالفت کرتے ہیں) یہ لوگ کتابیں بھی لکھتے ہیں۔ رسائل اور جریدے بھی نکالتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خلف کا علم اعلم اور احکم ہے؟

یہ لوگ کہتے ہیں کہ جس سوال کا ذکر مذکورہ حدیث میں آیا ہے آج کے دور میں اس کو پیش کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ نہ صرف یہ کہ منہج سلف کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت کرتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ ان کا تعلق عقیدہ سے ہوتا ہے جبکہ ان احادیث کی صحت پر تمام علماء محققین ومحدثین کا اجماع ہوتا ہے ان میں سے مذکورہ حدیث جاریہ (لونڈی) بھی ہے۔ [1]

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں، امام مالک نے ''موطا'' میں، امام احمد نے ''مسند'' میں روایت کیا ہے ان کے علاوہ بھی لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کو

[1] یہ لوگ اس حدیث کے متن میں اختلاف کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے متن میں اختلاف زیادہ ہے۔ اس بارے میں وہ ضعیف روایتوں کا سہارا لیتے ہیں یا دوسری ایسی حدیثوں کا جن کا ادنیٰ تعلق اس حدیث مذکورہ سے نہیں رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



صحیح حدیث کے مقام میں رکھا ہے مگر بعد میں یہ ناخلف آئے اور اس کو رد کر دیا اور کہا کہ ''تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم اس طرح سوال کرو کہ ''اللہ'' کہاں ہے؟ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اولاً تو یہ حدیث آحاد ہے پھر بحث ومباحثہ شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ سوال کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تو آپ ﷺ نے جاریہ کے قول کا اقرار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔ اس لیے کہ وہ جاریہ عجمی تھی۔ اسے صحیح عقیدہ نہیں معلوم تھا مگر یہ کہہ کر یہ لوگ ایک دوسری مصیبت میں پڑ گئے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ان کے ''استویٰ'' کی تاویل میں کہا تھا جب انہوں نے اس کی تفسیر ''استولیٰ'' سے کیا۔ پھر جب ان پر اعتراض ہوا کہ کون ہے وہ شخص جو اللہ سے اس کے عرش پر مغالبہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر غلبہ حاصل کر کے عرش پر غالب ہو جائے۔ یقیناً یہی سب سے بڑی گمراہی ہے۔ اسی طرح ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ بات بھی منسوب کی ہے کہ آپ اس جاریہ کے جواب سے خاموش ہو گئے تھے کیونکہ اس کا جواب ان کے نزدیک صحیح نہیں تھا۔ حالانکہ ابھی آپ نے اللہ تعالیٰ کا قول ''امنتم من فی السماء'' پڑھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سلف صالحین کے مذہب کو سمجھنا پھر اسے مضبوطی سے پکڑنا ضروری ہے کیونکہ انہی کا منہج اور طریقہ اس بات کی ضمانت دے گا کہ یہ مسلمان ناجی ہے اس کا تعلق گمراہ فرقوں سے نہیں ہے۔

## دعوت کتاب وسنت کے لیے بنیادی اصول:

جب ہم مسلمانوں کو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے منہج کی طرف دعوت دیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم وہ طریقہ اختیار کریں جو لوگوں کو کتاب وسنت کی طرف قریب کرے۔ ہم حسن اخلاق کے ساتھ ساتھ حسن اسلوب اختیار کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی عمل یا ہماری کوئی حرکت ان کے لیے کتاب وسنت سے دوری کا سبب بنے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ﴾ ❶

(النحل : ١١٥)

''تم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ اور ان سے اچھے طریقے سے مجادلہ کرو۔''

جو لوگ منہج سلف سے دور ہوگئے ہیں صرف احکام ہی میں نہیں بلکہ عقائد میں بھی ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان لوگوں کے معاملے میں سستی سے کام نہ لیں بلکہ دعوت پیش کرنے میں جلدی کریں اور حکمت سے دعوت پیش کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

(( لأن یهدی الله علی یدیك رجلا أحب الی من حمر النعم . ))❷

''اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے کسی ایک آدمی کو ہدایت دے یہ بے شمار سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

---

❶ دعوتی میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیخ رحمہ اللہ کے ذکر کردہ اصولِ دعوت کو لازم پکڑیں، کیونکہ دعوت میں نرم کلامی اور اچھی نصیحت لوگوں کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔ تفسیق وتکفیر سے کوسوں دور ہے۔ یہی سلف صالحین کا مذہب ہے۔

❷ صحیح بخاری : ٣/٢٢، صحیح مسلم : ١٨٧٢/٤، عبدالعزیز بن ابی حازم، عن ابیہ، من سہل بن سعد کی سند سے۔ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں یہ ہے، اس میں شاہد یہ لفظ ہے: ((لأن یهدی الله بك رجلا واحدا خیر لك من حمر النعم . )) صحیحین میں یہ دوسری سند سے بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# سلفیت اور دیگر مذاہب

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ درس نظامی کے مطابق کتاب ''الترغیب والترہیب'' سے منتخب کر کے کوئی صحیح حدیث میں آپ لوگوں کے گوش گزار کرتا۔ پھر خیال آیا کہ مجھے ایک خبر ملی ہے اس کے متعلق آپ کے سامنے کچھ حقائق پیش کروں۔ یہ خبر اگرچہ نئی تو نہیں ہے لیکن ایک نصیحت ہے اور پند ونصیحت مومنوں کے حق میں یقیناً نفع بخش ہوتی ہے وہ خبر یہ ہے کہ ایک انتہائی قابل اطمینان اور بھروسہ مند شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ''مسجد کے ایک خطیب نے لمبا چوڑا خطبہ دیا اس نے اس خطبے میں بہت صریح انداز میں کہا: اس شہر میں سلفی حضرات کا جو رئیس ہے اس نے ببانگ دہل یہ بات کہی کہ: ''جو شخص مذاہب رابعہ میں سے کسی کی اتباع کرتا ہے وہ مشرک ہے۔'' یہ بات کوئی اتہام یا الزام نہیں ہے بلکہ اس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس نے ''مشرک'' کہا ''کافر'' نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے لفظ ''کافر'' اس لیے نہیں کہا کہ وہ لوگ کفر اور شرک کے درمیان فرق کرتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر کفر شرک ہے اور ہر شرک کفر ہے اس کے باوجود اگر وہ ''کافر'' کہتا ہو تو زیادہ اچھا ہوتا۔ حالانکہ یہ بھی گمراہی ہے لیکن اس نے ''مشرک'' کہہ کر ایک گمراہی پر دوسری گمراہی کا اضافہ کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو لوگ مسلسل میرے دروس میں حاضر ہوتے رہتے ہیں انہیں اس مسئلہ میں میری رائے معلوم ہوگی۔ پھر بھی میں اس مسئلہ کو مزید وضاحت کے ساتھ اپنے ان بھائیوں کے لیے بیان کرتا ہوں جو حق کے طالب ہیں جن کی خواہش ہے کہ ان کا بھی شمار ان لوگوں میں ہو جو اچھی بات کو سنتے ہیں پھر اس پر عمل بھی کرتے ہیں اس کے برعکس جس کا قلب وضمیر اللہ کے خوف سے خالی ہے۔ اس کے اندر قیامت کا احساس بھی نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہ بھی نہیں سوچتا کہ قیامت کا دن ایسا سخت اور پریشان کن دن ہوگا کہ اس دن ہر کوئی نفسی نفسی میں ہوگا وہاں نہ مال کام آئے گا اور نہ بچے کام آئیں گے۔ ایسے شخص کو کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی۔

## کفرانہ حرکت کے باوجود مسلمان کو کافر نہیں کہا جاسکتا:

میں کہتا ہوں کہ ہماری واضح دعوت یہ ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی سے کوئی کفرانہ حرکت سرزد ہو جائے تب بھی اس کو کافر نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس کے پاس کوئی عذر ہو جس کی وجہ سے وہ اس طرح کفرانہ عمل کا مرتکب ہوا ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (الاسراء: ۱۵)

❶ ہر وہ شخص جس نے کفر کا ارتکاب کرلیا ہے اس پر کفر کا اطلاق نہیں ہوگا۔ اس موضوع کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے "حقیقہ البدعة والکفر" عنوان کے تحت اپنے درس میں واضح کردیا ہے۔ موصوفؒ نے اس کی مثال بھی بیان کی کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو حکم دیا کہ جب وہ مرجائے تو اس کو جلا دینا۔ شیخ فرماتے ہیں: "میں اس مسئلہ کو ایک حدیث کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے ابوسعید خدری اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت کرکے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے ایک آدمی تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو اپنے پاس بلایا اور ان بچوں سے کہا: بتاؤ میں تمہارے لیے کیسا باپ ثابت ہوا؟ ان بچوں نے کہا: آپ ہمارے لیے بہترین باپ ثابت ہوئے، پھر اس نے کہا: میں بہت گنہگار شخص ہوں۔ اگر اللہ نے مجھ پر قدرت پالی تو مجھے بہت سخت عذاب دے گا۔ لہٰذا تم لوگ میری بات غور سے سنو، جب میں مرجاؤں تو مجھ کو آگ میں جلا کر راکھ کردینا، پھر آدھی راکھ کو سمندر میں پھینک دینا اور آدھی راکھ کو ہوا میں اڑا دینا۔ جب وہ مرگیا تو بچوں نے اس کو جلا ڈالا، پھر اس کی آدھی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا اور آدھی کو سمندر میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات سے کہا تو فلاں شخص ہوجا۔ وہ فلاں شخص ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: اے میرے بندے! تجھے اس کام پر کس چیز نے ابھارا تھا۔ اس نے کہا: اے میرے رب! تیرا خوف اور ڈر، اللہ تعالیٰ نے کہا: جا، میں نے تجھ کو معاف کردیا۔" اب اس حدیث پر غور کرکے بتائیے کہ اس آدمی نے کفر کیا یا نہیں؟ یقیناً اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے یہ جملہ کہا تھا: اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قدرت پالے گا" یہ کفریہ جملہ ہے اور ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کردیا۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف کرے گا اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف کردے اور اگر چاہے تو سزا بھی دے دے۔ یہ اس کی مشیت پر موقوف ہے۔" اور ہم نہیں عذاب دیں گے یہاں تک ہم رسول بھیجیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رسول بھیجنے کے بعد بھی جن لوگوں تک یہ دعوت نہیں پہنچی ہے تو ان پر حجت نہیں قائم ہوگی۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ آج جبکہ ہم چودھویں صدی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ ابھی بھی قطب جنوبی اور قطب شمالی میں کتنے ایسے لوگ رہتے ہیں جنھوں نے نہ تو دین اسلام کا نام سنا ہے اور نہ ہی محمد ﷺ کا نام سنا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ تو نہیں لگایا جاسکتا جو کفران کے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جانے کا سبب بنے، کیونکہ ان لوگوں میں مواخذہ اور تکلیف کی شرط نہیں پائی جاتی ہے اور یہ بات بھی متعین ہے کہ مؤاخذہ اور تکلیف کی شرط ان لوگوں کے پاس دعوت کا پہنچنا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ''دعوت پہنچنے'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے پاس دعوت کا ''نام'' یا اس کا ''لفظ'' پہنچے، کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ یورپی ممالک کے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے صرف اسلام کا نام سنا ہے اور نبی کریم ﷺ کا نام سنا ہے اور بس، ان بیچاروں کو اسلام کی حقیقت کا علم نہیں ہوسکا اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کے فضل وکمال اور مقام ومرتبہ کا انھیں علم ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں جس کے بیان کرنے کا ابھی وقت نہیں ہے تو یہ سب کے سب کافر ہیں اور ان کے کافر ہونے میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ جس نے کہا ''لا إلہ إلا اللہ'' وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جو شخص شرک کی حالت میں مرا وہ جہنم میں داخل ہوگا لیکن یہ حکم مطلق نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کے ساتھ مقید ہے جس کو دعوت پہنچی ہے۔

## اہل فترہ [1] اور جنھیں دعوت نہیں پہنچی ان کا حکم:

دنیا میں جن لوگوں کے پاس اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے ساتھ خاص معاملہ ہوگا اور ان کا خاص محاسبہ ہوگا۔ بعض صحیح احادیث میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ جن لوگوں کو دنیا میں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ہے۔ خواہ وہ کوئی بوڑھا آدمی یا چھوٹا بچہ ہو جو ابھی سن بلوغت کو نہ پہنچا ہو یا اہل فترہ کا آدمی جس کو دعوت نہ پہنچی ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے لوگوں کے پاس ایک نبی بھیجے گا۔ وہ نبی انھیں

[1] فترہ: دو زمانوں کے درمیان کا زمانہ یا دو نبیوں کے درمیان کا زمانہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دعوت دے گا اب جو شخص اس نبی کی دعوت کو مان لے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو نہیں مانے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہے بندوں پر کہ جنھیں دنیا میں دعوت نہیں پہنچی ہے وہ ان کے پاس بروز قیامت دعوت پہنچائے گا، تاکہ تمام بندوں پر حجت قائم ہو جائے۔ [1]

اب آج کے یوروپین کفار جنہوں نے اسلام کا نام بھی سنا ہے اور اسلام کے نبی کا نام بھی سنا ہے لیکن انھیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ہے۔ میں جس وقت یہ کہہ رہا ہوں کہ انھیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ہے اس سے مراد اسلام کی حقیقی دعوت ہے ورنہ ان کے پاس اسلام کے نام پر بہت سی دعوتیں پہنچی ہیں سبھی دعوتیں یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ ان کی دعوت اسلام کی دعوت ہے۔

## قادیانیوں سے متاثر نئے مسلمانوں کا حکم:

نہ صرف یورپ اور امریکہ بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں قادیانیت بہت سرگرم ہے۔ اسلام کے نام پر قادیانی عقائد ونظریات عام کرنے میں قادیانی فرقے کا بچہ بچہ اپنا شب و روز ایک کئے ہوئے ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ بہت سے نصاریٰ اسلام کے نام پر قادیانی ہوتے جارہے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ فرقہ اپنے آپ کو قادیانی نہیں بتاتا ہے اور نہ یہ ہی کہتا ہے کہ ہم قادیانی فرقہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں ایسا کرنے میں یہ فرقہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا بلکہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اسی طرح جو نصاریٰ قادیانی ہوجاتا ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا اور جانتا ہے کیونکہ اس کو اسلام کے نام پر ہی قادیانی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قادیانی پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بلکہ شام میں کافی عرصے سے موجود ہیں۔ میرا ان سے کافی بحث ومباحثہ بھی ہوا ہے۔ یہ لوگ اتنے ہوشیار اور چالاک ہیں کہ یہ مسلمانوں کو صحیح اسلام بلکہ ان کے اپنے گمان میں خالص اسلام کی طرف بلاتے ہیں اسی طرح نصاریٰ کو بھی اپنے مزعومہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کے

[1] حافظ ابن کثیر نے ابن کثیر میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے جسے دیکھا جاسکتا ہے۔ (۴۴۷/۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



فریب میں آ کر بہت سے یورپین ان کے پیش کردہ اسلام کو قبول بھی کر لیتے ہیں۔ مگر جب ہم کتاب وسنت پر مشتمل خالص اسلام کے ساتھ ان کے اسلام کا موازنہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں مسلمان نہیں لگتے ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ جس کا نظریہ اور اعتقاد یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نبی بھیجا جائے گا اس پر بھی وحی نازل ہوگی وہ مسلمان کیسے ہوسکتا ہے۔ نیز اس باطل اعتقاد کی بنیاد پر اس پر اسلام کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ میں قادیانیوں کے بارے میں کلام کو طول نہیں دینا چاہتا کیونکہ ان کے متعلق میں بہت گفتگو کر چکا ہوں۔ مزید اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ نصاریٰ حضرات جو باپ، بیٹا اور روح القدس کہنے کی وجہ سے کافر ہو گئے تھے تو اب بھی یہ لوگ قادیانیوں کی دعوت کی وجہ سے جس اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ سے مزید کفر میں واقع ہو گئے کیونکہ انہوں نے اسلام کے نام پر قادیانی مذہب کو قبول کیا ہے اور قادیانیوں نے بھی کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف باتیں بتائی ہیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ ابھی بہت سے انبیاء آنے والے ہیں جبکہ یہ غلط اور باطل عقیدہ ہے۔ ❶

---

❶ یہاں شیخ البانی رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں: نصاریٰ حضرات نے جب قادیانی مذہب کو قبول کرلیا اور اپنے آپ کو قادیانی فکر وخیال کے سانچے میں ڈھال لیا تو ان کا یقین یہی تھا کہ یہی مذہب حقیقی اسلام ہے اور جو شخص اس مذہب میں داخل ہوگیا۔ بحسن وخوبی اس کے اوامر ونواہی کو بجالایا وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن یہ محض ان کا اپنا خیال تھا کیونکہ انھیں صحیح اسلام کی دعوت نہیں پہنچی تھی بلکہ اسلام کے نام پر قادیانی مذہب ان کے پاس پہنچا تھا جو علی الاطلاق باطل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو وہ بحث وتحقیق کا قدم بڑھاتا رہے اور حقیقت جاننے کی پوری کوشش کرے اسی طرح دعوت وتبلیغ کے میدان میں کام کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نئے مسلمانوں میں وہ صحیح دعوت پیش کریں جو سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت پر مشتمل ہو۔ اب یہ لوگ جو اسلام میں داخل ہیں۔ انہیں صحیح اسلام کے بجائے اسلام کے نام پر قادیانی مذہب کی تبلیغ کی گئی اور انہوں نے اسلام سمجھ کر بخوشی قبول کرلیا ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے وہ مسلمان حضرات بدعتی اور کفرانہ اعتقاد رکھتے ہیں وہ اسی کو اسلام سمجھتے ہیں حالانکہ یہ اسلام نہیں ہے اب ان مسلمانوں کے عقائد اگرچہ کفرانہ عقائد ہیں پھر بھی ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "المبتدع إذا كان يحسب أنه موافق للرسول ﷺ لا مخالف له، لم يكن كافراً به." (۳۵/ ۲۰۱). "بدعتی کا گمان اگر یہ ہے کہ اس کا عمل رسول ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## اللہ کے نزدیک کافر کون؟

یہ نصاریٰ جو اسلام کے نام پر قادیانی ہو چکے ہیں انہیں اسلام کی صحیح دعوت نہیں پہنچی اس لیے ہم انہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ لوگ اللہ کے نزدیک کافر ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک کافر وہ شخص ہے جس پر حجت قائم ہو چکی ہو۔ یہ بھی ایک طویل بحث ہے اور اس پر میں کئی بار گفتگو کر چکا ہوں لہٰذا یہاں اس بحث کو میں طول نہیں دینا چاہتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ آج بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان رہتے بستے ہیں۔ اس کے باوجود وہ توحید کے فہم سے قاصر ہیں۔ جبکہ یہی توحید اسلام کی اساس ہے، توحید کے بغیر مسلمان کا کوئی عمل نفع بخش نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (الزمر: ٦٥)

''اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل برباد ہو جائے گا اور تم ضرور خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤ گے۔''

## لوگوں تک دعوتِ توحید کی تبلیغ:

آج کتنے ایسے مسلمان ہیں جن کا گزر بسر مسلمانوں کے درمیان ہوتا ہے، انہیں کے درمیان اپنا شب و روز گزرتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں۔ دیگر اچھے اعمال بھی انجام دیتے ہیں ان اعمال کے باوجود انہیں توحید کا ذرا بھی علم نہیں ہوتا ہے جبکہ یہی توحید اسلام کی بنیاد اور اصل ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انہیں توحید کی دعوت پہنچی ہے؟ اور اگر نہیں پہنچی ہے تو انہیں توحید کی دعوت کون دے گا؟ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ ان کے پاس دعوت ان کے علماء و مشائخ کی جانب سے پہنچی ہے جن علماء و مشائخ سے یہ لوگ علم حاصل کرتے تھے تو اب ظاہر بات ہے کہ جس عقیدہ اور مذہب کے حامل ان کے علماء و مشائخ ہوں گے اسی کی تبلیغ کریں گے۔ جب ان کے پاس خود حق نہیں ہے تو حق کی تبلیغ کیسے

⇐⇐ اللہ ﷺ کے موافق ہے مخالف نہیں ہے تو وہ کافر نہیں ہے۔'' کیونکہ اس کو صحیح اسلام کی دعوت نہیں دی گئی۔ اس لیے جب تک کسی کے اندر کفر کے شروط نہ پائے جائیں اس وقت تک اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کر سکتے ہیں۔ ہاں انھیں وہ عالم صحیح دعوت دے سکتا ہے جو اپنے ایمان وعقیدہ میں موحد ہو جو کتاب وسنت کو اسی طرح سمجھتا ہو جس طرح سلف صالحین نے سمجھا ہے۔

یہ بھی واضح ہے کہ جن مشائخ سے یہ لوگ علم حاصل کرتے ہیں یا مسائل معلوم کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں: ان میں ایک قسم ان مشائخ کی ہے جو توحید کو جانتے ہیں اور اسی کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں لیکن ان لوگوں نے اپنے اوپر ہی قناعت کیا باقی دوسرے لوگوں کو چھوڑ دیا۔ انھیں تبلیغ نہیں کی۔ اب یا تو کسی خوف کی بناء پر انھیں تبلیغ نہیں کی یا دنیاوی منصب اور جاہ وجلال کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے بہر حال انہیں تبلیغ نہیں کی۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن پر یہ آیت کریمہ صادقہ آتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الاعراف: ۱۸۷)

''لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

نیز ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے: ''فاقد بشیء لا یعطیه.'' خود گمراہ کرنے والا دوسروں کو کیا دے گا۔

اب عام مسلمان جن کے بارے میں ہم سنتے ہیں کہ وہ شرک میں مبتلا ہیں۔ وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے جبکہ معلوم ہے کہ مساجد صرف اللہ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸)

''بے شک تمام مساجد اللہ کے لیے ہے لہٰذا تم لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت پکارو۔''

یہ مسکین جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اس کا قدم وہیں سے پھسل جاتا ہے اور ''یا اللہ'' کہنے کے بجائے ''یا باز'' کہنے لگتا ہے۔ اب اگر اس سے پوچھا جائے کہ تو شیخ ابن باز کی مسجد میں جا رہا ہے تو وہاں جا کر باز کی عبادت کرے گا یا باز کے رب کی عبادت کرے گا؟ تو یہ کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نہیں جواب دے پاتا ہے کیونکہ اس کو کچھ علم نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کا قول ہے:

((ان الرجل ليتكلم بالكلمة ، لا يلقى لها بالا ، يهوى بها في النار سبعين خريفًا .)) ❶

''بے شک آدمی بات کرتا ہے یا اپنی زبان سے کوئی کلمہ ادا کرتا ہے تو اس پر کچھ توجہ نہیں دیتا ہے اس کے ذریعہ وہ ستر سال کی دوری تک جہنم میں گرا دیا جاتا ہے۔''

یہ حدیث اس شخص پر مکمل صادق آتی ہے جو مسجد میں داخل ہو کر ''یا باز'' پکارنے لگتا ہے اور ''اللہ'' کو بھول جاتا ہے۔ اس کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوئے تھے وہ کفریہ الفاظ تھے اور یہی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ جاہل ہے اس کے پاس سمجھ نہیں ہے۔ مگر اس کو تعلیم کون دے؟ وہ جب اپنی زبان سے یہ جملہ ادا کرتا ہے ''یا باز أغثنی'' ...... ''اے باز تو میری فریاد قبول کر'' تو اس کو یہ نہیں معلوم ہے کہ یہی اللہ کے علاوہ باز کی عبادت ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہی تنہا اس مرض میں نہیں مبتلا ہے بلکہ اس کی طرح بہت سے لوگ بلکہ پورا معاشرہ اس مرض میں مبتلا ہے۔ ان سب کو یہ نہیں معلوم کہ غیر اللہ کو پکارنا ہی دراصل اس کی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو شریک کرتا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کو بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ توحید کی دعوت پر ایک عرصہ گزر گیا۔ اس میں بہت سی شرکیات اور وثنیات داخل ہوگئی ہیں۔ انہیں جراثیم نے مل کر توحید پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اب لوگ اسی مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے یہاں تک ان کی موت آ گئی اور وہ شرک سے بچ نہیں سکے۔ اب آپ خود سوچئے کہ اس دنیا میں اس انسان کے جینے سے کیا فائدہ جو

❶ یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ مسند احمد: ۲/۳۵۵ میں صحیح سند کے ساتھ ہے۔ نیز صحیح بخاری : ۲/۱۸۷، وصحیح مسلم : ٤/٢٢٩٠ میں بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



زندگی بھر غیر اللہ کی عبادت کرتا رہتا ہے اور اس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ غیر اللہ کی پوجا کرتا ہے۔ ❶ یہی نہیں بلکہ وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے اس مسجد میں قبر ہوتی ہے وہاں جا کر اس سے مانگنا شروع کر دیتا ہے، وہ مردہ سے مانگتا ہے جبکہ وہ گل سڑ گیا ہے اور اللہ کو چھوڑ دیتا ہے جو زندہ ہے اور سب کو دیتا ہے اور اگر یہ میت زندہ ہوتا تب بھی ہر فریادی کی ہر ضرورتوں کو پوری نہیں کرسکتا...... میں کہتا ہوں کہ ان تمام اعمال کے باوجود ہم ان پر کفر کا حکم نہیں لگا سکتے کیونکہ ان پر حجت قائم نہیں ہوسکی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں شام میں سلفی داعیوں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے جو یہاں کے لیے کافی ہو۔ ان کی تعداد بہت ہی کم ہے پھر ان کی باتوں کو سننے والے بھی دال میں نمک کے برابر ہیں۔ وہی مختصر لوگ ان کے پروگرام میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی باتوں پر توجہ بھی دیتے ہیں۔

## مذہب کے پیروکاروں کے بارے میں ہمارا موقف:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اگر وہ سب کے سب یا ان میں سے کوئی ایک فرد کفر وشرک میں واقع ہوگیا تو ہم اس پر کفر کا حکم نہیں لگائیں گے۔ یعنی ہم اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ لیکن ہم اس سے یہ بات ضرور کہیں گے کہ تمہارا یہ عمل کفرانہ یا مشرکانہ عمل ہے۔ تم اس سے باز آ جاؤ۔

آج جمہور مسلمان جس راہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور اسی راہ کو اپنا دین بھی بنائے ہوئے ہیں وہ ہے تقلید۔ یعنی آج جمہور مسلمان مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید

---

❶ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ لوگوں پر حکم لگاتے وقت اس کا خیال کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ شرک وکفر میں مبتلا ہیں لیکن انھیں یہ نہیں معلوم کہ ان کا یہ عمل کفر ہے یا شرک بلکہ ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ ان اعمال سے وہ اللہ کی قربت حاصل کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں، جانور ذبح کرتے ہیں، مردوں کو پکارتے ہیں، اس کے علاوہ بے شمار حرکتیں انجام دیتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں پر ان کی جہالت کی وجہ سے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔ ایسے موقع پر ضروری ہے کہ انہیں حق کی دعوت دی جائے۔ کتاب وسنت کی صحیح تعلیمات سے انھیں آگاہ کیا جائے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی یہ تحقیق بڑی عمدہ ہے اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ سلفی دعوت اسی اصول پر قائم ہے جب تک صحت نہ قائم ہوجائے وہ کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتی۔ واللہ اعلم بالصواب.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پر قائم ہیں اور اسی کو دین تصور کیے ہوئے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ کیا ان مسلمانوں کو اس لیے کافر کہا جاسکتا ہے کہ وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کر رہے ہیں، یہ تو بہت بعید ہے ان کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ توحید نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ تقلید ہی کو دین سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دین نہیں ہے۔ اب آپ سوچیں کہ جب ہم ان لوگوں کو کافر نہیں کہہ سکتے جو جہالت کی بناء پر غیر اللہ کو پکارتے ہیں تو ہم مقلد کو کافر کیسے کہہ سکتے ہیں، یہ تو ہمارے اوپر بہت بڑا بہتان ہے۔

## حق کی معرفت ضروری ہے:

درحقیقت ہر مسلمان کے لیے ضروری یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔ کتاب وسنت میں جو کچھ ثابت ہے اسی کے مطابق عمل کرلے۔ یہ ایک اصولی بات ہے جو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے خواہ وہ عالم ہو یا متعلّم یا ان پڑھ، جیسے عقیدہ توحید ہے اسے ہر مسلمان کو جاننا ضروری ہے۔ خواہ وہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں فرق اگر ہے تو اسلوب اور طریقے میں ہے: کہ عالم اللہ کے احکام کو کیسے پہنچائے؟ اور ان پڑھ و جاہل اللہ کے احکام کو کیسے پہچانے؟ یہاں دونوں میں سخت اختلاف ہے۔ اب رہا عالم تو وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو پڑھ کر احکام الٰہی کی معرفت حاصل کرے گا۔ لیکن ایک ان پڑھ اور جاہل جو نہ پڑھنا جانتا ہے نہ ہی لکھنا جانتا ہے وہ اللہ کے احکام کو کیسے پہچانے؟ تو اس کا جواب خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۴۳)

''یعنی تم لوگ اہل ذکر سے سوال کرو اگر انہیں جان سکتے ہو۔''

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل علم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کریں گے؟ کیا یہ سوال کریں گے کہ فلاں مسئلہ میں فلاں کی رائے کیا ہے؟ یا یہ سوال کریں گے کہ فلاں مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پوچھا جائے گا کہ فلاں مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ عالم اور جاہل میں اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ دونوں حق کی معرفت کیسے حاصل کریں لیکن دونوں کو کتاب وسنت کے مطابق ہی عمل کرنا ضروری ہے۔

## ''عالم'' سبب ہے مقصد نہیں:

یہ بدیہی امر ہے کہ عالم ایک سبب ہے حق بات جاننے اور پہچاننے کا، چونکہ عالم کے پاس کتاب وسنت کا علم ہوتا ہے اور جاہل آدمی کے پاس یہ خبر نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس شخص کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام اسی عالم کے ذریعے معلوم ہوں گے تو یہ عالم ایک ذریعہ اور سبب بنا لیکن مقصد نہیں۔ بلکہ مقصد تو کتاب وسنت کی پیروی ہے۔ لیکن جب معاملہ اس کے خلاف ہو جائے۔ یعنی کتاب وسنت کے بجائے مسلک یا مذہب کی رہنمائی کی جائے تو یہی کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ رکھے)

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ کسی مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے بجائے عالم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ وہ عالم جواب دیتا ہے کہ اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے وہ اسی کی بات مانتا ہے اور اسی پر عمل بھی کرتا ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیے کہ جس ذات پر ایمان لایا ہے اس کا حکم پوچھنا چاہیے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے تو مسئلہ کے اندر انہی دونوں کا حکم پوچھنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا قلب وجگر، اس کی عقل وفکر، موت وحیات صرف اللہ کے لیے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانعام: ١٦٢)

''آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری عبادت، میرا جینا اور مرنا اس اللہ کے لیے جو سارے جہان کا رب ہے۔''

تو جب انسان کا سارا وجود اللہ کے لیے ہے تو اسے سوال کرنے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم پوچھنا چاہیے۔ لیکن اگر معاملہ کو الٹ دیا جائے اور سبب اور ذریعہ کو مقصد وغایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بنادیا جائے وہیں عالم مقصد ہو جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے تو یہ کفر ہے اور ایسا شخص دین سے ایسے نکل گیا جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکلتا ہے۔

## علماء کی اطاعت

## اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے

کیا یہی علماء کرام کی شان ہے کہ ہم انھیں معصوم رسول اللہ ﷺ کے مقام تک پہنچا دیں؟ ہرگز نہیں، رسول رسول ہوتا ہے اس کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ رہے علماء کرام تو یہ امتی ہیں۔ ان سے غلطی کا امکان موجود ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے بے شمار آیات میں رسول کے درمیان اور رسول سے مستفیدین کے درمیان فرق کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء: ٥٩)

''تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی بھی۔''

اس لیے کہ جیسا کہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر حاکم یا ہر عالم کی بات نہیں مانی جاسکتی بلکہ اس عالم یا حاکم کی بات مانی جائے گی جو کتاب وسنت کے مطابق عمل بھی کرتا ہو اور اپنی کتاب وسنت کے مطابق لوگوں کو مسئلے بھی بتاتا ہو، رہے رسول تو ان کی باتوں کو ماننا ہی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں کیونکہ اس کے پاس اللہ کی وحی آتی ہے اور وہ رسول اس وحی کے مطابق اللہ کا حکم بیان کرتا ہے اس کے پاس باطل نہیں آسکتی۔ لیکن آج ہماری یہ حالت ہوگئی کہ ہم رسول اور عالم کے درمیان تفریق نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ عالم کو نبی کا مقام دے کر اس کی ساری باتوں کو خواہ صحیح ہو یا غلط سب مانتے چلے جاتے ہیں۔ یہی تقلید ہے اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ تقلید دین نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان پر یہ واجب اور ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس

---

1 علامہ البانی رحمہ اللہ کی یہ بہت دقیق تعبیر ہے اسے غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جس نے جان بوجھ کر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اس نے گویا کہ رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا۔ لیکن جس نے عمداً رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کی بلکہ سستی کی بناء پر یا یہ جان کر کہ یہی رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور وہ یقینی طور پر یہ جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب ہے تو ایسا شخص کافر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے رسول ﷺ کی بات ماننے اور انہیں دونوں کی باتوں کے ماننے کا حریص بھی ہو، لیکن جاہل اور ان پڑھ عالم سے سوال کرے گا۔ اب اگر اس عالم نے اللہ اور اس کے رسول کی بات بتادی تو یہ جاہل اس عالم کی بات کو رڈ کر دیتا ہے اور اس کے اعراض کر جاتا ہے، یہ بات صرف عوام الناس تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ علماء اور واعظین حضرات بھی اس میں شامل ہیں۔ ایسے ہی علماء اور واعظین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے جبڑوں کو آگ کے لوہے سے کھینچا جاتا ہے اور آگ کے کانٹے سے بھی، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو جبریل علیہ السلام سے سنا اور خود اس منظر کو دیکھا تو فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ تمہاری امت کے وہ خطباء اور واعظین ہیں جو کہتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔'' [1]

## تقلید کی مذمت اور اس میں اہل کتاب کی مشابہت:

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق اپنا سارا عمل انجام دیتے ہیں۔ لیکن جب واقعی ان کے پاس کتاب وسنت آجاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کتاب وسنت کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے جب وہ کتاب وسنت کو نہیں سمجھتے ہیں تو کون سمجھے گا؟ گویا کہ اب کتاب وسنت کا سمجھنے والا کوئی باقی نہیں رہ گیا۔ اس کا واضح مطلب یہی ہوگا کہ اسلام کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔ بہتر یہ ہوتا اگر وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان علماء کرام سے شریعت کے احکام ومسائل لیتے ہیں جو کتاب وسنت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور وہ یقیناً متاخرین کی بہ نسبت زیادہ علم رکھتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ہم متاخرین پر جہل کا حکم لگادیں اور یہ کہہ دیں کہ وہ کتاب وسنت جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتے ہیں، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے نصاریٰ کا معاملہ ان کے اپنے علماء و مشائخ کیساتھ ہوتا تھا۔ ان کے علماء ومشائخ نے جس کو حلال کیا کہا اس کو حلال سمجھ لیا اور

---

[1] مسند احمد: ۳/ ۱۲۰، ۲۳۱.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جس کو حرام کر دیا اس کو حرام سمجھ لیا اور یہی رب بنانا ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ﴾ (التوبہ: ۳۱)

''انہوں نے اپنے علماء ومشائخ کو رب بنالیا اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح بن مریم کو بھی۔''

عام نصاریٰ کو یہ نہیں معلوم ہے کہ انجیل میں کیا ہے اور تورات میں کیا ہے یہ صرف ان کے راہبوں اور مشائخ کے لیے خاص ہے۔ ایسا اس لیے ہے تاکہ یہ مشائخ آسانی سے عوام کو اپنا غلام بنا سکیں ان پر اپنی حکومت قائم رکھ سکیں۔ اب جو یہ بتائیں گے اسی کے مطابق ان کو عمل کرنا ہے۔ حال ہی میں ان کے یہاں ایک قرار پاس ہوا کہ راہبائیں اب اپنا سر کھول سکتی ہیں کیونکہ حالات بدل گئے ہیں اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ گویا کہ یہ علماء و مشائخ جس کو چاہیں حلال کریں اور جس کو چاہیں حرام کریں۔

## اہل کتاب کی پیروی اور ان کی مشابہت سے ممانعت:

گزشتہ سطور کی روشنی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ یہود ونصاریٰ جیسا فہم اختیار کریں؟ ہرگز نہیں۔ گزشتہ آیت یعنی ''اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ'' کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی لیے ذکر کیا ہے تاکہ اس امت کے علماء و مشائخ اس سے عبرت حاصل کریں اور یہود ونصاریٰ کے علماء و مشائخ جیسا راستہ اختیار کریں پھر اللہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے جس کو چاہیں حلال کریں اور جس کو چاہیں حرام کر دیں یہ تو علماء کے لیے ہوا۔ رہے عوام تو ان کا بھی فرض ہے کہ وہ کسی عالم کی اندھی تقلید میں نہ پڑیں بلکہ ایسے عالم کی بات کو مانیں جو قرآن وحدیث کی واضح دلیل سے مسئلہ کو واضح کرتا ہو۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ یہود ونصاریٰ جیسی بیماری اس امت میں بھی پیدا ہوگئی ہے اور ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ﴾ والی آیت سو فیصد ہمارے اندر بھی صادق آ رہی ہے۔ سچ فرمایا تھا رسول اللہ ﷺ نے:

((لتتبعنّ سنن من قبلكم شبرًا بشبر، وذراعًا بذراع، حتى لو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دخلوا حجر ضب لدخلتموه .)) ❶

''تم لوگ بالکل اپنے سے پہلے لوگوں کی سنتوں کی پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی داخل ہو گے۔''

اب آپ اس حدیث پر غور کر کے بتائیں کہ کیا آج کا مسلمان اس مہلک مرض میں مبتلا ہے یا نہیں؟ یقیناً آج کا مسلمان خواہ وہ عالم ہو یا عام آدمی سب یہود و نصاریٰ کی روش کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ إلا من هداه الله.

دوسری جانب آج ہم یہ بھی سنتے ہیں کہ فلاں خطیب جھوٹ بول کر لوگوں سے کہتا ہے کہ: ''فلاں شخص مسلمانوں کو کافر کہتا ہے'' اب سامعین اس سے اس خبر کی تحقیق نہیں کرتے ہیں کہ آیا اس نے سچ کہا ہے یا کسی پر بہتان باندھا ہے۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ (الحجرات: ٦)

''اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں تم کسی قوم کو تکلیف پہنچاؤ پھر تم اپنے کیے ہوئے پر شرمندہ ہو۔''

کیا یہ آیت منسوخ ہے؟ کس نے اس کو منسوخ کیا ہے؟ نہیں، یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ پورا قرآن منسوخ ہے، کیونکہ اس پر کوئی عمل نہیں کرتا ہے اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ قرآن مجید اور حدیث کو پڑھے مگر صرف برکت حاصل کرنے کے لیے۔ یقیناً آج یہی ماحول ہے۔ آج قرآن مجید کو صرف برکت حاصل کرنے کے لیے پڑھا جاتا ہے۔ اسی لیے لوگوں کے دلوں پر زنگ پڑ گیا ہے اور وہ قرآنی آیات سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی حدیث رسول کو اس لیے پڑھتے ہیں تاکہ اس سے عبرت حاصل کریں بلکہ یہ بھی برکت ہی کے لیے پڑھی جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ

---

❶ رواه البخاري: ٢/ ٤٩٢، ومسلم: ٤/ ٥٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جس کو ہدایت دے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((من یرد اللہ بہ خیرا یفقیھہ فی الدین .)) ❶

"اللہ تعالیٰ جس سے خیر چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔"

تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ امام غزالی کی کتاب "احیاء العلوم" اور اس جیسی دوسری کتابوں میں ایک حدیث پڑھتے ہیں جس کی نسبت یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے حدیث یہ ہے: ((رُبَّ تالٍ للقرآن، والقرآن یلعنہ .)) ❷ "یعنی بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔" اب یہ حدیث کس پر صادق آتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ یہ حدیث ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو قرآن کو پڑھتے ہیں لیکن اس میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں۔ یہی بات میں آیت ﴿وَإِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ﴾ کی مناسبت سے بھی کہوں گا کہ کیا یہ آیت منسوخ ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ آیت قرآن مجید میں موجود ہے اور محکم ہے۔ علماء تفسیر اس آیت کی مناسبت اور اس کا شانِ نزول بیان کرتے ہیں۔ لیکن جب عام مسلمان اس کو فقط برکت کے لیے پڑھتا ہے تو دلوں میں اس کی تاثیر کہاں سے آئے گی اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا: ((القرآن حجة لك أو عليك .)) ❸ "قرآن مجید یا تو تمہارے موافق حجت ہے یا تمہارے خلاف۔"

اب گویا یہ قرآن مجید تمام مسلمانوں کے خلاف حجت ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کو تبرک کے لیے پڑھتے ہیں عبرت کے لیے نہیں؟

## خبر کی تصدیق کرنا ضروری ہے:

تقریباً نصف صدی کا زمانہ گزر گیا۔ ہر سال لوگ ہمارے اوپر نوع بنوع تہمتیں لگاتے

❶ صحیح بخاری: ۱، ۳۵، صحیح مسلم: ۲/۷۱۹.

❷ یہ حدیث "إحیاء العلوم، للغزالی" میں بغیر سند کے موجود ہے۔ اس لیے قرین قیاس پر ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

❸ یہ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ صحیح مسلم: ۱/۲۰۳.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رہتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی شخص ہمارے پاس نہیں آیا تاکہ ہمارے خلاف جو باتیں گشت کررہی ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے اس خبر کی ہم سے تصدیق کرسکے کہ آیا ہم نے اسے کہا ہے یا نہیں؟ اس کا مطلب یہی ہوا کہ مذکورہ آیت ﴿وَإِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ﴾ ان کے نزدیک منسوخ ہے۔ ورنہ اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ہمارے پاس ضرور آتے اور اس خبر کی تصدیق کرتے کہ آیا ہم نے اس بات کو کہا ہے یا نہیں۔ اسی طرح اور دوسری غلط سلط خبریں لوگوں نے میری طرف منسوب کردی ہیں۔ حالانکہ میں اس سے بری ہوں۔

## اصل کتاب وسنت کی پیروی ہے:

ہم کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کے لیے کتاب وسنت کی پیروی ہی اصل ہے۔ محض دعویٰ ہی نہیں بلکہ تمام اعمال کتاب وسنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتاب وسنت تک رسائی کیسے ہو؟ عالم تو اپنے علم کے ذریعے وہاں تک پہنچ جائے گا، لیکن ان پڑھ اور جاہل کیسے وہاں تک پہنچے گا؟ تو اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ اہل علم سے سوال کریں گے۔ وہ اہل علم جو کتاب وسنت کی باتیں دلیل سے بتاتے ہوں نہ کہ اقوال و آراء بتاتے ہوں، بلکہ جو عالم کتاب وسنت کو چھوڑ کر اقوال و آراء لوگوں کو بتاتا ہے۔ وہ لوگوں کو کتاب وسنت سے دور کرتا ہے اور یہ اسلام کے خلاف ہے۔ یہی نصاریٰ کا بھی طریقہ تھا کہ انہوں نے علماء ومشائخ کے اقوال پر عمل کیا اور تورات وانجیل کی باتوں کو چھوڑ دیا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی دنیا وآخرت دونوں تباہ وبرباد ہوگئی۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے عالم سے مسائل پوچھنا چاہیے جس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ کتاب وسنت ہی کی باتیں بتاتا ہے اور عالم کو بھی چاہیے کہ وہ لوگوں کو کتاب وسنت کی باتیں بتائے ورنہ خاموش رہے۔ اتنی صریح وضاحت کے بعد جو شخص ہماری جانب یہ بات منسوب کرتا ہے کہ ہم نے مذاہب کے پیروکاروں کو کافر یا مشرک کہا ہے تو وہ شخص جھوٹا ہے اور ہمارے اوپر بہتان باندھ رہا ہے۔ واللہ حسیبه یوم القیامة . اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس سے ضرور محاسبہ کرے گا۔

ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ تمام مسلمانوں پر بالخصوص علماء کرام پر یہ واجب اور ضروری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کہ وہ مدارس کے مضامین اور مناہج میں قدرے تبدیلی پیدا کریں۔ تاکہ ماحول ایسا پیدا ہو جائے جو سلف صالحین کے یہاں تھا۔ پہلے سلف کے یہاں نہ تو کوئی مذہب تھا اور نہ کوئی طریقہ وہاں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قول وفرمان تھا۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

وکل خیر فی اتباع من سلف
وکل شر فی ابتداع من خلف

''ہر قسم کی بھلائی سلف صالحین کی پیروی میں ہے اور ہر برائی بعد والوں کی ایجادات اور بدعتوں میں ہے۔''

لہٰذا اس برے ماحول سے خوش ہونا اور اس بات سے خوش ہونا کہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے نابلد رہیں جس نے لوگوں کو یہاں تک پہنچا دیا کہ انہیں توحید تک کا علم نہیں ہے یہ دین اسلام میں مطلقاً جائز نہیں ہے۔

منہج میں ایسی تبدیلی ہونی چاہیے کہ وہ منہج اس دور کو واپس لوٹا دے گا جس میں صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ تھی اس زمانے میں نہ تو کوئی عمری تھا نہ بکری، نہ عثمانی تھا نہ علوی چہ جائے کہ کوئی حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہو اور جس دن مسلمان اس حقیقت کی طرف لوٹ آئیں گے کہ اب صرف اللہ اور اس کے رسول کا فرمان چلے گا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس وقت اسلامی سوسائٹی بھی قائم ہو سکتی ہے اور اسلامی حکومت بھی قائم ہو سکتی ہے۔ ان شاء اللہ

اس کے برعکس اگر اسی طرح اپنی غلطی پر چلتے رہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول سے دوری اسی طرح برقرار رہی اور کتاب وسنت کی طرف دعوت دینے والوں پر اسی طرح بہتان باندھتے رہے کہ وہ لوگوں کو کافر اور گمراہ کہتے ہیں تو یاد رکھو کہ اسی طرح ہمیشہ مغلوب اور شکست خوردہ رہو گے۔ تمہارے اوپر یہود ونصاریٰ مسلط ہوتے رہیں گے اور تم کچھ نہیں کر سکو گے جیسا آج ہو رہا ہے کہ ہر جگہ مسلمان ذلیل وخوار ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے کتاب وسنت کو ترک کر دیا ہے۔ علماء ومشائخ اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے بجائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



لوگوں کے اقوال وآراء کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنْ تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ﴾ (محمد: ۷)

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔''

اب آپ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کیسے مدد کرے گا جب ہم خود قرآن و حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

إن كنت لا تدري فتلك مصيبة

وإن كنت تدري فالمصيبة اعظم

''اگر تو نہیں جانتا ہے تو یہ تو مصیبت ہے ہی اور اگر جانتا ہے تو یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔''

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم کی توفیق دے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# شکوک وشبہات کا ازالہ

ہم نے گزشتہ درس [1] میں آپ لوگوں کے سامنے موجودہ دور کے ایک کاتب کا ایک جملہ پڑھا تھا۔ اس نے اس جملہ میں سلفی دعوت کے ایک پہلو کا تذکرہ کیا تھا۔ اس نے یہ کہا تھا کہ سلفیوں میں اس جملے کی کتنی تاثیر ہے گزشتہ درس میں جو لوگ حاضر تھے انھیں اچھی طرح اس کا جملہ یاد ہوگا وہ جملہ یہ تھا:

((ولكن هل استطعتم أن تركزوا هذا المفهوم الصحيح فى نفوس المنتسبين إلى طريقتهم؟))

''کیا تمہارے پاس اتنی صلاحیت ہے کہ تم ان لوگوں کے دلوں میں اس واضح اور صحیح مفہوم کو بٹھا سکو جو ان کی طرف مائل ہیں۔''

الحمد للہ میں نے گزشتہ درس میں اس جملہ کے متعلق جو کچھ گزارشات آپ کے سامنے پیش کی تھی، میرے خیال میں وہی کافی اور شافی تھیں اب مزید کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اب میں ان شاء اللہ اس کے باقی جملے پر قدرے گفتگو کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کاتب نے یہ بھی کہا تھا:

((الواقع يؤكد قليل منهم قد أخذ نفسه بهذا المنهج ، أما الأكثرون فعلى الضد من ذٰلك ، لا يرون فى المذاهب إلا عدوًا يجب القضاء عليه ، وقد رأينا وسمعنا من كبارهم من يجاهر بهذا الرأى ومن اوسطهم من يقول لابد أولا من

[1] یہ کتاب دراصل شیخ البانی رحمہ اللہ کے دروس کا مجموعہ ہے جن کو فضیلۃ الشیخ عمرو سلیم حفظہ اللہ نے افادۂ عام کی خاطر کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ (از مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



إحراق كتب المذاهب جميعا . ))

صورتحال بتاتی ہے کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس منہج کو قبول کیا ہے۔ البتہ اکثریت اس کے خلاف ہیں۔ ان کے خیال میں یہ مذاہب بہت بڑی آڑ اور روک ہیں لہٰذا ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا ضروری ہے ہم نے ان کے بڑوں کو دیکھا اور ان سے سنا بھی ہے وہ ببانگ دہل اس رائے کو بیان کرتے ہیں۔ البتہ ان میں جو متوسط طبقہ ہے وہ تو یہ کہتا ہے کہ ان مذاہب کی ساری کتابوں کو جلا دینا ضروری ہے۔

قارئین کرام! کاتب نے مذکورہ بالا کلام کو سلفی کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس نے سلفی حضرات کو دو قسموں میں بانٹ دیا ہے۔ ایک چھوٹا اور ایک بڑا، یقیناً کاتب کی یہ تقسیم اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ان لوگوں کی تنقید میں حد سے تجاوز نہیں کرے گا بلکہ انصاف سے کام لے گا۔ کاتب کے ان سطور کو دیکھنے اور سننے کے بعد مجھے دو باتیں آپ کے گوش گزار کرنی ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے بہت اہم ہے لہٰذا جو زیادہ اہم ہے اسی سے شروع کرتے ہیں اس کے بعد دوسرے کو بیان کریں گے۔ پہلی بات یہ ہے کہ مذاہب اربعہ اور ان کے ائمہ کے بارے میں سلفی دعوت کا موقف کیا ہے؟ یہ زیادہ اہم ہے۔

دوسری بات یہ کہ کیا سلفی دعوت کا کوئی فرد اس قسم کی بات بیان کرسکتا ہے جس کو کاتب نے بیان کیا ہے اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ اس کے ایک حصہ کو سلفی حضرات کے بڑے لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ اس کے دوسرے حصے کو ان کے متوسط کی طرف منسوب کیا ہے۔

رہی پہلی بات تو ہم بڑے واضح انداز میں ڈنکے کی چوٹ پر ہمیشہ بیان کرتے آئے ہیں اور گزشتہ درس میں ہم نے اس موضوع پر بہت کچھ آپ کے سامنے رکھا بھی تھا۔ جنھیں مزید بیان کرکے درس کو طول دینا پسند نہیں کرتے پھر بھی یاد دہانی کے طور پر کچھ باتیں گوش گزار کیئے دیتا ہوں۔

ہم ہمیشہ ببانگ دہل یہ بات کہتے چلے آئے ہیں کہ سلفی دعوت کی بنیاد کتاب وسنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے فہم پر قائم ہے کتاب وسنت کا ایسا فہم جو سلف صالحین کے فہم اوران کے منہج کے عین مطابق ہو وہ سلف صالحین جو قرون ثلاثہ (تیسری صدی) میں تھے جن کے خیر اور افضل ہونے کی شہادت خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان فیض سے دی ہے۔

ارشادنبوی ہے:

((خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم.)) ❶

''سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں۔'' (یہ حدیث صحیح بھی ہے اور متواتر بھی)

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ائمہ اربعہ اوران کے معاصرین، ان کے پہلے کے لوگ یا ان کے بعد والے، سب کے سب ہمارے نزدیک ائمہ سلف میں سے ہیں، ہم ان کی اقتداء کرتے ہیں اور اپنی اس دعوت میں انہی کے نقش قدم پر چلتے بھی ہیں۔ اس لیے یہ غیر ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو اپنے مسلک اور مشرب میں سلفی ہے وہ کسی امام پر طعن کرے گا یا ان کی مذمت کرے گا یا یہ کہے گا کہ ان کی کتابوں کو جلا دینا چاہیے اور ان کے استفادہ سے باز رہنا چاہیے۔ اس قسم کی لغو اور بیہودہ باتیں کوئی سلفی ہرگز نہیں کرے گا۔ میں نے اپنی کتاب ''صفة صلاة النبی ﷺ'' کے مقدمہ میں ائمہ اربعہ کے اقوال کو بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر کردیا ہے کہ کتاب وسنت کی پیروی ہی میں اس منہج ومسلک کی وضاحت ہے۔ نیز تقلید اور اتباع مذاہب پر جمود کے بارے میں ان کے اقوال وآراء کو تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے۔ اب دوبارہ یہاں اس کو ذکر کرکے مضمون کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ❷

---

❶ مسند احمد: ۱/۳۷۸، ۴۴۲، وابن ابی عاصم (۱۴۶۶)، صحیح البخاری: (۴/۱۱۸) و ترمذی (۳۸۵۹) وصحیح مسلم: (۱۹۶۳).

❷ مجھے حیرت ہے کہ کیسے یہ شخص سلفیت کے خلاف یہ دعویٰ کرتا ہے جبکہ تن تنہا یہی وہ جماعت ہے جو اس بات کا حکم دیتی ہے کہ عقیدہ کے باب میں ائمہ سنت سے جو باتیں منقول ہیں ان کی اتباع کرو، اسی طرح اس کی تمام کتابوں میں ائمہ کرام اور سلف صالحین کی اتباع کا ذکر ہے۔ بلکہ یہی اتباع ہی اہل سنت، اہل حدیث، اہل اثر اور صحیح وسالم عقیدہ ہونے کی علامت ہے۔ اس سلسلے میں ان کی یہ عبارت بہت مشہور ہے: إذا رأيت الرجل ⇦⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہ بات بھی آپ کے سامنے واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ سارے ائمہ کرام اس قول میں متفق ہیں کہ: "إذا صحّ الحديث فهو مذهبي" ❶ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔"

⇐⇐ يحب فلانا وفلانا...... اسماء لائمة السنة۔ فاعلم أنه صاحب سنة" یعنی جب تم کسی شخص کو ان ائمہ سنت سے محبت کرتے دیکھو تو جان لو کہ یہی سنی ہے۔ ((واحدی علامات اهل السنة حبهم لأئمة السنة وعلمائها وانصارها وأوليا ءها وبغضهم لأئمة البدع الذين يدعون الى النار .)) یعنی اہل سنت کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ائمہ سنت، اس کے علماء اس کے پیروکار اولیاء کرام سے محبت کرتا ہے اور ائمہ بدعت وخرافات سے بغض وعناد رکھتا ہے۔"

❶ یقیناً ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال و آراء اگر کتاب وسنت کے مخالف ہوں تو انہوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ بڑی سختی سے ان اقوال کو لینے سے منع کیا ہے۔ امام بیہقی نے "مناقب الشافعي" (١/ ٤٧٢) میں صحیح سند کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ((إذا وجدتم في كتابي خلاف سنة رسول الله ﷺ فقولوا بسنة رسول الله ﷺ ودعوا ما قلت .)) جب تم میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوئی چیز پاؤ تو میری بات کو چھوڑ دو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو لے لو۔"

ابن عبد البر رحمہ اللہ نے "بيان العلم وفضله" (٢/ ٣٢) میں مالک بن انس رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ((إنما أنا بشر أخطئ وأصيب، فانظروا في رأي، فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوه، وكل مالم يوافقه الكتاب والسنة فاتركوه .)) یقیناً میں بھی ایک انسان ہوں مجھ سے بھی غلطی ہو جاتی ہے اور درست بھی کہتا ہوں، لہٰذا تم لوگ میری رائے کو دیکھو، اگر وہ کتاب و سنت کے موافق ہے تو لے لو اور اگر موافق نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دو۔"

اسی طرح ابن عبد البر نے مذکورہ بالا کتاب کے (۲/۱۴۸، ۱۴۹) میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ ان کا یہ قول نقل کیا ہے: ((رأي الأوزاعي، ورأي مالك، ورأي أبي حنيفة كله رأي، وهو عندي سواء، وإنما الحجة في الآثار)) امام اوزاعی کی رائے ہو یا امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی رائے ہو یہ سب رائیں ہیں اور میرے نزدیک یہ سب برابر ہیں۔ لیکن دلیل اور حجت صرف حدیث میں ہے کسی کی رائے یا قول میں نہیں، امام احمد رحمہ اللہ کے اس قول میں شاہد یہ ہے کہ اگر ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال و آراء کتاب و سنت کے خلاف ہیں تو ایسی صورت میں ان اقوال و آراء کا کوئی اعتبار و مقام نہیں ہے۔ اس کے باوجود امام احمد رحمہ اللہ سے صحیح سند سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سلف صالحین کے اقوال کو چھوڑ کر کسی شاذ قول پر عمل کرنے کو سخت ناپسند کیا ہے بلکہ اس پر ڈانٹ بھی پلائی ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے میمونی شاگرد سے کہا: "يا أبا الحسن إياك أن تتكلم في مسألة ليس لك فيها إمام" اے ابوالحسن! کوئی ایسا مسئلہ جس میں کسی امام کا کوئی قول نہ ہو اس مسئلہ میں بات کرنے سے بچو اور احتیاط کرو۔" ⇐⇐

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہم پورے یقین کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ ائمہ کرام رحمہم اللہ کی قدر ومنزلت، ان کا ادب واحترام جتنا سلفی دعوت کرتی ہے اتنا کوئی دوسری دعوت نہیں کرتی ہے۔ اگرچہ کچھ ایسے لوگ ضرور ہیں جو اپنی نسبت سلفی دعوت کی جانب کرتے ہیں لیکن ان کی زبان سے ائمہ کرام کی تجریح میں کچھ کلمات نکل جاتے ہیں جیسا کہ کاتب نے ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

آپ کو یہ بات بھی واضح انداز میں معلوم ہونی چاہیے کہ سلفی دعوت کے مبادیات میں سے یہ بات بھی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ قرآن وسنت بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝﴾ (النجم: ٣٦تا٣٨)

"کیا انہیں اس بات کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ اور وفادار ابراہیم کے صحیفوں میں تھا کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کے ساتھ

---

⇦ بہرحال جس طرح سلف صالحین نے سنت کو سمجھا اور اس پر عمل کیا، انہیں کے فہم کے مطابق سنت کی پیروی ضروری اور واجب ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اجتہاد، اتباع سنت اور ترک تقلید کے نام پر کسی ایسے شاذ قول پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے جس کو سلف نے نہ کہا ہو...... حقیقت یہ ہے کہ ائمہ کرام کے اقوال اور ان کے اجتہادات فی نفسہ شرعی حجت نہیں ہیں۔ بلکہ یہ شرعی احکام جاننے اور سمجھنے کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ رہا عمل تو سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کے نصوص پر ہوگا۔

اسی لیے سلفی دعوت اتباع کتاب وسنت پر زیادہ توجہ دیتی ہے۔ ایسی اتباع جو سلف صالحین کے فہم کے عین مطابق ہو۔ البتہ ایک عام آدمی اور ان پڑھ آدمی جو دین کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا ہے تو ایسا شخص کتاب وسنت کے عالم سے سوال کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ ہاں اگر وہ شخص کسی خاص مذہب کا متعصب ہے اس مذہب کے علاوہ دوسرے کی بات کو لینا پسند نہیں کرتا ہے اگرچہ دوسرے کی بات کتاب وسنت سے زیادہ قریب ہے بلکہ کتاب وسنت کے عین مطابق بھی ہے تو یہ یقیناً جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ جو بات کتاب وسنت سے ثابت ہو اسی پر عمل کرے اور جو بات کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو اسے ترک کردے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ٤٣) "اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے سوال کرو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ان کا غلام تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟ اس نے جواب میں کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہ تو تمہارا قصور اس کے اوپر ہے اور نہ اس کا قصور تمہارے اوپر ہے [1] یہ حدیث مذکورہ بالا آیت کی واضح تفسیر ہے۔

لہٰذا اس طرح کے کلمات اگر کسی ایسے شخص کی زبان سے نکل گئے ہیں جو اپنے آپ کو سلفی دعوت کی طرف منسوب کرتا ہے تو یہ سلفی دعوت کی غلطی نہیں ہے اور نہ ہی یہ دعوت اس کی ذمہ دار ہے بلکہ وہ شخص خود اس کا ذمہ دار ہوگا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیت اور حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ہم بے حد افسوس وحسرت کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس قسم کے کلمات بعض متحمس سلفی کی جانب سے صادر ہوئے ہیں جن کی خاص طبیعت اور عادت ہوتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ ان کی عقل ان کی زبان کے پیچھے ہوتی ہے اور ان کی زبان ان کی عقل سے پہلے چلنے لگتی ہے۔ ایسے لوگ بغیر سوچے سمجھے جو چاہتے ہیں کہنے لگتے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے لوگوں کی وجہ سے ہم کسی دعوت کو مطعون نہیں کرسکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جن سے غلطیاں سرزد ہوجاتی تھیں پھر رسول اللہ ﷺ انھیں تنبیہ کرتے تھے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہر جماعت اور ہر گروپ میں کچھ ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں۔

آپ کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ سلفی دعوت ہی ایسی دعوت ہے جو کسی کے حقوق کو ہضم نہیں کرتی ہے چہ جائیکہ علماء کرام کے حقوق بلکہ ہر ایک کو اس کا جائز حق دیتی ہے اور وہ کسی کا حق ہضم ہی کیسے کرسکتی ہے جبکہ قرآن کھلے لفظوں میں کہتا ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ (المائدہ: ۸)

''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرسکو، عدل کرو کیونکہ یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

---

[1] السلسلة الصحيحة (٢٤٩).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



آپ اس آیت کریمہ میں غور کریں اور سوچیں کہ جب قرآن کریم سارے مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف سے کام لو تو جو لوگ اپنے ہوں گے۔ ان کے ساتھ کیسے عدل و انصاف کا حکم نہیں دے گا؟ اسی لیے ہم تقریباً بیس سال سے دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ ہم بھی ائمہ کرام اور علماء عظام کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ ان کی باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں لیکن ہم میں اور جمہور مسلمانوں میں بڑا فرق ہے۔ ہم کلی طور پر ادب واحترام کے باوجود کبھی کبھی ان سے علمی اختلاف بھی کرتے ہیں اور یہ کوئی عیب بات نہیں ہے۔ ممکن ہے یہی چیز اختلاف کا سبب بنا ہو، ہم علماء کرام اور ائمہ عظام کا احترام اس لیے کرتے ہیں کہ وہ دین کے ہادی و رہبر ہیں۔ وہ کتاب وسنت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ انہیں سے شرعی علوم بھی حاصل کرتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہتے ہیں اور نہ ہی اس پر ہمارا یقین ہے کہ معروف ومشہور طریقہ کے علاوہ علم حاصل کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ بھی ہے یعنی ہمارے پاس صوفیوں کا طریقہ برائے حصول علم ہرگز نہیں ہے [1] ان کے نزدیک علم حاصل کرنے کا طریقہ الہام ہے۔ یہ ''الہام، صوفیوں کے نزدیک ''وحی'' کے مشابہ ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ امام غزالی اپنی کتاب "إحیاء علوم الدین" میں بیان کرتے ہیں کہ انسان اپنے مجاہدہ و مراقبہ اور خلوت میں رب سے مناجات کے وقت الہام سے وہ علم حاصل کرلیتا ہے جس کا اسے پہلے علم نہیں تھا وہ ایک خاص طریقہ ذکر کرتے ہیں کہ آدمی تاریک کمرہ میں گوشہ نشین ہوجائے، اپنا سر اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لے اور اپنی آنکھوں کو بند کرلے۔ اس طرح کرکے وہ تین تاریکیوں میں بیٹھتا ہے ایک کمرہ کی تاریکی، دوسرا آنکھ بند کرنے کی تاریکی اور تیسرا جہت کی تاریکی، اب وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اس پر کوئی وحی

---

[1] صرف صوفیاء ہی نہیں بلکہ روافض بھی انہیں کی طرح ہیں۔ یہ لوگ بھی اپنے ائمہ کے لیے عصمت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے کلام کو قبول کرتے ہیں اور اسے شرعی دلائل و براہین کا مقام دیتے ہیں۔ بلکہ کتاب وسنت کے نصوص پر اس کو مقدم کرتے ہیں۔ ان کے برعکس اہل سنت والجماعت کا شعار ہمیشہ اعتدال پسندی کا ہے وہ ائمہ کرام کے احترام کے ساتھ ساتھ ان کے جو اقوال کتاب وسنت کے موافق ہوتے ان کو لیتے بھی ہیں اور جہاں ان سے لغزش ہوتی ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں یہی بات ائمہ کرام نے بھی کہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com


نازل ہوگی جس کا نام ان لوگوں نے ''الہام'' رکھا ہے ان کے پاس ایک عبارت ہے جس کو متقدمین ومتاخرین صوفیاء بار بار کہتے رہتے ہیں وہ عبارت یہ ہے:" حدثني قلبي عن ربي" میرے دل نے میرے رب سے بیان کیا جبکہ ائمہ حدیث کہتے ہیں:" حدثني فلان عن فلان" یعنی فلاں نے فلاں سے بیان کر کے مجھ سے بیان کیا اور ائمہ فقہ کہتے ہیں: ((قال فلان في كتابه عن فلان)) یعنی فلاں نے فلاں سے بیان کر کے اپنی کتاب میں کہا ہے یہ طریقہ کار صوفیاء نہیں اختیار کرتے وہ تو بس اسی کا ورد کرتے ہیں:" حدثني قلبي عن ربي" یہ بحث بھی طویل ہے اور اچھا خاصا وقت بھی چاہتی ہے، لیکن میں اس وقت اس بحث میں داخل ہونا نہیں چاہتا۔ اس وقت ہمارا موضوع ائمہ کرام کا ادب واحترام کے متعلق ہے لہٰذا ہم اسی کی وضاحت کریں گے۔

واضح رہے کہ ہم لوگ ائمہ کرام رحمہم اللہ کو واسطہ اور ذریعہ مانتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہم تک پہنچاتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ کتاب وسنت کی تعلیمات ہم تک پہنچی ہیں اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ محض ان کی اتباع یا پیروی ہمارا مقصد نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد وحید یہ ہے کہ ہم اس راستے کو پہچانیں جس پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم تھے اور جس راستے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ پر اپنی کتاب قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے اور جس راستے کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنتوں میں واضح کیا ہے یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں صراط مستقیم کو جاننا اور پہچاننا ہمارا مقصد ہے۔

اب کتاب وسنت کی دعوت اور ان کی واضح تعلیمات ہم تک انہیں علماء کرام کے ذریعہ پہنچی ہیں اس لیے ہم ان کا ادب واحترام کرتے ہیں ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں لیکن ان ائمہ کرام اور علماء عظام کے ادب واحترام کرنے میں ہمارے اور جمہور لوگوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ ہم جس بنیاد پر ان کا ادب واحترام کرتے ہیں اس کو مذکورہ بالا سطور میں ہم نے واضح کردیا ہے۔ لیکن جمہور نے اس حقیقت کو بالکل بدل ہی دیا ہے انہوں نے ان علمائے کرام کی تقلید اور ان کی اتباع کو ہی اصل مقصد بنالیا ہے۔ اس کی دلیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہ ہے کہ ہر ایک اپنے اپنے امام کے ساتھ خوش ہے۔ اس کے ہر قول کو اپنے دین کی بنیاد بنائے ہوئے ہے دوسرے ائمہ کرام کے اقوال کو لینا پسند نہیں کرتا، جبکہ تینوں اماموں کے اقوال ایک امام کے اقوال سے زیادہ ہوتے ہیں پھر بسا اوقات دوسرے ائمہ کے اقوال کتاب وسنت کے مواقع ہوتے ہیں جبکہ جس امام کی یہ تقلید کرتا ہے اس کی وہ بات صحیح نہیں ہوتی ہے پھر بھی یہ مقلد اس پر عمل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے جو قول کتاب وسنت کے موافق نہ ہو اسے نہیں لینا چاہیے۔ ان ائمہ کرام نے بڑی وضاحت کے ساتھ کھلے لفظوں میں اپنے اپنے پیروکاروں سے کہہ دیا ہے کہ ((خذوا من حیث اخذنا)) ''تم لوگ مسئلہ وہاں سے لو جہاں سے ہم نے لیا ہے۔'' ان ائمہ کرام کا یہ قول ہمارے قول کی تائید کرتا ہے کہ ان کی اتباع مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ صرف تنہا رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی اللہ سے محبت کی دلیل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ٣١)

''تم کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔''

لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ اس بات کو اختصار کے ساتھ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہماری دعوت اس بات میں منحصر ہے کہ تنہا رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ ❶ ہمارے نزدیک اتباع میں ان کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی ان کا مثل ہے ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت ہرگز نہیں کر سکتے، اور نہ ہی کریں گے رہے دوسرے لوگ تو ان کے امام بہت زیادہ ہیں کسی نے کسی امام کو اپنا امام بنایا، دوسرے

---

❶ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: الاتباع: ان یتبع الرجل ما جاء النبی ﷺ ومن أصحابه، ثم هو من بعد التابعین مخیّر" اس قول کو امام ابوداود نے "المسائل" (١٢٨٩) میں نقل کیا ہے۔ ''یعنی اتباع یہ ہے کہ آدمی اس چیز کی اتباع کرے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور آپ کے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ رہا تابعین کے اقوال تو اس میں اس کو اختیار ہے۔'' لہٰذا سلف صالح کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کی اتباع ہی اصل ومقصود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نے دوسرے امام کو اپنا رہنما مانا۔ یہی نہیں بلکہ یہ لوگ صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے یا ان کے شاگردوں کی بات لیتے اور ان کی تقلید کرتے، تب بھی بات دوسری ہوتی۔ مگر یہ لوگ تو بے شمار لوگوں کی تقلید کرتے ہیں، مثلاً آپ کسی ایسے شخص کے پاس جائیں جو کسی ایک مذہب کا پیروکار ہے پھر جس امام کا مقلد ہے مثلاً حنفی یا شافعی پھر اسی امام کی کوئی کتاب لے کر اس میں سے کوئی مسئلہ اس کے سامنے پیش کر دیں تو وہ یہی کہے گا کہ ہم اس نص کی اتباع نہیں کرتے ہیں اور نہ ہمارے اندر اتنی صلاحیت کہ اس امام کی کتاب سے کوئی مسئلہ اخذ کرسکیں۔ اب یہ شخص اس شخص سے مسئلہ معلوم کرتا ہے جو امام یا امام کے کسی شاگرد کی بات پر عمل کرتا ہے گویا کہ اصل امام کو چھوڑ کر متاخرین علماء کی باتوں پر عمل کرتا ہے، متقدمین ائمہ کرام کی باتوں کو نہیں لیتا ہے۔ ❶

سلفی دعوت کے عام ہونے سے پہلے ان لوگوں کے ساتھ ہمارا بہت بحث ومباحثہ ہو چکا ہے۔ اس کے بہت سے شواہد بھی ہمارے پاس ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے میرے بارے میں کہا کہ ایک مسجد جس کا امام ومؤذن دونوں باتنخواہ ہوں اس مسجد میں تعدد جماعت مشروع نہیں ہے۔ یہ بات اس نے میری طرف منسوب کر دی، میں بذات خود اس امام مسجد کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: آپ نے یہ بات کس بنیاد پر کہی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ائمہ کے قول کی بنیاد پر اور امام شافعی کی کتاب "الأم" اس کے سامنے لاکر پیش کر دیا وہ امام بھی شافعی مذہب کا پیروکار تھا۔ جب میں نے اس کے سامنے "الأم" کی عبادت پڑھی تو اس نے کہا: ہم امام کے

❶ آج مذاہب کی طرف انتساب کی یہی حقیقت ہے یعنی انتساب صوری ہے حقیقی نہیں۔ کیونکہ متاخرین علماء بہت سے مسائل میں متقدمین ائمہ کرام کے خلاف ہیں۔ بعد کے لوگ متاخرین کے ترجیحی مسائل کو لے لیتے ہیں جبکہ اس میں ائمہ مذاہب کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔ اگر یہ مخالفت صرف احکام میں ہوتی تو گوارا تھا لیکن یہ متاخرین اصول اعتقاد میں ائمہ کے مخالف ہیں۔ مثلاً متاخرین احناف عقیدہ میں یا تو اشعری ہیں یا ماتریدی، اسی طرح مالکی وشافعی بھی ہیں۔ جبکہ ائمہ کرام کتاب وسنت کے نصوص کی اتباع کرتے تھے وہ کتاب وسنت کے خلاف کبھی غور وخوض نہیں کرتے تھے اور نہ ہی تعریفات کلامیہ کے پیچھے پڑھتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کلام کو اب نہیں لیتے ہیں میں نے کہا: کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ امام شافعی کے بعد بہت سے ائمہ آ گئے ہیں جنہوں نے ان کے اقوال کو پڑھا۔ اس میں راجح ومرجوح اقوال کو دیکھا تو ہم ان کے راجح قول کو لیتے ہیں اور وہ راجح قول جس کو ان ائمہ نے راجح قرار دیا ہو۔ [1] پھر ہم نے اس سے کہا کہ گویا کہ امام شافعی کے کلام میں راجح ومرجوح ہے اور خطا وصواب بھی ہے۔ متاخرین نے بعد میں آ کر چھان بین کر کے اس کے صواب کو اس کی خطا سے الگ کر دیا۔ یہ سن کر وہ اچانک پریشان ہو گیا اور موضوع کو بدل دیا اور کہنے لگا ہم شافعی نہیں ہیں۔ بلکہ ہم باجوری ہیں۔ یہی حال موجودہ دور کے سارے مقلدین کا ہے۔ نہ کوئی حنفی ابوحنیفہ کی تقلید کرتا ہے، نہ ہی کوئی شوافع شافعی کی تقلید کرتا ہے۔ اب جبکہ کسی نہ کسی امام کا ہونا ضروری ہے تا کہ اس کی باتوں پر عمل کیا جائے تو ہمارے امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہم آپ ﷺ کی باتوں کو لیتے ہیں اور انھیں پر عمل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ائمہ کرام کے اقوال کی قدر نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم ان ائمہ کرام کی شخصی طور پر اتباع نہیں کرتے ہیں بلکہ شخصی طور پر ہم رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات ثابت ہو جائے تو اس کو ہر حال میں قبول کرنا ہے اس سے اعراض کرنا جائز نہیں۔ لیکن جب کوئی امام بات کہتا ہے تو ہم اس سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس قول کے ثبوت میں کتاب وسنت سے کوئی دلیل پیش کرے اور یاد رکھئے کہ ہم ان لوگوں کے طریقے پر نہیں ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ''جس نے اپنے شیخ سے کہا کیوں؟ تو وہ کبھی

---

[1] شیخ ربیع مدخلی اپنی کتاب ''اهل الحديث هم الطائفة المنصورة'' کے ص: ''۴۴'' میں لکھتے ہیں: ''ائمہ اربعہ کے پیروکار یا تو اشعری ہیں یا صوفی'' اب یہ لوگ ائمہ اربعہ کی کتابوں کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں۔ شوافع نہ تو کتاب الأم کو پڑھتے یا پڑھاتے ہیں اور نہ ہی اس کی طباعت ہی کرتے ہیں بلکہ متاخرین شافعیہ کی کتب جیسے باجوری، المنہاج'' وغیرہ کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اسی طرح مالکیہ نہ تو ''الموطا'' کو پڑھتے ہیں نہ ہی ''المدونة'' کو بلکہ متاخرین مالکیہ کی کتابوں کو استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح احناف بھی ہدایہ، فتاویٰ ہندیہ، درمختار وغیرہ کو استعمال کرتے ہیں اور ان میں جو خرافات اور غلطیاں ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com


کامیاب نہیں ہوگا۔ یعنی مقلد اپنے امام سے دلیل کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ (1) جبکہ ہم کو حکم ہے کہ ہم کتاب وسنت کی اتباع کریں اور کتاب وسنت کی روشنی میں سوالات کے جوابات کا مطالبہ کریں۔

ہمارے اور مقلدین کے درمیان یہی فرق ہے۔ پھر یہ لوگ ائمہ کرام کو وہ مقام ومرتبہ دیتے ہیں جو مقام اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کسی دوسرے انسان کو نہیں دیا ہے۔

دوسری بات جس کا اعتراف کھلے دل سے کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کچھ ایسے افراد ضرور ہیں جو خود کو سلفی دعوت کی طرف منسوب کرتے ہیں اس کے باوجود ان کی زبان سے صراحتاً اور کبھی اشارۃً مذاہب کے بارے میں غلط کلمات نکل جاتے ہیں مگر یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ائمہ کرام رحمہم اللہ اپنے صحیح اور غلط دونوں اجتہادی اقوال میں اجر کے مستحق ہوں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ((إذا حكم الحاكم ، فاجتهد فأصاب فله أجر ، وإن أخطأ فله أجر واحد .)) حاکم جب اجتہاد کرتا ہے تو اگر درست ہوگیا تو دو اجر ہے اور اگر خطا ہوگیا تو ایک اجر ہے۔ اسی طرح ان ائمہ کرام کے بارے میں ہمارا یقین و اذعان ہے کہ وہ اللہ کے یہاں ہر حال میں ماجور ہوں گے۔ اسی لیے ہمارے لیے غیر مناسب بات ہے کہ ہم ان کے حق میں کوئی غلط کلمات کہیں یا ان پر طعن کریں۔

(1) یہ حقیقت ہے کہ مقلد اپنے عالم سے اگر دلیل کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ ناراض ہوجاتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال بیان کرتا ہوں جو ابھی حال میں پیش آیا ہے ایک بہت مشہور عالم اور مقرر بغرض عمرہ مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے۔ ان کو ان کے قریب احباب نے جدہ میں دعوت دی وہ تشریف لائے اور ایک صاحب کے گھر میں تقریر کی۔ میں بھی اس میں شریک تھا وہ غالی حنفی تھے اور تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے دوران تقریر دو حدیثیں پیش کیں ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی مونچھ لمبی ہوگی وہ نہ تو حوض کوثر سے سیراب ہوسکے گا اور نہ ہی اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔'' دوسری حدیث یہ پیش کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کو ہنسانے کی زیادہ کوشش کرو۔'' تقریر ختم کرنے کے بعد میں نے ان سے مذکورہ دونوں حدیثوں کا حوالہ پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وقت سوال وجواب کا نہیں ہے اگر آپ کو اعتراض ہے تو آپ ایک تحریر میرے پاس لکھیں میں بعد میں جواب دوں گا آخر کار انہوں نے جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے ہی کہا کہ یہ حدیثیں موضوع ومنکر ہیں۔ یہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے تو یہ مقلد علماء کا حال ہے۔ (از مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اب کاتب نے جن باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان باتوں کو ان کے قائل کی جانب ضرور لوٹا دیا جائے گا لیکن ان کی نسبت سلفی دعوت کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے۔ سلفی دعوت ان امور سے کوسوں دور ہے اور بری ہے۔ واضح رہے کہ سلفی دعوت اسلام کی صحیح تعبیر ہے اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر زمانے میں اور ہر مکان وجگہ پر بنی نوع انسان کے تمام مسائل کو شامل ہے بعینہٖ اسی طرح سلفی دعوت مسلمانوں کے کسی خاص گروپ یا جماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ پوری انسانیت کو اسلام کی دعوت دیتی ہے اور وہی اسلام جس کو رسول اللہ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے تھے اور جس اسلام کو صحابہ کرام نے اپنا کر اللہ کی رضا حاصل کیا تھا، سلفی دعوت اسی اسلام کی دعوت دیتی ہے۔ نیز یہ دعوت انسانیت کے تمام افراد کو دعوت دیتی ہے خواہ وہ فرد تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ، متعلّم ہو یا غیر متعلّم، مثقف ہو یا غیر مثقف، غرضیکہ ہر فرد کو دعوت دیتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں صرف اور صرف تنہا اللہ کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے یہ دعوت تمام مسلمانوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ تحزب پسندی اور گروپ بندی کو چھوڑ کر سب کے سب اسی مبارک دعوت میں شامل وشریک ہوجائیں۔ مگر کتنے لوگ ایسے ہیں جو پہلے کسی دوسری جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے تھے یا ابھی بھی ہیں وہ اپنے آپ کو سلفی دعوت کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں لیکن اپنی دعوت میں واضح طور پر سلفی دعوت کو نہیں بیان کرتے ہیں۔ وہ ابھی بھی کثرت تعداد اور سواد اعظم پر قائم ہیں۔ اسی کو بنیاد بنا کر انھیں کے ذوق وفہم کے مطابق ان کو دعوت دیتے ہیں۔ ❶ گویا کہ اس قسم کے لوگ ایک طرف سلفی ہیں تو دوسری طرف سلفی کے مخالف بھی۔ ایسے ہی موقع پر کسی کہنے والے نے کہا تھا اور خوب کہا تھا:

---

❶ یہی صورتحال آج بہت سی جماعتوں اور گروپوں کی ہے۔ ان کا مقصد کثرت افراد ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا عقیدہ ونظریہ کیا ہے، کوئی اشعری ہے، کوئی ماتریدی ہے، کوئی صوفی ہے، کوئی مرجی وغیرہ وغیرہ۔ اس کے برعکس منہج سلف کا داعی تعدادِ افراد کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کے رخ نظر عقیدہ اور اتباع سنت ہوتا ہے وہ خود ظاہری وباطنی طور پر اسی پر قائم رہتا ہے اور اسی کی عوام کو دعوت بھی دیتا ہے ان کی دعوت کی بنیاد یہی ہے کہ سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کی پیروی کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دو رنگی چھوڑ کر اک رنگ ہو جا

سراسر سنگ ہو یا موم ہو جا

اس قسم کے لوگ کبھی بھی عوام کے سامنے اسلام کی صحیح تعبیر نہیں پیش کر سکتے اور نہ ہی وہ اسلام پیش کر سکتے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ثابت ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دعوت امت کو ایک ہونے کی دعوت دیتی ہے۔ جماعت بندی اور گروپ بندی سے روکتی ہے۔ کیونکہ گروپ بندی اسلام کا شعار نہیں ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس دعوت کی وجہ سے ایک دوسرے میں جدائی پیدا نہ ہو جائے باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے جدا ہو جائے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوا تھا۔ جدائی اس طرح ہوئی تھی کہ جب ایک شخص نے صحیح دعوت قبول کر لیا اور دوسرے نے نہیں قبول کیا تو دونوں میں اختلاف واقع ہونا فطری امر ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہم بھی منہج سلف کی دعوت کو ترک کر دیں۔ جو دعوت سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کی دعوت پر مبنی ہے۔ ان کے خیال میں اس طرف دعوت دینا لوگوں کے اندر اختلاف پیدا کرنا ہے اور ان کی اجتماعیت کو ختم کرنا ہے گویا کہ انھیں آزادی خیال، دین سے خروج اور ضلالت وگمراہی کی طرف دعوت دینا ہے۔ العباد باللہ تعالی۔

یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں جو لوگ محض سلفی دعوت کی طرف مائل ہیں یا بظاہر اپنے آپ کو سلفی کہتے ہیں ان کے درمیان اور حقیقی سلفی دعوت کے درمیان کیا فرق ہے؟ اگر آپ غور کریں تو دیکھیں گے کہ ایک امر میں ہم دونوں متفق ہیں لیکن طریقے اور وسائل میں یقیناً ہم دونوں کے درمیان اختلاف ہے۔ ہم دونوں اس امر میں متفق ہیں کہ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نئے سرے سے اسلامی زندگی کا آغاز کریں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ نئے سرے سے اسلامی زندگی کا آغاز کون کرے گا؟ کیا کسی علاقے کے مخصوص افراد یا پوری امت اسلامیہ؟ ظاہر بات ہے کہ پوری اُمت اسلامیہ مل کر نئی زندگی کا آغاز کریں جس میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں برابر شامل ہوں۔ عالم اور جاہل دونوں برابر شامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہوں۔اس کے برعکس اگر ایسا نہیں کیا جاتا ہے بلکہ تعلیم یافتہ طبقے کو دعوت دی جاتا ہے۔انھیں مثقف ومہذب بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بڑا طبقہ جو عوام کا ہے انھیں یونہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عوام کو ان کی ضلالت وگمراہی میں ایسے ہی چھوڑ دیا جائے، یہی نہیں بلکہ ان کو ان کے اختلافات ہی پر قائم رہنے دیا جائے گا جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوگا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔کیوں؟ اس لیے کہ ایک حنفی ہے اور دوسرا شافعی، ایک مقلد ہے دوسرا غیر مقلد اور یہ منظر عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے مقلدین اس شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جو سنت کے مطابق نماز پڑھتا ہے یا جو صرف کتاب وسنت کی طرف دعوت دیتا ہے، جیسا ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا سلفی مسلمان نہیں ہیں؟ آپ ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ لوگ بدعتی ہیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ان سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ کے مذہب میں بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے کیونکہ آپ کے یہاں یہ حدیث بہت مشہور ہے: ((صلوا وراء کل برو فاجر)) [1] ''یعنی ہر نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھا کرو۔'' آپ لوگ اس کو روایت بھی کرتے ہیں اور بطور استدلال اس کو پیش بھی کرتے ہیں پھر اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

یہ کاتب ہم سے یہی چاہتا ہے کہ ہم عوام کو ان کے طریقے پر چھوڑ دیں، ان سے تعرض ہرگز نہ کریں۔اب آپ ٹھنڈے دل سے بتائیں کہ کیا یہی اسلام ہے؟ جو اسلام صدا لگاتا ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ (الروم: ۳۱، ۳۲)

''تم مشرکوں میں سے نہ ہوجاؤ، ان لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور وہ خود بھی گروہ گروہ ہوگئے ہرگز وہ اس چیز کے ساتھ جو ان کے پاس ہے مگن ہیں۔''

آپ ہمیں بتائیں کہ کیا وہ اسلام جو تمام مسلمانوں کو اتفاق واتحاد اور یکجہتی کی تعلیم دیتا

[1] اس حدیث پر کلام ''إرواء الغلیل'' (۵۲۷) میں دیکھ سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہے وہ اسلام قلیل اور کثیر کے درمیان تفریق کرے گا کہ قلیل کو تو دعوت دی جائے اور کثیر کو چھوڑ دیا جائے۔ یقیناً ایک ایسا مسلمان جس کے پاس کتاب وسنت کا فہم ہوگا وہ ہرگز یہ بات نہیں کہے گا اور نہ ہی اسے تسلیم کرے گا۔

اب آیئے ہم آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو سلفی کیوں کہتے ہیں؟ اور ہماری دعوت سلفی دعوت کیوں ہے؟ ہم نے کئی مرتبہ اس مسئلہ کو واضح انداز میں بتادیا ہے کہ ہر مسلمان کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ لیکن اس کی یہ دعوت کسی موضوع کے ساتھ مقید نہیں ہوتی ہے۔ کسی واضح منہج کی دعوت نہیں دیتی ہے۔ اسی لیے ہم نے سوچا کہ دعوت کو مقید کرنا ضروری ہے وہ اس طرح کہ کتاب وسنت کی دعوت اس طرح ہونی چاہیے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا۔ کیونکہ پہلے مسلمان وہی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے عمل سے ایسا خوش ہوا کہ قرآن مجید میں "رضی اللہ عنهم ورضوا عنه" جیسی آیت نازل فرمادی اور انھیں جنت کی بشارت بھی دے دی۔ اب ظاہر بات ہے کہ یہ رضامندی اور جنت کی خوشخبری ان کو ان کے اچھے عمل کی بنیاد پر حاصل ہوئی تھی اور اچھا عمل قرآن وسنت ہی سے سیکھا تھا۔ لہٰذا ہمارا عمل بھی انہیں کے مانند ہونا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے بھی خوش ہوجائے۔ نیز آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ تمام صحابہ کرام عالم نہیں تھے۔ بلکہ کچھ عالم تھے، مگر ان کے اندر یہ تقسیم نہیں تھی۔ سب کے لیے ان کی دعوت یکساں تھی ایسا نہیں تھا جیسے کاتب صاحب کا خیال ہے کہ عوام کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور تعلیم یافتہ طبقے کو دعوت دی جائے، یہ سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں گروپ بندی ہرگز نہیں تھی۔ وہاں کوئی بکری، عمری، یا عثمانی، یا علوی نہیں تھا۔ بلکہ سب کے سب کتاب وسنت کے پیروکار تھے اور سب کی خواہش یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوجائے۔ اس لیے آج بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اسی راہ پر چلیں جس پر صحابہ کرام گامزن تھے اور کتاب وسنت کو اسی طرح سمجھنے کی کوشش کریں جس طرح صحابہ کرام نے سمجھا تھا۔ اگر مسلمانوں نے ایسا کرلیا تو یقیناً وہ اپنی زندگی کو، زندگی کے شب وروز کو، نئے سرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



سے اسلامی سانچے میں ڈھال سکتے ہیں اور پھر اپنا کھویا ہوا مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت بھی ان کے اوپر نازل ہوسکتی ہے اور اگر ایسا نہیں کیا تو یقیناً دعویٰ بالکل باطل اور غلط ہے۔

میرے پاس حمص سے چند افراد آئے ان میں کچھ مثقف بھی تھے انہیں یہ خبر پہنچی تھی کہ ہم تمام مولویوں کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ سب کے سب قرآن وسنت کی اتباع کریں۔ اسی کے بتائے ہوئے طریقۂ زندگی کو اپنا عملی نمونہ بنائیں۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ سارے لوگ کتاب وسنت کی اتباع کریں؟ کیونکہ ان میں جاہل اور ان پڑھ بھی ہوں تو وہ کیسے اتباع کر سکتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا کہ غیر تعلیم یافتہ طبقہ علماء کرام سے سوال کرے گا جیسا کہ قرآن میں وارد ہے:

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ٤٣)

''اگر تم لوگ نہیں جانتے ہوتو اہل علم سے سوال کرو۔''

اسلام پوری امت کو خطاب کرتا ہے جس میں علماء اور غیر علماء دونوں ہوتے ہیں البتہ جو غیر عالم ہے اس کو عالم سے سوال کر کے معلومات حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن عالم کون ہے اس میں ہم مقلدین سے ضرور اختلاف کرتے ہیں۔ ہم نے کئی بار بتایا ہے کہ عالم اسے کہا جاتا ہے جو قرآن وسنت کا جاننے والا ہو۔ عالم وہ نہیں ہے جو صرف مذہبی کتابوں کا علم رکھتا ہو جس کے علم کا دائرہ صرف فقہی کتابوں تک محدود ہو وہ عالم نہیں ہے۔ اس نے تو صرف علماء کے اقوال و آراء کو جانا ہے۔ اسی لیے جب اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ فلاں مسئلہ کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے؟ تو وہ صراحتاً یہ کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم۔ وہ خود اعتراف کرتا ہے کہ اس کو کتاب وسنت کا علم نہیں ہے۔ جبکہ علم کتاب وسنت کا علم ہے، جیسا کہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا: ((العلم ما قال اللّٰه وقال رسوله)) یعنی علم وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو اس موضوع پر ان کا شعر بہت مشہور ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ تو اس کا مطلب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہے کہ اہل علم سے سوال کرو، اب آیت میں ''اھل الذکر'' سے مراد کون لوگ ہیں؟ کیا وہ لوگ مراد ہیں جو خودساختہ ذکر کے وقت رقص کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں، ذکر سے مراد اہل قرآن ہیں یعنی جو لوگ قرآن کا علم رکھتے ہیں اور کوئی شخص اس وقت تک قرآن کا علم نہیں رکھ سکتا جب تک اسے سنت کا علم نہ ہو۔ اس لیے کہ سنت قرآن کی شرح ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ عالم وہ شخص ہے جس کے پاس قرآن وسنت دونوں کا علم ہو۔ اس کے علاوہ کا اگر علم ہے تو وہ عالم نہیں ہے۔ آیت کریمہ نے خود لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے پہلا عالم، دوسرا جاہل، جاہل کا فرض ہے کہ عالم سے سوال کرے اور عالم کا فرض ہے کہ اس کو کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ سلفی دعوت کبھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی جاہل اپنے آپ کو عالم بتائے اور عالم کے مانند کام بھی کرے بخلاف دوسری دعوتوں کے، کہ ان کے یہاں جاہل بھی وہی کام کرتا ہے جو عالم کرتا ہے (جیسے تبلیغی جماعت) بہرحال جاہل جاہل ہوتا ہے اور عالم عالم، جاہل عالم کے مانند کبھی نہیں ہوسکتا۔

آخر میں چلتے چلتے میں اپنے بھائیوں کو اس بات کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کبھی بھی اپنے آپ کو اس مقام تک پہنچانے کی کوشش نہ کریں کہ وہ بذات خود بغیر عالم کے سہارے کتاب وسنت کو سمجھ لیں گے۔ وہ کتاب وسنت کے فہم میں علماء کا سہارا ضرور لیں۔ اس عالم سے جو کتاب وسنت کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو۔ دوسری بات دعوت تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے چاہے وہ عالم ہو یا جاہل سب لوگوں کو اس بات کا حکم ہے کہ وہ کتاب وسنت کی اتباع کریں۔ وہ جاہل جو سلفی مسلک ومشرب کا ہے وہ کتاب وسنت کی روشنی میں مسئلے کا حل چاہے گا لیکن غیر سلفی مقلد تو وہ مسئلے کا حل اپنے مذہب کی روشنی میں پوچھے گا مثلاً اگر حنفی ہے تو کہے گا کہ مجھے حنفی مذہب کے مطابق فتوے دیجیے۔ یہ بہت واضح فرق ہے سلفی اور غیر سلفی میں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تمسک بالکتاب والسنۃ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# فضیلۃ الشیخ محمد عبد عباسی کے تمہیدی کلمات

آج میں جس اہم موضوع کے متعلق کچھ گزارشات آپ حضرات کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ''سلفی دعوت'' یعنی سلفی دعوت کی حقیقت کیا ہے۔ نیز اس دعوت کا مقصد کیا ہے؟ یہ دعوت کب سے وجود میں آئی؟ اور دوسری دعوتوں کے بارے میں اس کا کیا موقف اور نظریہ ہے؟ سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لفظ ''سلفی'' کا لغوی و اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ جب آپ اس لفظ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لیں گے تو بعد کے تمام موضوعات بہت آسانی سے سمجھتے چلے جائیں گے۔

## لفظ ''سلفی'' کا لغوی مفہوم:

''سلفی اسلاف کی طرف منسوب ہے۔ اس کے آخر میں جو''ی'' ہے وہ نسبت کے لیے ہے جیسے آپ اپنے آپ کو ملک یا قبیلہ وغیرہ کی طرف منسوب کر کے کہتے ہیں مثلاً مکی، مدنی، لکھنوی وغیرہ۔ اسی طرح سلف صالحین کی طرف منسوب کر کے ''سلفی'' کہا جاتا ہے۔

''سلف'' کا اطلاق لغت میں گزری ہوئی قوموں پر ہوتا ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد قرون ثلاثہ کے لوگ ہیں جن کے تقویٰ و طہارت، ایمان و یقین اور فضل و کمال کی تصدیق خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ارشاد میں کی ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((خير الناس قرني ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يأتي من بعد ذلك ناس يشهدون ويستشهدون ويأمنون ولا يؤمنون ويكثر منهم الكذب.)) [1]

---

[1] مسند احمد: ١/٣٧٨، ٤٤٢، ابن ابی عاصم: (١٤٦٦) والبخاری: ٤/١١٨، ترمذی: (٣٨٥٩) عن الأعمش، عن ابراهيم النخعي، عن عبيده، عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



”سب سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں پھر اس کے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں طلب کی جائے گی لوگ امانت رکھیں گے حالانکہ وہ امین نہیں ہوں گے ان کے درمیان جھوٹ عام ہو جائے گا۔“

چونکہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت اور آپ ﷺ کی تصدیق کے بعد شروع کی تین صدیوں کے لوگ سب سے اعلیٰ وافضل اور سب سے ارفع واکمل انسان قرار پائے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان حضرات کا عقیدہ وعمل، منہج ومسلک، سنت پر دوام، اللہ کی رضا کے لیے جانی و مالی قربانی، کارِ خیر میں سبقت کا جذبہ، سیئات سے بے حد اجتناب ان تمام امور میں وہ سب سے اعلیٰ واحسن اور سب سے افضل تھے، کیونکہ ان کے انہی حسن عمل اور حسن کردار کی بنیاد پر انھیں افضلیت کا مقام ملا تھا۔ ❶

## متاخرین میں انحراف کے آثار:

ان نفوسِ قدسیہ کے بعد جن کو امت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے نام سے جانتی ہے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو بہت سے مسائل میں طریقۂ سلف سے ہٹ گئے تھے، تیسری صدی کے بعد ایسے ایسے امور ظاہر ہونا شروع ہو گئے جن کا تصور بھی پہلی تین صدیوں میں نہیں تھا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس وقت کے مسلمان دوسری قوموں کے ساتھ خلط ملط ہو گئے۔ غیروں کی ثقافت وتہذیب، ان کے افکار وخیالات، نظریات وعقائد، ان کے کلچرز آہستہ آہستہ مسلمانوں میں سرایت ہونا شروع ہو گئے جیسے ہی کسی نئی چیز کو دیکھا اس کو قبول

---

❶ اس کی تائید ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی معلوم ہوتی ہے جس کو مسند احمد نے: ۲/۲۹۷ میں، ابونعیم نے حلیة الأولیاء: ۲/ ۷۸ میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے بہترین لوگ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ((أنا ومن معی، ثم الذین علی الأثر، ثم الذین علی الأثر)) ”میں ہوں اور وہ لوگ ہیں جو میرے ساتھ ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کرلیا یہ نہیں سوچا کہ یہ نئی چیز اسلام کے مزاج کے موافق ہے یا نہیں، یہ اس وجہ سے ہوا کہ ان کے اذھان وقلوب میں اسلام اس قدر ٹھوس انداز میں متمکن نہیں ہوسکا تھا جتنا ٹھوس اور مضبوط قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں متمکن تھا۔ پھر یہی نئی چیزیں ان کے اندر اسلام کے نام سے رواج پا گئیں۔ یہی نہیں بلکہ بعض امراء اور حکام جو اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے تھے اور نہ ہی اس کا اتنا اہتمام کیا جتنا کرنا چاہیے تھا۔ انہوں نے یہ کام کیا کہ غیروں کی عربی کتابوں کا ترجمہ کرانا شروع کردیا۔ لہٰذا ان کتابوں کا اثر بھی مسلمانوں پر پڑا جن سے اسلام کافی حد تک متاثر ہوا۔ ❶ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی اس کی خطرناکی سے متنبہ کردیا تھا۔ جیسا کہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ اس پر واضح دلیل ہے جس وقت انہوں نے تورات کے کچھ حصے کو لکھوایا تھا پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور پڑھا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ تمہیں کہاں سے دستیاب ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرا ایک یہودی دوست ہے میں نے اس سے حاصل کیا ہے۔ اس پر آپ سخت غصہ ہوئے اور فرمایا اے ابن خطاب کیا تم ہلاک ہونا چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم! اگر موسیٰ بن عمران بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: (( أمتهوكون أنتم يابن الخطاب، والذی نفسی بیده لو أن موسیٰ بن عمران كان حيًا لما وسعه إلا أن يتبعني. )) ❷

رسول اللہ ﷺ یقینی طور پر جانتے تھے کہ ہدایت وہی ہے جس کو آپ ﷺ اپنے رب کی جانب سے لے کر آئے ہیں۔ لہٰذا اب کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا امام، اپنا قائد و رہبر بنائے اور آپ ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اتباع کو قبول کرے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں جائز ہے کہ مسلمان

---

❶ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ علم الکلام اور اعلم الجدل مسلمانوں میں عام ہوگیا۔ بدعتیں پھیلنی شروع ہوگئیں ان میں سب سے اہم مسئلہ مسئلہ خلق قرآن کا تھا جس علماء امت زبردست آزمائش میں پڑ گئے تھے۔ فإلى الله المشتكى.

❷ مسند احمد: ۳/۳۸۷.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دوسری قوموں اور امتوں کے عقائد ونظریات، افکار وخیالات، اخلاق و عادات کو قبول کریں، کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو کامل دین بنا کر ان کے پاس بھیجا ہے۔ یہ دین جس طرح کامل ہے اسی طرح انسان کے تمام حوائج وضروریات کو شامل بھی ہے اور یہ دین قیامت تک کے لیے ہے۔ لہٰذا ایسے مبارک اور پاکیزہ دین کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے انسانی ساختہ دین کی قطعی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ربانی ہدایت کے مقابلے میں کسی دوسری قوم کی ہدایت منظور ومقبول ہے۔ خود اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوقات کا خالق و مالک اور مربی ہے، اس نے خبر دی ہے کہ اس نے دین کو مکمل کر کے بھیجا ہے اور اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا ہے اور دین کے طور پر اسلام کو اس نے پسند بھی کر لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام بطور دین میں نے پسند کر لیا ہے۔''

اب اس واضح ارشاد ربانی کے بعد بھی کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ بھی کوئی دوسری شریعت و قانون ہے اور اس کو بھی قبول کیا جا سکتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کی شریعت و ہدایت انسانی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہے تو یہ خیال وتصور اسلام کے ساتھ کفر کی علامت ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ اس نقطہ کو نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بہت اہم ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور یاد رکھئے کہ یہی سوچ اور خیال انسان کو ہلاکت و بربادی میں ڈال دے گا اور دائمی جہنم میں داخل کر دے گا۔

## غیر مسلموں کے دنیوی علوم سے استفادہ کی شروط:

بہت سے دنیوی علوم ایسے ہیں جن کی ایجاد سے غیر مسلم قومیں کافی ترقی کر چکی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیاوی علوم وفنون صرف مسلمانوں کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ دوسری قومیں بھی ان میں دلچسپی لے سکتی ہیں اور لی بھی ہوئی ہیں یہ کسی قوم و مذہب کے ساتھ خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نہیں ہے، تہذیب وثقافت اور علمی ترقی اور تقدم میں سب مشترک ہیں اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ کبھی کوئی قوم آگے بڑھ جاتی ہے تو کبھی کوئی دوسری قوم ترقی کر جاتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے ہر ایک اپنی طبع آزمائی کے مطابق آگے بڑھتا رہتا ہے۔ جیسے علم زراعت، کیمیاء، فیزیاء اور علم الافلاک وغیرہ یہ علوم ایسے ہیں جن سے استفادہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں قرار دیا ہے۔ البتہ اتنا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ ان علوم میں کوئی ایسی شئی نہ ہو جو ہماری شریعت سے ٹکراتی ہو۔ کوئی ایسا نظریہ اور خیال نہ ہو جو اسلام کے مخالف ہو۔ اگر ان علوم میں اسلام مخالف کوئی شئی پائی گئی تو یقیناً یہ غیر قابل قبول ہوگی۔ کیونکہ اسلام حق ہے اس میں کسی قسم کا ریب وشک نہیں ہے نیز یہ علوم انسانی ایجادات وتخلیقات ہیں۔ ان میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال رہتا ہے لہٰذا اگر ان علوم میں کوئی ایسی شئی مل گئی جو شریعت اسلامی سے متصادم ہے تو یقیناً اسے ردّ کرنا ضروری ہے۔ اس شرط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان علوم سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث بیان کرنا مناسب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہل مدینہ تابیر نخل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس کے عادی ہو چکے ہیں۔ شروع سے ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ ایسا نہ کرو تو بہتر ہے تو انہوں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ دوسرے سال دیکھا پھل کم آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: جب میں تم لوگوں کو دینی امور کے بارے میں کوئی بات بتاؤں تو اس کو لے لو اور اگر دنیاوی امور کے متعلق کچھ کہوں تو تم لوگ اس سلسلے میں زیادہ جانتے اور سمجھتے ہو حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((إذا حدثتكم في أمر من أمور دينكم فخذوا به، وإذا حدثتكم في أمر من أمور دنياكم فأنتم أعلم بأمور دنياكم.)) [1] گویا کہ یہاں دو امر ہیں: ایک دینی امور: جو

---

[1] صحیح مسلم: ٤/١٨٢٦، ابن ماجه: (٢٤٧١) حماد بن سلمہ، عن ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن اُمّ المومنین عائشہ، وعن ثابت البنانی، عن انس بہ اور یہی حدیث مسند احمد (۱۵۲/۳) میں دوسری سند سے مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



عقائد وعبادات، اخلاق وعادات اور آداب پر مشتمل ہیں تو ان کو اسلام ہی سے اخذ کیا جائے گا رہا دنیوی امور تو دوسری قوموں سے مذکورہ بالا شرط کے ساتھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

## سلفی دعوت کی تاریخ:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سلفی دعوت موجودہ دور کی پیداوار ہے۔ اس کی کوئی تاریخ نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ دعوت یا تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہے یا محمد بن عبدالوہاب کی طرف یہی اس کی تاریخ ہے۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایک انصاف پسند شخص جب تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کے آئینے میں اس کی تاریخ دیکھنے کی کوشش کرے گا تو اس کے سامنے یہ حقیقت آشکارا ہوجائے گی کہ یہی دعوت اسلام کی صحیح اور اصلی دعوت ہے۔ یہی کتاب وسنت کی دعوت ہے اور یہی وہ دعوت ہے جس کو اللہ کے رسول ﷺ لے کر مبعوث ہوے تھے۔ یہی دعوت آخری دعوت، آخری شریعت اور تمام ادیان کی خاتم بھی ہے۔ ابتدائی دور میں اس کا نام سلفی دعوت اس لیے نہیں رکھا گیا تھا کہ اس وقت اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ کیونکہ اس وقت کے مسلمان صحیح اسلام پر قائم تے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ سے کوئی حکم یا کوئی عمل سنتے، یا آپ کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھتے۔ بعینہٖ اسی طرح کرنا شروع کردیتے، اپنی جانب سے کسی قسم کی آمیزش گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے۔ اسی طرح نہ ہی کسی صحابی نے اپنا کوئی نظریہ یا اپنی کوئی فکر رواج دینے کی کوشش کی۔ سب کے سب صرف اور صرف قرآن وسنت کے واضح ارشادات وتوجیہات پر عمل پیرا تھے۔ وہ سچے اور مخلص مسلمان تھے۔ اس لیے وہاں پر سلفی دعوت یا سلفی اسلام کہنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ بالکل اسی طرح ہی جس طرح ان کی اصلی زبان عربی تھی۔ بغیر کسی لحن اور بغیر کسی غلطی کے فصیح عربی بولتے تھے ان کے اچھے اچھے قصیدے، نثری مجموعے، ضرب الامثال سب فصیح عربی زبان میں موجود ہیں۔ لہٰذا انہیں عربی قواعد، نحو وصرف کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح پہلے کے مسلمان بھی صحیح اسلامی دعوت پر قائم تھے۔ ان کے یہاں کسی قسم کے شذوذ انحرافات نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تھے۔ کسی قسم کی بدعت اور خرافات اپنے قریب نہیں آنے دیتے تھے اس لیے وہ کس کے مقابلے میں سلفی دعوت نام رکھتے۔ اس وقت یا تو اسلام تھا یا اس کے مقابلے میں کفر لیکن جب فتنوں کا دور شروع ہوا، نئے نئے افکار ونظریات اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ [1] اغیار کی ثقافت وتہذیب پوری آرائش وزیبائش کے ساتھ مسلمانوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگیں۔ نئی نئی بدعات وخرافات جنم لینا شروع ہوگئیں اس وقت مسلمانوں نے ان کو محسوس کیا اور خالص اسلامی دعوت کو ہر قسم کی نئی آمیزش سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوششیں کیں اور یہ بھی واضح رہے کہ یہ دعوت اس وقت سب سے واضح انداز میں ظاہر ہوئی جب امام احمد بن حنبل کے زمانہ میں خلق قرآن کا فتنہ ظاہر ہوا۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو اس باطل نظریہ کی طرف مائل کیا جا رہا تھا۔ اچھے اچھے لوگ بادشاہ وقت کی اذیت ناک سزا سے بچنے کے لیے بظاہر خلق قرآن کے قائل ہوگئے تھے۔ اسی نازک ترین موقع پر امام احمد بن حنبل پہاڑ کی چٹان کے مانند اپنے نظریہ پر قائم تھے۔ ہر قسم کی سزاؤں کو گلے لگالیا مگر اسلام کی حقانیت وشفافیت پر آنچ آنے نہیں دی اس طرح قیامت تک امت مسلمہ بہت بڑے فتنے سے محفوظ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ انھیں جنت الفردوس نصیب کرے۔ آمین۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت دو قسم کی دعوتیں وجود میں آ چکی تھیں۔ ایک اہل رائے کی دعوت، یہ وہ لوگ تھے جو ہمیشہ عقل کو نقل پر مقدم کرتے تھے۔ کتاب وسنت کے نصوص اور سلف صالحین کی واضح اور روشن ہدایت کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور دوسری جانب وہ لوگ تھے جو کتاب و سنت ہی کو بنیاد بنائے ہوئے تھے۔ سلف صالحین کا واضح راستہ ہی ان کی اساس تھی۔ غرضیکہ جوں جوں لوگ اسلام کے چشمہ صافی سے دور ہوتے جاتے۔ غیروں کے افکار ونظریات، عقائد وخیالات سے کافی حد تک متاثر ہوتے جاتے، ان کے درمیان اسی قدر سلفی دعوت ابھرتی جاتی تھی۔

---

[1] غالباً سب سے پہلے فتنہ عصر صحابہ میں خوارج کے ظہور کی شکل میں پیدا ہوا، اس کے بعد فتنوں کا سلسلہ شروع ہوگیا جیسے ارجاء، قدر، تجہم وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں سلفی دعوت کی تجدید:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں علم کلام پروان چڑھ چکا تھا۔ متکلمین کے نظریات و خیالات، اغیار کی ثقافت اور تہذیب مسلمانوں کے دلوں میں گھر چکی تھیں۔ بہت ہی کم مسلمان ایسے تھے جو کتاب وسنت کے منہج پر قائم تھے اور سلف صالحین کے طریقہ کے پابند تھے۔ اس وقت شدت سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اسلام کی خالص دعوت کو دوسری دخیل دعوتوں سے ممتاز کیا جائے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تالیفات، چھوٹے بڑے رسالوں نے اس سلسلے میں بہترین کردار ادا کیا۔ ان کتابوں نے وہ صحیح اسلام پیش کیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر مبعوث ہوئے اور جس پر صحابہ کرام قائم تھے۔ حق و باطل کے درمیان وہ کتابیں فرق واضح کرتیں۔ بہرحال علامہ ابن تیمیہ نے اپنے مناظرات، رسائل و کتب سے مخالفین پر حجت قائم کردی۔ اب ان کے مخالفین کے لیے اس بات کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ عداوت ودشمنی کی بنیاد پر آپ کی مخالفت کریں۔ الحمد للہ اس دعوت کو اس زمانے میں بھی نمایاں مقام حاصل تھا۔ اس وقت دعوت کو "دعوة السلف"، "منهج السلف" اور "طريقة السلف" کے نام سے جانا جاتا تھا اگرچہ اس سے پہلے بھی ان کلمات کا استعمال ہو چکا تھا اور شاعر کا مندرجہ ذیل شعر بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے:

وكل خير في اتباع من سلف
وكل شر في ابتداع من خلف

"ہر قسم کی بھلائی سلف صالحین کی اتباع میں ہے اور ہر قسم کی شر اور برائی متاخرین کی بدعات وخرافات میں ہے۔"

جیسا کہ میں نے اس سے پہلے کہا تھا کہ صوفیانہ نظریات وعقائد، اس کے طرق و سلاسل، متکلمین کے آراء و افکار، مذہبی تعصب اور نوع بنوع بدعات وخرافات لوگوں کے ذہن و دماغ میں پیوست ہو گئے تھے موضوع اور ضعیف روایات ہی کو دین سمجھا جانے لگا تھا۔ ایسے حالات میں اسلام اور اس کی خالص اور روشن تعلیمات بالکل اجنبی ہوگئی تھیں۔ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ناگفتہ بہ حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی اٹھے اور اسلام کی شمع کو پھر سے روشن کرے۔ حق کو باطل سے الگ کر کے لوگوں کے درمیان حق کو واضح کر دے تاکہ جو شخص ہلاکت کے عمیق غار میں کودنا چاہے وہ بھی واضح دلائل کے ساتھ کودے اور جو شخص حق کی واضح اور روشن راہ میں خوش عیش زندگی گزارنا چاہے وہ بھی واضح دلائل کے ساتھ بہترین زندگی گزارے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہی فریضہ انجام دیا اور احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنی پوری زندگی فنا کر دی۔ ان کے بعد ان کے شاگرد عظیم علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اور علامہ ابن کثیر آئے اور اسی نقش قدم کو اختیار کیا۔ جس کو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے روشن کیا تھا۔ لیکن دونوں انتہائی مظلوم و بے کس تھے۔ اگرچہ مادی غلبہ دشمنوں کو حاصل تھا لیکن معنوی غلبہ اہل سنت کو ضرور حاصل تھا۔ جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

((ولا تزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق، لا يضرهم من خذلهم، حتى يأتي أمر الله، وهم ظاهرون على الناس.)) [1]

''میری امت کی ایک جماعت برابر حق پر غالب رہے گی رسوا کرنے والے ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک اللہ کا حکم آ جائے گا اور وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔''

## شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے دور میں سلفی دعوت کی تجدید:

جس وقت نجد کا پورا علاقہ ضلالت و گمراہی کے گھنگھور گھٹاؤں میں گھرا ہوا تھا، شرک و بدعت نے پورے ملک میں اپنا سکہ جما رکھا تھا۔ ایسے نازک حالات میں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے توحید کا علم بلند کرنا شروع کیا۔ شرک و بدعت کے خلاف توحید و سنت کی شمع روشن کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس راہ میں بے شمار اذیتیں برداشت کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی، وقت کے امراء اور حکمرانوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ

[1] مسند احمد: ۴۳۶/۳، ۳۴/۵، ۳۵، الآحاد المثانی لابن ابی عاصم: ۳۳/۲، وابن ابی شیبة: ۴۰۹/۶، ترمذی: (۲۱۹۲)، ابن ماجه: (۶) وابن حبان (موارد: ۲۳۱۳) اس کی سند صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نکلا کہ سلفی دعوت غالب ہوگئی اور پورا ملک توحید وسنت کا ملک بن گیا۔ شرک و بدعت کا ایسا خاتمہ ہوا جیسے کہ اس کا وجود ہی نہیں تھا۔ اس کا اثر دوسرے ممالک پر بھی اچھا پڑا۔ اس کی تفاصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

## سلفی دعوت کے اصول ومبادی:

اب ہم آپ کو یہ بتانا چاہیں گے کہ سلفی دعوت کی حقیقت کیا ہے؟ سلفی دعوت کا وجود کیونکر ہوا؟ نیز وہ کون سے بنیادی افکار ونظریات ہیں جن پر سلفی دعوت قائم ہے؟

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے اہم اور بنیادی امر جس پر سلفی دعوت قائم ہے وہ عقیدۂ توحید ہے یہ ایسا نازک مسئلہ ہے جس کے بارے میں اکثر مسلمان غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں۔ نہ صرف عوام الناس طبقہ بلکہ خاص خاص تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ ان کے نزدیک عقیدۂ توحید یہ ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق، مدبر، رازق اور حاکم ہے جو صفت کمال سے متصف ہے۔ اسی حقیقت کو ثابت کرنے میں ان لوگوں نے اپنے آپ کو تھکا دیا اور اسی حقیقت سے اپنی کتابوں کو بھی بھر دیا۔ حالانکہ آپ لوگوں نے کئی بار استاذ محترم کی زبانی اس حقیت کو سنا ہے [1] جبکہ یہ فطری امر ہے اس کے لیے زیادہ دلائل و براہین کی ضرورت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (ابراھیم : ۱۰) ''کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔'' ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾

---

[1] اس کا نام ''دین العجائز'' یعنی فطری اعتقاد تھا جس کا تقاضا فطرت سلیمہ کرتی تھی جس فطرت پر اللہ نے انسان کو پیدا کیا تھا اور جس فطرت سلیمہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کے بارے میں غور وفکر کرنے پر مجبور کر دیا تھا کہ اس مخلوق کا کوئی خالق ضرور ہے۔ کاش کہ لوگ اس فطرت کو سمجھ لیتے۔ اس کے برخلاف مختلف فرقے وجود میں آگئے مثلاً جہمیہ جنھوں نے ''تنزیہہ'' کو حجت بنا کر تمام صفات باری کا انکار کر دیا۔ گویا یہ لوگ عدم کی پوجا پاٹ کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ تشبیہ میں غور وخوض کرنے لگے یہاں تک کہ تجسیم کے قائل ہوگئے۔ کچھ صفات کی بے جا تاویل کرنے لگے۔ کچھ اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے لگے جیسے ولی، میت، جن، وغیرہ وغیرہ۔ ان کے نام پر قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ نذریں مانتے ہیں ان سے دعائیں مانگتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



(الـــــروم: ۳۰) ''اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔''

ہر دور اور ہر زمانے میں جب بھی انسانی نظریات وخیالات پر غور وخوض کیا گیا تو یہی نتیجہ نکلا کہ تقریباً ہر انسان کا یہی اذعان ویقین ہے کہ کوئی خالق ضرور موجود ہے جو مدبر بھی ہے اور حکیم بھی ہے صرف چند ملحدانہ نظریہ کے لوگ ہیں جن کو دھریہ، زندیق، ملحد اور کمیونسٹ بھی کہا جاتا ہے یہ لوگ خالق کے وجود پر یقین نہیں رکھتے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے روس، چین اور دوسرے کمیونسٹ ممالک کے لوگ اسی نظریہ عقیدہ کے ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ان ممالک کی اکثریت یا تو یہودی ہے یا نصاریٰ یا بت پرست جو کم از کم خالق کے وجود کا یقین تو رکھتی ہے لیکن دھریہ اور ملحدانہ نظریہ کے لوگ بہت کم ہیں یہ صرف حکام ہیں جن کے ہاتھ میں عسکری امور ہیں۔ رہے باقی لوگ تو ان کی عبادت گاہیں، کنیسے وغیرہ موجود ہیں، وقتاً فوقتاً ان کا اعداد وشمار بھی ہوتا رہتا ہے۔ بہر حال دنیا کی کل آبادی کے اعتبار سے ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

## صحیح دین کی ضرورت:

جیسا کہ گذشتہ سطور میں آپ نے پڑھا ہے کہ اکثریت ایک معبود کے وجود کا یقین رکھتی ہے۔ مگر اس یقین کے ساتھ ان لوگوں کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ ان کو ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان رکھیں، وہ صحیح ایمان جس کو محمد ﷺ اور گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ وہ خالص اور صحیح اعتقاد جس کا اعتبار اور شمار ہے، جو صاحب ایمان کو جہنم سے نجات دلا کر جنت میں داخل کرے گا وہی صحیح ایمان ہے اس کے علاوہ کفر ہے اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ کفار مکہ ایک خالق کے وجود پر ایمان رکھتے تھے۔ قرآن خود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ (العنکبوت: ٦١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



''اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق کون ہے، سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ۔''

مگر اس کے باوجود وہ لوگ اپنے اور رب کے درمیان واسطہ اور سفارشی بنائے ہوئے تھے۔ یہی ان کی گمراہی اور شرک کا سبب بنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس: ۱۸)

''وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان دے سکتی ہے اور نہ نفع اور وہ لوگ کہتے ہیں یہ سب اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر: ۳)

''اور جنھوں نے اس کو چھوڑ کر دوسروں کو ولی بنا لیا ہے (وہ لوگ کہتے ہیں کہ) ہم نہیں عبادت کرتے ہیں مگر اس لیے تاکہ یہ لوگ ہم کو اللہ کے قریب کر دیں۔''

جاہلی اشعار میں بھی بکثرت لفظ ''الٰہ'' اور لفظ ''خالق'' ملتا ہے اس کی تعظیم کرتے اور قسمیں کھاتے ہیں۔ غرضیکہ ان کا یہی اعتقاد تھا کہ یہ معبودان باطل ان کے سفارشی اور واسطہ ہیں۔ انہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے ان کی فریاد رسی کرتا ہے۔

ان حالات میں سلفی دعوت لوگوں کے درمیان صحیح توحید پیش کرتی ہے، وہ توحید جو انسان اور اس کے رب کے درمیان بغیر کسی واسطہ اور سفارش کے تعلق پیدا کرتی ہے۔ لوگوں کو اسی توحید کی ضرورت ہے۔

## توحید کی اقسام:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دوسرے محقق علماء کرام نے توحید کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



(۱) **توحید ربوبیت:**...... یہ ہے کہ اس بات پر ایمان ویقین ہو کہ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک اور رازق ہے جو صفت کمال سے متصف ہے۔

(۲) **توحید الوھیت:**...... یہ ہے کہ عبادت کی تمام قسموں کو صرف اللہ کے لیے خاص کیا جائے جو ایک ہے اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں ہے اور یہ فطری امر ہے کہ جب وہی اللہ تنہا خالق و مالک، رازق، مدبر و حاکم ہے تو پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پکارا جائے نیز دوسروں کی عبادت کیوں کی جائے؟ کیا ان کی عبادت کی جائے جو خود محتاج ہیں؟ اور جو خود مخلوق بھی ہیں؟ جو نفع ونقصان کے مالک بھی نہیں، یہ کمزور و ناتواں انسان، انتہائی عاجز و بے کس مخلوق جو اپنے لیے بھی کسی قسم کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے کیسے تم اس کو پکارتے ہو اور اپنے اس رب کو چھوڑ دیتے ہو جو سب کا مالک بھی ہے اور جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور وہ رب جو کسی چیز کا جب ارادہ کرتا ہے تو صرف لفظ ''کن'' کہتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے ایسا رب کیا تمہاری دعاؤں کو نہیں سنے گا؟ کیا وہ تم سے بعید ہے؟ کیا وہ ظالم ہے (نعوذ باللہ) تاکہ اس سے خوف محسوس کر کے دوسرے کی پناہ لیتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً وہ رب تو انتہائی رؤف رحیم ہے۔ انتہائی مہربانی و رحم کرنے والا ہے۔ وہ بندوں کے ساتھ بے حد مہربان ہے۔ وہ پریشان و بے کس کی فریاد کو سنتا ہے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، وہ بندے سے بے حد قریب ہے۔ ایک انسان اپنے گمشدہ سواری کو پا کر جتنا خوش ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندے سے خوش ہوتا ہے...... اے ناداں انسان! تو ایسے مہربان و رحم کرنے والے معبود کو چھوڑ کر کیوں ایسے کمزور و ناتواں، عاجز و بے کس کی طرف پناہ لیتا ہے جو خود نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اسی لیے توحید الوہیت سب سے اہم ہے اور اسی اہم توحید کو لے کر رسول اللہ ﷺ مبعوث بھی ہوئے تھے اور یہی معنیٰ "لا الـه الا الـلـه وحده لا شريك له" کا ہے یعنی معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کلمہ کے اقرار سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اور یہی وہ کلمہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ((مـن قـال: لا إلـه إلا الله فخلصا من

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



قلبه دخل الجنة . )) ❶ ''جس نے صدق دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔'' گویا کہ جنت میں جانے کے لیے شرط یہ ہے کہ صدق دل سے اس کلمہ کا اقرار کرے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کلمہ کا معنی کیا ہے؟ کیا صرف زبان سے اس کا ادا کردینا ہی کافی ہے یا اس کا معنی ومفہوم اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور اسی کے مطابق زندگی گزارنا بھی ضروری ہے اس کلمہ کا معنی ہے ((لا معبود بحق إلا اللّٰه)) یعنی حقیقت میں معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں نہ حقیقی ہے نہ مجازی۔

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے مسلمان عبادت کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھتے ہیں وہ یہی جانتے ہیں کہ اگر کسی نے زبان سے صرف ''لا إلـه إلا الـلّٰه'' کہہ دیا تو وہ مسلمان ہوگیا اور یہ اس کے لیے کافی ہوگیا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ عبادت ہر اس عمل کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے جس میں عظمت، تعظیم، دعاء، نذر ونیاز، حج، ذبح، توکل، نماز، روزہ، حج وزکوۃ ہی کا نام نہیں ہے ان کے علاوہ مذکورہ بالا چیزوں کو بھی شامل ہے۔

## بعض مشرکانہ اعمال کی چند مثالیں:

مثال کے طور پر آپ دعا اور استعانت کو لے لیجیے کہ دعا کرنا اور استعانت بھی عبادت

---

❶ صحیح بخاری: ١/ ٢٥، بروایت ابو هریرةؓ۔ یہی روایت صحیح بخاری: ۶۲/۱ میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ((ما من احد يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله صدقا من قلبه إلا حرمه الله على النار . )) ''جو شخص صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم پر حرام کردے گا۔'' صحیح مسلم ١/ ٥٦ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أشهد ان لا إلـه إلا الـلّٰه وأن رسول الله، لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيهما إلا دخل الجنة . )) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جو شخص اس کلمہ پر بغیر شک وشبہ بلکہ پورے یقین کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔'' اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ عبادت کی تمام قسموں کو صرف اللہ کے لیے خاص کردے۔ نہ درگاہوں، مزاروں پر جائے، نہ ان کو سجدہ کرے، نہ ان سے فریاد کرے، نہ ان کے نام پر ذبح کرے وغیرہ وغیرہ یہ سب صرف اللہ کے لیے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



میں شامل ہے۔لیکن یہ دعا کس سے کی جائے؟ مدد کس سے مانگی جائے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے دعا کی جائے گی یا مدد مانگی جائے گی؟ ہرگز نہیں، یہ دونوں عبادت ہیں اور دونوں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں گی۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ (الفاتحہ : ۵) ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد بھی طلب کرتے ہیں۔'' ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے "ایاك" کو مقدم کیا ہے یہ دونوں جگہ دونوں فعلوں پر مقدم ہے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب مفعول کو فعل پر مقدم کردیا جائے تو تخصیص کا معنی دینا ہے یہاں مراد معنی یعنی ''تخصیص'' ہی مراد ہے۔یعنی ہم خاص کرکے اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد بھی مانگتے ہیں۔اس تخصیص کا مطلب یہ ہوا کہ اس عبادت کو ہم دوسروں کے لیے نہیں کرتے ہیں، ورنہ خاص کرنے کا کوئی معنی نہیں ہوگا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے:

﴿ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ﴾ (المؤمن : ۶۰)

''تم مجھ کو پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ لوگ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

اس میں واضح انداز میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ دعا عبادت ہے اس کی مزید وضاحت رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں:

((الدعاء هو العبادة .))

''یعنی دعا ہی اصل عبادت ہے۔''

یہی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانعام : ۱۶۲)

''تم کہو کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا مرنا، میرا جینا اس اللہ کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔“

﴿اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ”تم مجھ ہی سے ڈرو۔“ ﴿فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِيْ﴾ ”پس تم ان سے مت ڈرو صرف مجھ ہی سے ڈرو۔“ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ”اگر تم لوگ مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔“ اس موضوع پر بے شمار آیات قرآنی موجود ہیں اور توحید کی یہی وہ قسم ہے جس سے اکثر مسلمان غافل ہیں اور یہی وہ توحید ہے جس پر سلفی دعوت قائم ہے۔ اب جس نے اس کے خلاف اعتقاد رکھا۔ وہ مشرک ہوگیا اس پر دائمی دخول جہنم کا حکم لگایا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی شخص ایسا ہے جس کو یہ دعوت نہیں پہنچی ہے تو اس کا معاملہ اللہ پر ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک رسول بھیجے گا۔ اگر اس نے اس رسول کی دعوت کو قبول کرلیا تو خیر ہے ورنہ اس کا ٹھکانا دائمی جہنم ہے۔

## توحید اسماء وصفات:

یہ توحید کی تیسری قسم ہے بہت سے مسلمان نہ تو اس کو جانتے ہیں اور نہ ہی اس کے معنی ومفہوم کو سمجھتے ہیں۔ اس لیے وہ اس میں بھی دوسروں کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا لیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی صفت میں بھی دوسرا شریک ہے۔ (1) اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہی غیب کا علم رکھتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ انسان بھی غیب جان سکتا ہے جیسے صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے مشائخ کشف کے ذریعے دلوں کے بھیدوں کو جان جاتے ہیں کوئی شخص مشرق ومغرب میں جہاں بھی رہے۔ یہ مشائخ اس کے احوال پر مطلع ہو جاتے ہیں تو یہی شرک ہے اور یہی شرک فی الصفات بھی ہے۔

---

(1) توحید اسماء وصفات ان میں بعض اللہ کے اسم کے ساتھ خاص ہے اور بعض اس کے صفت کے ساتھ خاص ہے۔ اب جو اسم کے ساتھ خاص ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر بھی ایمان ویقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے اسماء ہیں جو نام بھی کتاب وسنت میں موجود ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ سب اللہ کے نام ہیں اللہ کو انہی ناموں سے پکارنا واجب ہے اور ان ناموں کے ذریعہ دعا بھی کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۸۰) ”اور اللہ ہی کے لیے اچھے نام ہیں لہٰذا اس کو انہی ناموں کے ساتھ پکارو، اور ان لوگوں کو ⇐

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ان صوفیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مشائخ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور اگر وہ کسی چیز کو ''کن'' کہتے ہیں تو وہ ہو جاتی ہے۔ یہ بات تصوف کی کتابوں میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ مشائخ کے بارے میں وہ بے شمار غلط عقائد ونظریات رکھتے ہیں جبکہ یہی شرک ہے۔ افسوس کہ متاخرین میں اس قسم کے عقائد بکثرت موجود ہیں۔ شعراء حضرات کے نعتیہ کلام میں بکثرت شرکیہ تصور پایا جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سختی سے اس سے منع کیا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں: ((لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم، فإنما أنا عبد فقولوا عبد الله ورسوله.)) [1] ''تم لوگ مجھ کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو حد سے زیادہ بڑھا دیا تھا میں فقط ایک بندہ ہوں لہٰذا تم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''

---

⇦ چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں عنقریب وہ اپنے اس عمل کا بدلہ ضرور پائیں گے۔'' واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں الحاد یہ ہے کہ اس کو اس کے غیر نام سے پکارا جائے جس نام کو بدعتیوں نے ایجاد کر لیا ہے اور اس کا ثبوت کتاب وسنت میں نہیں ہے جیسے ''یاھو'' کہہ کر پکارنا وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے پکارا جائے تو وہ دعائیں قبول کرتا ہے بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا: ((اللهم إنى أسئلك بأنى أشهد أنك أنت الله الذى لا إله إلا أنتَ الأحد الصمد، الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد.)) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لقد سألت الله بالإسم الذى إذا سئل به أعطى، وإذا دعى به أجاب.)) (احمد ۵/۳۴۹، ۳۶۰، ابوداؤد: ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ترمذی: ۳۴۲۵، والنسائی فی الکبری، ابن ماجه: ۳۸۵۷) ''تو نے اللہ سے اس کے اس نام سے سوال کیا ہے کہ جب اس نام سے اس سے سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے اور جب اس نام سے اس سے دعا کیا جائے تو قبول کرتا ہے۔'' جو صفات کے ساتھ خاص ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جن صفات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے اور جن صفات کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے لیے ثابت کیا ہے۔ ان کو اسی طرح ثابت کیا جائے نہ ان کے معانی بدلے جائیں نہ ان کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دی جائے بلکہ جس طرح وہ ثابت ہیں ان کو بالکل اسی طرح ثابت کیا جائے۔ اشاعرہ کے مانند ان کی تاویل بھی نہ کی جائے۔

[1] حمیدی (۲۷) صحیح بخاری: ۱/۲۰۶، ترمذی نے ''شمائل'' (۳۲۴) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عن ابن عباس، عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سند سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



غور کیجیے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: ((أنت سیدنا، وابن سیدنا)) ''یعنی آپ ہمارے سیّد ہیں اور ہمارے سیّد کے بیٹے بھی ہیں۔'' اس پر آپ ﷺ نے ان لوگوں سے ارشاد فرمایا: ((قولوا بقولکم هذا او بعض قولکم فلا یستجرئنکم الشیطان.)) ❶ ''تم اپنے اس قول کو کہو ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں جری بنا دے۔'' آپ ﷺ نے ایسا اس لیے کہا تھا کہ اس میں کچھ مخالف الفاظ تھے جیسے لفظ ''ابن سیّدنا'' آپ ﷺ کے والد کو ''سیّد'' نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ بھی مشرک تھے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس پر تنبیہ کی تھی اس پر کچھ بچے اور بچیاں قصیدہ پڑھ رہی تھیں جس میں یہ جملہ تھا:

((وفینا نبی یعلم ما فی غد.))

''یعنی ہمارے درمیان ایک ایسا نبی ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے۔''

آپ ﷺ نے اس کو سن کر سختی سے اس سے منع کیا اور فرمایا:

((لا یعلم مافی غد إلا الله عزوجل.)) ❷

''یعنی کل کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔''

اس کے علاوہ کسی کو نہیں۔ اس سخت تنبیہ کے باوجود لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی۔ بوصیری نے یہاں تک کہہ دیا:

دع ما ادعته النصاریٰ فی نبیهم
واحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم

''یعنی تو نصاریٰ کی طرح یہ نہ کہہ کہ محمد اللہ کے بیٹے ہیں اس کے علاوہ جو چاہے کہہ۔''

---

❶ مسند احمد: ۱۵۳/۳، ۲۴۱، ۲۴۹، عفان والحسین بن موسی الأشیب، کلاهما عن حماد عن ثابت، عن أنس به۔ اس کی سند صحیح ہے۔ شیخ البانی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھو: ''الصحیحه'' (۱۰۹۷).

❷ مسند احمد: ۳۵۹/۶، صحیح بخاری: ۳۷۴/۳، ابوداؤد (۴۹۲۲)، ترمذی (۱۰۹۰)، ابن ماجه (۱۸۹۲) خالد بن ذکوان المدنی، عب الربیع، ''دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین'' لفظ کے ساتھ البتہ جس لفظ کو شیخ نے ذکر کیا ہے وہ ابن ماجہ کا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہ کھلی ہوئی گمراہی اور حق سے انحراف ہے۔ [1]

توحید کی دوسری قسموں کی طرح اس قسم یعنی توحید اسماء و صفات سے اکثر مسلمان ناواقف ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی مخالفت کرتے رہتے ہیں جبکہ یہ بات متعین ہے کہ توحید ہی اسلام اور کفر کے درمیان قول فیصل ہے۔ کوئی انسان کتنا ہی زیادہ عابد و زاہد ہو۔ بکثرت نوافل ادا کرنے والا ہو۔ مختلف طریقوں سے اللہ کی قربت حاصل کرتا ہو، صلہ رحمی کرتا ہو، ان تمام اچھائیوں کے باوجود اگر اس نے عمر میں ایک مرتبہ بھی شرک کا ارتکاب کیا۔ غیر اللہ سے مدد طلب کیا۔ یا اللہ کی صفت کے مانند مخلوق کی صفت بیان کی تو اس کا سارا عمل باطل ہوگیا۔ اگر اس نے صدق دل سے توبہ نہیں کیا تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں داخل ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

''اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہوجائیں گے۔''

## توحید کی اہمیت اور شرک کے ہولناک خطرات:

درحقیقت توحید کا مسئلہ انتہائی اہم اور نازک ہے اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ سلفی حضرات سب سے زیادہ اسی کا اہتمام کرتے ہیں۔ رہے باقی علماء و مشائخ تو یہ لوگ مشرکانہ اعمال میں دندناتے پھرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اس کے بارے میں سلفی حضرات سے شدید اختلافات بھی رکھتے ہیں، جنگ و جدل کی راہ اختیار کرلیتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اصل مسئلہ نیت کا ہے اور ہماری نیت ٹھیک ہے جبکہ یہ لوگ اپنے اس مشرکانہ اعمال سے اللہ کی رضا چاہتے ہیں جوکہ سراسر غلط اور باطل ہے۔ کسی کی نیت کتنی ہی صالح اور اچھی کیوں نہ ہو اگر اس کا عمل صحیح نہیں ہے تو اس کی نیت اس کو کچھ نفع نہیں

---

[1] شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''القول السدید'' ص:۶۸ میں کہا ہے کہ صالحین کے معاملہ میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) اہل جفا: یہ صالحین کو ان کا جائز مقام نہیں دیتے ہیں۔ (۲) اہل غلو: یہ ان کو حد سے زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ (۳) اہل حق: یہ لوگ ان کو جائز اور صحیح مقام دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پہنچائے گی۔ بلکہ صالح نیت کے ساتھ ساتھ عمل کا صالح ہونا بھی ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الكهف: ١١٠)

''جو شخص اللہ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

نیت کے خالص ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور ہر قسم کے شرک سے باز رہے۔ اسی طرح کوئی عمل صالح اسی وقت ہوگا جب وہ سنت کے مطابق ہو۔ جیسا کہ مفسر ابن کثیر وغیرہ نے بیان کیا۔ [1] بہرحال توحید کی تینوں قسموں کو جاننا اور اس پر پورے اہتمام کے ساتھ عمل کرنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

## اتباع کے باب میں سلفیت اور دوسرے مذاہب کا موقف:

دوسرا اہم مسئلہ جس پر سلفی حضرات زیادہ زور دیتے ہیں اور اس کا خود اہتمام بھی کرتے ہیں وہ ہے مسئلہ اتباع یعنی اعمال میں کس کی اتباع کی جائے دینی احکام کہاں سے حاصل کئے جائیں، اسی طرح دین فہمی کا طریقہ کیا ہے؟ عام طور سے لوگوں کے ذہن و دماغ میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ بلوغت کے بعد ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کی تقلید کرے، اسی مذہب کو لازم پکڑے۔ اسی میں تفقہ حاصل کرے کسی بھی مسئلہ میں اس کی مخالفت ہرگز نہ کرے۔ وہ اس مذہب کی ایسی تقلید کرے کہ وہ عمل کرتا چلا جائے لیکن کبھی بھی اس عمل کی دلیل نہ پوچھے کہ یہ عمل کہاں سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی مسئلہ

[1] کسی بھی عمل کے قبول ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں: پہلی شرط: اخلاص یعنی وہ اپنے عمل میں مخلص ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عمل سنت کے موافق ہو۔ یہی کلمہ توحید کا تقاضا بھی ہے کیونکہ "لا إله إلا الله" سے اخلاص کی طرف اشارہ ہے یعنی بندے کی توجہ خالص اللہ کے لیے ہو۔ ((وأنّ محمدا رسول الله)) سے متابعت نبی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے امام یا عالم کے طریقے کو نہیں اپنانا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



میں اجتہاد کی کوشش کرے، کیونکہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اب اس کے سامنے تقلید کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

''تقلید'' عصر حاضر کا بہت نازک مسئلہ ہے اور یہ دین کے صحیح فہم میں بہت بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ تقلید کے پیروکار سے جب یہ سوال ہوتا ہے کہ تمہارا یہ عمل کس دلیل کی بنیاد پر ہے تو وہ صاف یہی کہتا ہے کہ ہم فلاں مذہب کے مقلد ہیں ہم اسی کے پیروکار ہیں ہم دلیل وغیرہ نہیں جانتے ہیں۔ اسی لیے سلفی حضرات اس مسئلے میں عوام الناس سے بہت مختلف ہیں۔ ان کے نزدیک دینی فہم اور شرعی احکام جاننے کے لیے ضروری ہے کہ براہ راست کتاب و سنت سے معلومات حاصل کی جائیں اس لیے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف: ۳)

''تم لوگ اس چیز کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے اولیاء کی بات نہ مانو۔''

اصل بات یہ ہے کہ دینی احکام ومسائل قرآن وحدیث سے ہی لینے چاہییں کیونکہ یہی دونوں اصل ہیں۔ لیکن ہر انسان کے اندر اتنی صلاحیت نہیں ہوتی ہے کہ وہ براہِ راست کتاب وسنت سے مسائل اخذ کر سکے۔ صاحب علم تو بآسانی کتاب وسنت سے مسائل اخذ کر سکتا ہے۔ لیکن ان پڑھ اور امی جس کے پاس دینی ذوق تو ضرور ہے لیکن لکھنا پڑھنا نہیں جانتا ہے اب ایسا شخص ایسے عالم کی بات پر عمل کرے گا جس کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ کتاب و سنت ہی سے مسائل اخذ بھی کرتا ہے اور بتاتا بھی ہے قابل اطمینان اور ثقہ بھی ہے جو نہ تو متعصب ہے اور نہ ہی مقلد۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۷)

''اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



یہاں اہل ذکر سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس قرآن وسنت کا علم ہو۔ ❶

## متعلّم غیر مجتہد:

مجتہد اور مقلد کے درمیان ایک طبقہ ایسا ہے جس کو ''متعلّم'' یا ''طالب علم'' کہا جاتا ہے۔ اس کو بھی زبان وادب قرآن وحدیث اور تفسیر پر اچھی خاصی معلومات ہوتی ہے۔ شرعی علوم پر درک حاصل ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مجتہد کے مانند ہے یا مقلد کے مثل ہے۔ یہ ان سے بہت مختلف ہے۔ اس کو ان کے برابر نہیں کیا جاسکتا حالانکہ اگر اس کے پاس قرآنی آیات واحادیث کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ ان کے معانی ومفہوم کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہے۔ پھر بھی یہ نہیں کہا سکتا کہ اس کو ساری معلومات حاصل ہیں بلکہ کچھ ایسی چیزیں ضرور ہیں جن کا علم اسے نہیں ہوتا ہے اس کے لیے وہ علماء سے رجوع کرتا ہے۔ وہ لوگ اس کی بہترین رہنمائی کرتے ہیں اور صحیح معلومات فراہم کرتے ہیں۔

مقلدین کی عادت ہے کہ وہ دنیاوی امور میں بہت چھان بین کرتے ہیں۔ کوئی شے خریدنی ہوتی ہے تو کئی دکانیں دیکھ کر صحیح اور غیر صحیح، اصلی اور نقلی میں مکمل تمیز کرکے اصلی سامان خریدتے ہیں۔ لیکن شرعی امور میں اصل اور نقلی میں تمیز کرنے کی کوشش نہیں کرتے گویا کہ شرعی احکام کی ان کے نزدیک اتنی زیادہ اہمیت نہیں ہے جتنی دنیاوی امور کی اور یہی

---

❶ امام نووی رحمہ اللہ نے ''المجموع'' کے مقدمہ میں کہا ہے (۱/۷۹) ''فتویٰ میں تساہل حرام ہے اور جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ تساہل برتتا ہے اس سے فتویٰ لینا حرام ہے۔'' امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں محمد بن سیرین سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''إن هذا العلم دين، فانظروا عمن تاخذون دينكم.'' ''یہ علم دین ہے لہٰذا اس شخص کو غور سے دیکھو جس سے دین حاصل کرتے ہو۔'' سوال میں تساہل بہت مذموم فعل ہے۔ بعض لوگ تساہل کے لیے موضوع روایتوں سے استدلال کرتے ہیں جیسے ''اختلاف امتی رحمة'' ''میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔'' اور ''من قلد عالما لقی الله سالما'' جس نے کسی عالم کی تقلید کی وہ اللہ تعالیٰ سے صحیح وسالم ملاقات کرے گا۔ (سلسلہ ضعیفہ: (۵۸۷) و (۵۵۱) حالانکہ نفسانی خواہشات پر عمل کرنا گمراہی کی علامت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ﴾ (القصص: ۵۰) ''اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جس نے بغیر اللہ کی ہدایت کے نفسانی خواہشات کی اتباع کی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



خسارے اور گمراہی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم اور فہم صحیح عطا کرے۔ آمین

### جھوٹے الزامات سے بری:

سلفی حضرات کا موقف یہی ہے کہ شرعی احکام کتاب وسنت سے لیا جائے۔ کتاب و سنت میں غور وفکر کر کے دینی فہم حاصل کی جائے۔ یہی موقف صحیح اور معتدل ہے۔ اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ اس کے باوجود مخالفین سلفیوں کی مخالفت کرتے رہتے ہیں ان پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ سلفی حضرات ائمہ اربعہ کو پسند نہیں کرتے، ان کو برا بھلا کہتے ہیں، ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں جبکہ یہ لوگ محض عداوت و دشمنی میں ایسی باتیں کہتے ہیں۔ ان الزامات کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا احترام اور ان کی قدر ومنزلت سب سے زیادہ سلفی حضرات ہی کرتے ہیں۔ یہ لوگ ان کو ان کا صحیح اور جائز مقام دیتے ہیں۔ ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کی جو باتیں قرآن وحدیث کے موافق ہوتی ہیں ان کو لے لیتے ہیں اور جو باتیں مخالف ہوتی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ سلفی حضرات ان کے الزامات واتہامات سے بالکل بری ہیں...... بعض لوگوں نے تقلید کے وجوب پر بڑی بڑی کتابیں سیاہ کر ڈالی ہیں تاکہ ان کتابوں کے ذریعہ لوگوں کو یہ تاثر دیں کہ سلفی لوگ تقلید کا انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط ہے بلکہ یہ لوگ تو جاہل کے لیے تقلید کو ثابت کرتے ہیں۔ [1]

### تربیت، تزکیہ اور صفائی قلب: [2]

**تیسرا مسئلہ: روحانی اور قلبی پاکیزگی:**...... ایک مسلمان کے لیے ظاہری

---

[1] صحیح بات یہ ہے کہ جاہل کے لیے بھی تقلید جائز نہیں ہے بلکہ وہ کتاب وسنت کے عالم سے مسئلہ دریافت کر کے اس پر عمل کرے گا۔ اس کا نام تقلید نہیں ہے بلکہ یہی اتباع ہے۔ تقلید تو بغیر دلیل کے کسی کی بات ماننے کا نام ہے اور یہ جائز نہیں اور یہی بات مقلدین کے یہاں ہے جب ان سے دلیل مانگو تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ (فافہم) از مترجم

[2] سلفی حضرات تربیت، تزکیہ اور صفائی قلب کا وہ مفہوم لیتے ہیں جو سلف صالحین کے یہاں معروف ومشہور تھا جبکہ اہل تصوف کے یہاں اس کا مفہوم بالکل مختلف ہے۔ اہل تصوف کے یہاں تزکیہ اور صفائی قلب کا وہ مفہوم ہے جس کو اہل طریقت اور اہل ذوق نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ایجاد کر لیا ہے اور جو مفہوم ان کو ان کے مشائخ ⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اور باطنی طہارت اور پاکیزگی بہت ضروری ہے۔ظاہری پاکیزگی یہ ہے کہ اس کا جسم اور کپڑا

⇦⇦ سے ملا ہے واضح رہے کہ ان کے کتنے مشائخ ایسے ہیں جنھیں کتاب وسنت کا ذرا بھی علم نہیں ہے چہ جائیکہ انھیں سلف صالحین کے راستے اور طریقے کی خبر ہو اور یہ بھی واضح رہے کہ بسا اوقات انسان اپنے طور پر بعض اعمال کو اچھا تصور کرتا ہے لیکن وہی اعمال کتاب وسنت کے مخالف ہونے کی وجہ سے اللہ کے نزدیک حرام ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کا حکم نہیں دیا ہے۔اس کی واضح مثال تین صحابی کا واقعہ ہے جو ازواج مطہرات کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی عبادات کے بارے میں سوال کرنے لگے جب انہیں بتایا گیا تو اس کو سن کر بعض نے کہا کہ میں شادی ہی نہیں کروں گا، بعض نے کہا میں کھانا ہی نہیں کھاؤں گا۔بعض نے کہا میں سوؤں گا نہیں جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی باتوں کو سنا تو فرمایا: "ما بال أقوام قالوا: كذا وكذا؟ كنتا أصلى وأنام، وأصوم وأفطر، واتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني." (صحيح بخاری ۳/ ۲۳۷، صحیح مسلم:۲/ ۱۰۲) ''اس قوم کا کیا ہوگا جنھوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں، میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور افطاری بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔'' اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اعمال پر نکیر کیوں کیا جبکہ ان کی نیتیں خالص تھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لیے انکار کیا تھا کہ ان کے وہ اعمال اور طریقۂ کار شریعت کے خلاف تھے۔کیونکہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے اسی طرح مسلسل نمازیں پڑھنا، شادی نہ کرنا اور مسلسل روزے رکھنا یہ سب شریعت کے خلاف ہیں۔اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان پر نکیر کی تھی۔رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام کی حیات مبارکہ میں کبھی کبھی ایسے مواقع آتے ہیں جن میں بعض صحابہ سے خلاف شرع اعمال سرزد ہو جاتے تھے پھر دوسرے صحابہ ان پر سختی سے نکیر کرتے تھے۔مثال کے طور پر ابن وضاح نے "البدع" ص۳۷ میں صحیح سند کے ساتھ عبداللہ بن جناب کا ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں بیٹھے سورۂ سجدہ کی تلاوت کر رہے تھے اور رو بھی رہے تھے۔اتنے میں میرے والد صاحب تشریف لائے ان کے ساتھ ان کی چھڑی بھی تھی وہ میری جانب متوجہ ہوئے تو میں نے کہا: اے ابا جان! مجھ کو کیا ہو گیا ہے؟ مجھ کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم عمالقہ کے ساتھ نہیں بیٹھے ہوئے تھے؟ پھر کہا کہ لگتا ہے کہ یہ زمانہ حقیقت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔اب غور کا مقام یہ ہے کہ وہ لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے لیکن اجتماعی شکل میں کسی مخصوص سورت کی تلاوت کرنا اور اس پر رونا یہ شریعت کے مخالف ہے۔اس لیے یہ حرام ہے اسی لیے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو زجر وتوبیخ کیا تھا اور قریب تھا کہ ان کو اس پر سزا بھی دیتے۔اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جنھیں کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔اب صوفیاء کے اعمال اور اوراد واذکار، ان کی نمازیں وغیرہ اسی انداز کی ہوتی ہیں۔ان کے اوراد واذکار جو مخصوص تعداد کے ساتھ ہوتے ہیں۔ان کی بعض نمازیں، یہ سب خلاف شرع ہونے کی وجہ سے حرام ہیں اور خلاف شرع عمل سے کبھی تزکیہ حاصل نہیں ہو سکتا۔اس لیے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ہر وہ عمل بجا لانا چاہیے جو شریعت سے ثابت ہوتا کہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو نہ کہ اس کا غضب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہر قسم کی غلاظت اور ناپاکی سے پاک ہو اور ظاہری عمل بھی کتاب وسنت کے مطابق ہو، باطنی طہارت یہ ہے کہ اس کا اعتقاد اس کا قلب وجگر، اس کی فکر شرک و بدعت اور ہر قسم کے باطل افکار وخیالات سے پاک ہو۔ توحید خالص کو اچھی طرح سمجھتا بھی ہو اور اس پر پختہ ایمان و یقین بھی ہو۔ اس کے سارے اعمال کتاب وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق ہوں نہ افراط ہو نہ تفریط ہو ہر طرح کے غلو سے پاک ہو۔ نماز پنجگانہ پابندی وقت کے ساتھ ساتھ سنت کے مطابق ادا کرتا ہو۔ یہ تزکیہ اور تصفیہ کا بہترین طریقہ ہے۔ لیکن لوگوں نے اس واضح اور پاکیزہ تعلیمات کو چھوڑ کر صوفیانہ طریقے کو اپنا لیا ہے جبکہ صوفیوں کے نزدیک روحانی اور قلبی پاکیزگی کے لیے ان کا اپنا خودساختہ طریقہ ہے۔ جو کتاب وسنت کے سراسر خلاف ہے۔ مشائخ تصوف نے طہارت و پاکیزگی کا خودساختہ طریقہ ایجاد کیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ یہ طریقہ قربت الٰہی کا بہترین طریقہ ہے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ تصوف کا پہلا درجہ ابتداع ہے اور بدعی اعمال واذکار ہیں اور اس کا آخری درجہ زندقہ ہے۔ انسان جب سب سے پہلے تصوف میں داخل ہوتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے کوئی عمل انجام دے اور یہی بدعی عمل اس کو اہل سنت سے جدا کرے گا نیز یہی بدعی عمل اس کے اور اہل سنت کے درمیان تفریق کرے گا۔ واضح رہے کہ اہل سنت کتاب وسنت کی واضح تعلیمات پر قائم ہیں سلف صالحین کے راستے کو لازم پکڑتے ہیں جبکہ صوفی انہی چیزوں سے اختلاف کرتا ہے اور اپنے آپ کو اہل سنت ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ ٹھیک ہے اگر آپ اہل سنت ہیں تو اپنے لیے خلاف شرع طریقہ مخصوص کیوں کرتے ہیں؟ کیوں ایسے اوراد واذکار کو اختیار کرکے انھیں لازم پکڑتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں۔ آپ کیوں مخصوص طریقہ اور مخصوص ذکر لازم پکڑے ہوئے ہیں؟ کیوں مسلمانوں کے اندر تفرقہ ڈالتے ہیں؟ کوئی شاذلی ہے، کوئی رفاعی ہے، کوئی قادری اور چشتی ہے یہ سب کہاں سے آ گئے؟ درحقیقت یہی طریقے اور یہی اعمال اللہ کے دین میں نئی نئی ایجادات ہیں اور یہی بدعت شریعت کے خلاف اعمال ہیں گویا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو کافی نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ ہی سلف صالحین کے فہم، ا،ا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے طریقے کو صحیح سمجھتے ہیں۔ بلکہ اپنے ذوق وطبع اور اپنی خواہش کے مطابق جو چاہتے ایجاد کر لیتے ہیں مگر انھیں یہ بات ضرور معلوم ہونی چاہیے کہ دین اسلام ان کی ایجادات ان کی بدعات وخرافات سے بری ہے۔ان کے من گھڑت اعمال اور طریقے سب ضلالت وگمراہی کے راستے ہیں اور قرآن وسنت سے دور کرنے کے ذریعے ہیں (یہی وجہ ہے کہ جب مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے کہ توحید کسے کہتے ہیں، اتباع رسول اللہ ﷺ کیا ہے؟ تو وہ لاعلمی کا اظہار کر دیتے ہیں اس کے برعکس صوفیوں کے طریقے، ان کے کارنامے، تقریباً ہر فرد کے زبان زد ہوتے ہیں (فالعیاذ باللہ) سلفی حضرات انہی طریقوں کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں اور کیوں نہ انکار کریں جبکہ یہ کلی طور پر اسلام کے مخالف ہیں۔ یہ صرف اصطلاح کی بات نہیں ہے جیسے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف اصطلاح کا فرق ہے رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں یہ اصطلاح نہیں تھی ورنہ باتیں وہی ہیں۔لیکن یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اگر صرف اصطلاح کی بات ہوتی تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا یہاں تو پورا ڈھانچہ ہی بدلا ہوا ہے۔قرآن مجید موجود ہے، احادیث نبویہ موجود ہیں ان دونوں میں کہیں ان کے عقیدے ان کے خود ساختہ اعمال نہیں دکھا سکتے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ صرف اصطلاح کا فرق ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہے ورنہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (فالعیاذ باللہ)

## نظریۂ کشف:

صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ تمام امور کے حقائق اور غیب کی باتیں جاننے کا بہترین طریقہ اور ذریعہ ''کشف'' ہے وہ کشف کے ذریعہ تمام چیزوں کا ادراک کر لیتے ہیں۔شریعت سے کچھ بھی رہنمائی نہیں حاصل کرتے بلکہ ان کا اپنا خود ساختہ طریقہ کشف ہی ان کے لیے کافی ہے۔بعض لوگ تو اپنی کتابوں کو آگ میں جلا ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ علم مُردوں یعنی میّت سے حاصل کرتے ہو اور ہم لوگ زندوں سے حاصل کرتے ہیں ایسا زندہ جو کبھی مرتا نہیں ہے۔ یہ نظریۂ کشف ہے جو سراسر باطل ہے۔ جب انسان ان کے طریقے اور تعلیمات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پر غور کرتا ہے تو ویسے ان کی ساری باتیں اسلام کے خلاف نظر آتی ہیں۔ بلکہ یہی کاہن کی باتیں ہیں اور یہی کہانت ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے ان کو ساری باتوں کی خبر کرتے ہیں، لیکن جب ان سے دلیل پوچھی جاتی ہے تو خاموش ہوجاتے ہیں بہرحال یہی ضلالت وگمراہی کا راستہ ہے لہٰذا اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

## بدعت سے اجتناب:

گزشتہ سطور میں جو تین اہم اور بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں وہی سلفی دعوت کے اصول ہیں لیکن اسی پر بس نہیں ہیں بلکہ مزید اور بھی ہیں جن سے سلفی دعوت متصف ہوتی ہے جیسے بدعات ومحدثات سے اجتناب، یہ بدعات اتنی خطرناک، اور بدنما داغ ہیں کہ جب سے یہ اسلام میں داخل ہوئیں اس کے حسن و جمال کو داغدار بنادیا اور اللہ کے احکام کو بدل دیا۔ اسلام کی روشن اور واضح تعلیمات کو سماج سے ختم کردیا۔ لوگوں کو ضلالت وگمراہی کے دلدل میں پھانس دیا۔ یہ سلفی حضرات ہیں جو ان کی غلطیوں کی گرفت کرتے ہیں، ان کے ناپاک عزائم سے لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں۔ ان کے اسلام مخالف عقائد ونظریات کو طشت ازبام کرتے ہیں۔ یہ جان لو کہ بدعت کوئی آسان چیز نہیں ہے اور نہ کوئی فروعی مسئلہ ہے، بلکہ یہ اللہ کی شریعت میں استدراک ہے اور اپنی رائے اور عقل سے قانون سازی ہے۔ پھر لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو مکمل کرکے نازل کیا تھا پھر اس کے بعد یہ آیت نازل کی تھی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ٣)

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کا اتمام کردیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کرلیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے اس نازل کردہ دین میں ان کی خودساختہ باتیں داخل نہیں ہیں۔ اب ان خودساختہ بدعات کو دین بنا کر پیش کرنا اور ان کو قربت الٰہی کا بہترین ذریعہ بنانا، یہ اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دین میں زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بدعات وخرافات کے بارے میں سخت تنبیہ کی تھی آپ ﷺ فرماتے ہیں: ((إیاکم ومحدثات الأمور)) ''تم نئی نئی باتوں یعنی بدعتوں سے بچتے رہو۔'' [1] یہ اتنا عظیم جملہ ہے اور اتنا اہم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خطبہ حاجت میں شامل کر لیا تھا اور ہر ہفتہ جمعہ کے خطبے میں پڑھتے بھی تھے یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدعت کی خطرناکی کو کتنی شدت سے محسوس کر رہے تھے اسی لیے امت کو بھی اس سے متنبہ کر رہے تھے اور کتاب وسنت کو لازم پکڑنے پر ابھارتے بھی رہتے تھے۔

بدعت سے اتنی سخت تنبیہ کے باوجود ان صوفیوں کی نگاہوں میں جیسے پردہ پڑا ہوا ہے اور کانوں میں ڈاٹ پڑا ہوا ہے کہ نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ ہی اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

## سلفی احادیث ضعیفہ اور موضوعہ سے بھی اجتناب کرتے ہیں:

آج کل موضوع اور ضعیف حدیثوں کا چلن بھی عام ہو گیا اور ان صوفیوں کا پورا اعتماد انہی موضوع اور ضعیف روایتوں پر ہے۔ ان کا اثر اسٹیج کے علماء وخطباء اور بڑے بڑے مصنفین

---

[1] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔ اتباع سنت اور اجتناب بدعت وخرافات پر کتاب وسنت میں بے شمار دلائل ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الاعراف: ١٠٦) ''تمہارے اوپر تمہارے رب کی جانب سے جو چیز نازل کی گئی ہے تم اس کی پیروی کرو، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی؟؟ اور مشرکوں سے اعراض کیجیے۔'' عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر بلیغ نصیحت کی جس سے آنکھیں اشکبار ہو گئیں، دل دہل گئے، کسی کہنے والے نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ آخری نصیحت تو نہیں ہے؟ آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ((أوصیکم بتقوی الله والسمع والطاعة، وإن عبدا حبشیا، فإنه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین، تمسکوا بها، وعضوا علیها بالنواجذ، وإیاکم ومحدثات الأمور، فإنه کل محدثة بدعة، وکل بدعة ضلالة.)) ''میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کا اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، بے شک تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا تم ایسے موقع پر میری سنت کو لازم پکڑو، ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور بدعتوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ومعلمین پر بھی اس طرح پڑا کہ دین کے نام پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں بھی موضوع اور ضعیف روایتیں بھری ہوئی ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ان جھوٹی روایتوں سے بَری ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے بڑی سختی کے ساتھ روکا ہے اور اس قسم کی موضوع روایتوں کو بیان کرنے کا انجام بڑا بھیانک بتایا ہے پھر بھی لوگ اس سے باز نہیں آتے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

(( كذب علي ليس ككذب على أحدكم . )) ❶

''یعنی میرے خلاف جھوٹ بولنا تم میں سے کسی کے خلاف جھوٹ بولنے کے مانند نہیں ہے۔''

سلفی دعوت اس کے سخت خلاف ہے۔ بلکہ یہی وہ تنہا دعوت ہے جو ضعیف اور موضوع کو صحیح احادیث سے الگ کرتی ہے۔

## محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے منہج دعوت کا سرسری جائزہ:

استاذ محمد عبد عباسی حفظہ اللہ نے اپنے خطاب میں ذکر کیا تھا کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا شمار سلفی داعیوں میں ہوتا ہے۔ بات بالکل صحیح ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ عقیدہ میں بہت ٹھوس سلفی تھے اور آپ حضرات نے ان کے خطاب میں تفصیل سے سلفی دعوت کے بارے میں سماعت فرمایا۔ انہوں نے واضح انداز میں اس حقیقت کا اظہار کیا کہ سلفی دعوت کتاب و سنت کی طرف دعوت دیتی ہے۔ اس کا مقصد وحید یہ ہے کہ کتاب وسنت کی تعلیمات عام ہو۔ لوگ اسلام کو قرآن و حدیث کی روشنی میں جاننے اور پہچاننے کی کوشش کریں اور تقلید کو دین و مذہب نہ بنائیں بلکہ اس سے قطعی پرہیز کریں۔ جب سلفی دعوت کا مذہب اور منہج یہ ہے تو اب یہ حقیقت بھی جان لینی چاہیے کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ عقیدہ میں ٹھوس سلفی مذہب پر قائم تھے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی ممالک میں بالعموم اور نجد و حجاز علاقے میں بالخصوص دعوت توحید کو عام کرنے میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بعد محمد بن

❶ صحيح بخاري، ٢/ ١١٢، صحيح مسلم: ٣/ ١٣٤٣.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



عبد الوہاب رحمہ اللہ کو ہی یہ مقام حاصل ہے اور غالباً ہر قسم کی شرک و بدعت، اوھام وخرافات اور بت پرستی کی غلاظت سے پاک وصاف توحید خالص پر توجہ دینے ہی کی وجہ سے سلفی دعوت پر مکمل توجہ نہیں دے سکے۔ کیونکہ خالص عقیدۂ توحید کے ساتھ ساتھ خالص اتباع نبی بھی ضروری ہے لیکن ان کے زمانہ میں، ان سے پہلے اور ان کے بعد بھی لوگوں نے مذہب ہی کو دین بنا رکھا تھا۔ تقلیدی جکڑ بندیوں میں لوگ گھرے ہوئے تھے۔ ❶

واضح رہے کہ جس نے تقلید کو ترک کیا وہ ہر قسم کے انحرافات سے محفوظ رہا۔ یہی وہ باتیں تھیں جن کی طرف استاذ عبدہ عباسی نے اپنے کلمات میں اشارہ کیا ہے۔ چونکہ شیخ الاسلام کی دعوت توحید تک محدود تھی اس لیے یہ دعوت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی دعوت سے بہت مختلف تھی۔ کیونکہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صرف توحید ہی کی دعوت نہیں دی تھی بلکہ انہوں نے عام اسلام کی دعوت کو کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے سختی سے احادیث ضعیفہ استعمال کرنے سے روکا اور اس بات سے بھی روکا کہ ضعیف احادیث

---

❶ یہاں شیخ رحمہ اللہ اس وقت کے تقلیدی ماحول کی طرف اشارہ کررہے ہیں بلکہ یہ ماحول آج بھی قائم ہے کہ لوگ احکام میں آج بھی حنبلی مذہب پر قائم ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ میں نے ''حنبلی مذہب'' کہا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب نہیں کہا ہے۔ کیونکہ دونوں میں بہت فرق ہے۔ آج کل بالعموم متاخرین حنابلہ کی تالیفات پر اعتماد کیا جاتا ہے جبکہ ان میں امام احمد رحمہ اللہ کے بہت سے اقوال واجتہادات کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ بلکہ بعض کتابوں میں اصحاب مذہب کے اقوال بھرے ہوئے ہیں ان میں کتاب وسنت سے کہیں کوئی دلیل نہیں ملتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ کو جب شیخ ابراہیم نے مرداوی کی کتاب ''الإنصاف'' پڑھنے کے لیے دی تو شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ میں نے پوری کتاب کا مطالعہ کیا لیکن شروع سے آخر تک صرف تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پایا۔ (دیکھو: فتاویٰ اور مسائل الشیخ عبدالرزاق عفیفی ۱/ ۵۵، ۵۶) بلکہ بعض ائمہ مذہب کے نزدیک تقلید اتنی عام ہوگئی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ مسائل اعتقاد میں لغزش کھا گئے۔ جیسے قاضی ابویعلی اور ابن قدامہ اگرچہ بعض نے ان کی جانب سے معذرت بھی کی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سلفی دعوت سے مراد مکمل اسلام ہے جس میں عقیدہ و احکام دونوں شامل ہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں لے کر مبعوث ہوئے تھے پھر ایک کو لے کر دوسرے کو چھوڑ دینا یا اس کو ثانوی مقام دینا صحیح نہیں ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ شیخ البانی شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تنقیص کر رہے ہیں بلکہ مقصود ان کا منہج بیان کرنا ہے تاکہ بعد کے لوگ بالخصوص طلبا اور اہل علم اس حقیقت کو سمجھیں اور اس سے استفادہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پر شرعی احکام کی بناء رکھی جائے۔ اس کے برعکس شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی دعوت میں یہ بات بالکل نہیں تھی۔ ان کی توجہ نہ تو حدیث پر تھی اور نہ ہی سلفی فقہ پر بلکہ وہ بھی مذہب کے اعتبار سے حنبلی تھے اور حدیث میں انھیں وہی مقام حاصل تھا جو ان کے غیر کو ہے۔ ان کا کوئی فقہی اثر بھی ایسا نہیں ہے جو اس بات میں ہماری رہنمائی کرے کہ وہ فقہی مسائل میں بھی علامہ ابن تیمیہ کی طرح سلفی منہج پر قائم تھے۔ ❶ غالباً ان کے سامنے کوئی عذر رہا ہوگا جس کی بناء پر انہوں نے ایسا کیا ہوگا جیسا کہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ حدیث کے معاملے میں وہ بھی دوسروں کی مانند تھے صحیح اور ضعیف کی معرفت ان کو زیادہ نہیں تھی۔ اس کی دلیل ان کی وہ کتاب ہے جو آج تک لوگوں میں عام ہے اس کا نام ہے "آداب المشي إلى المسجد" اس کے شروع میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت مذکور ہے جو بے حد ضعیف ہے۔ اس روایت کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے: ((فضيل بن مرزوق، عن عطية العوفي والسعدى ايضًا)) لیکن وہ عوفی سے زیادہ مشہور ہے" عن ابی سعید الخدری۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلے اور کہا: ((اللهم إنی أسألك بحق السائلين عليك وبحق ممشای هذا ❷ ......الخ

شیخ نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن اس کی ضعف کی طرف اشارہ نہیں

---

❶ جیسا کہ بتایا جاتا ہے کہ حدیث میں کتاب المحرر لابن عبد الهادی کی مختصر پائی جاتی ہے۔ شیخ محمد طحان نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ لیکن شیخ کی طرف سے یہ کوئی تعصب کی بنیاد پر نہیں تھا۔ بلکہ ان کی زیادہ توجہ اس وقت کے رائج شرک و بدعات پر تھی اور اس میں واضح طور پر سلفی عقیدہ کی مدافعت کی اور اس میں وہ کامیاب بھی رہے۔ اسی لیے وہ مسائل پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ لیکن علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی دعوت کامل اور شامل تھی۔ وہ عقیدہ و احکام سب کو شامل تھی۔

❷ مسند احمد: ۳/۲۱، ابن ماجہ: (۷۷۸) ابن خزیمہ نے التوحید: ۱/۴۶، الطبرانی نے الدعاء: (۴۲۱) مذکورہ سند سے۔ لیکن اس کی سند میں "عطیہ العوفی" سخت ضعیف بلکہ صاحب مناکیر ہے۔ خاص طور سے جب وہ ابوسعید سے روایت کرتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے ابوسعید کلبی سے روایت کیا ہے تو یہ متکلم فیہ شخص ہے۔ اس پر تفصیلی بحث کتاب "هدم المنارة" ص: ۱۴۰ میں موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کیا، نیز اس میں پائی جانے والی دونوں علّتوں کا بھی ذکر نہیں کیا دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث عقیدۂ توحید کے سخت خلاف ہے کیونکہ اس میں مخلوق سے واسطہ کا ذکر ہے اس قسم کی حدیث کا نہ صرف علامہ ابن تیمیہ ہی مخالفت کرتے ہیں بلکہ ہر وہ سلفی منہج وفکر کا شخص مخالفت کرے گا جس کے پاس ذرا بھی بصارت وبصیرت ہوگی کیونکہ اس میں صراحتاً مخلوق سے واسطہ لے کر دعا کرنے کا ذکر ہے جو کہ عقیدہ ومنہج کے سراسر خلاف ہے [1] اگر حدیث صحیح ہوتی تو اس کی کچھ تاویل بھی کی جاسکتی تھی جیسا کہ میں نے اپنی بعض کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف بھی ہے اور عقیدہ کے مخالف بھی ہے پھر اس کو مسجد کے آداب میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آدمی اپنے گھر سے نکلے تو اس طرح کی دعا پڑھے۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب میں بہت فرق ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی ہر دعوت، اور دعوت کے ہر گوشے میں سلفی تھے۔ جبکہ محمد عبد الوہاب رحمہ اللہ میں یہ بات نہیں تھی۔ میرا مقصد صرف اس بات کی طرف متنبہ کرنا تھا اور ہر صاحب حق کو اس کا جائز حق دینا تھا۔ الحمد للہ شیخ محمد عبد الوہاب کا میرے دل میں بہت احترام ہے اور علامہ ابن تیمیہ کے بعد وہی شخص ہیں جنہوں نے صدائے توحید بلند کیا اور اس راہ میں کسی ملامت گر کی پرواہ نہیں کی۔

## شیخ عبد عباسی کے کلام پر ایک تنبیہ:

شیخ عید عباسی نے اپنے خطاب میں بیان کیا کہ عام لوگ حتیٰ کہ کفارِ مکہ توحید ربوبیت پر یقین رکھتے تھے یہ بات بالکل درست ہے لیکن دوران کلام انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ لوگ اس بات پر بھی یقین رکھتے تھے کہ اللہ خالق ہے، مدبر اور حکیم بھی ہے۔ یہاں میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں میرا نقطہ نظر کچھ اور ہے۔ اگر وہ اپنے بیان میں صرف اتنا

---

[1] حقیقت یہ ہے کہ شیخ پر یہاں کوئی جرح مقصود نہیں ہے کیونکہ کسی بھی عالم سے خطا واقع ہوسکتی ہے۔ ممکن ہے کہ شیخ نے دوسروں کے اس حدیث کی تحسین کرنے کی وجہ سے دھوکہ میں واقع ہوگئے ہوں پھر بھی عقیدہ ہو یا احکام دونوں میں ضعیف احادیث سے اجتناب کرنا چاہیے، صحیح حدیثیں کافی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کہتے کہ وہ لوگ اللہ کے بارے میں خالق اور مدبر ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے تو کوئی بات نہیں تھی لیکن انہوں نے کہا کہ ان کا اللہ کے ''حکیم'' ہونے پر بھی یقین تھا یہ محل نظر ہے میں اس کو نہیں مانتا۔ کیونکہ کفار مکہ اللہ کو ''حکیم'' نہیں مانتے تھے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ میں اسی پر آپ لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اس صفت کے بارے میں بعض اسلامی جماعتیں بھی شک میں پڑ گئی ہیں۔ آپ اشاعرہ کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح اس صفت کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''حکیم'' حکم سے ہے ''حکمۃ'' سے نہیں اور حکیم ہے فعیل کے وزن پر جو بمعنی فاعل ہوتا ہے یعنی وہ حاکم ہے۔ [1] وہ حاکم اس معنی کر کے نہیں ہے کہ وہ اشیاء کو بناتا ہے پھر اس میں اس کی حکمت بھی شامل ہوتی ہے جب اشاعرہ کے نزدیک اس صفت کا یہ معنی ہے تو گویا کہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی کتابیں اس قسم کی باتوں سے بھری ہیں۔ ان سے جب سوال ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو عذاب دینے یا تکلیف دینے میں کیا حکمت ہے؟ اسی طرح جانوروں کو عذاب دینے میں کیا حکمت ہے؟

درحقیقت ایک پختہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی حکمت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ یہی کہتا ہے کہ اللہ کی حکمت کا مجھے علم نہیں ہے۔ اگرچہ بعض علماء توحید اس کی حکمت بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن میرا اعتقاد و یقین یہی ہے کہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے تصرفات میں اس کی حکمتوں کو نہیں تلاش کر سکے گا لہٰذا نتیجہ یہی نکلا کہ اس پر ایمان رکھا جائے گا جیسا کہ مومن کی صفت ہے کہ وہ غیب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ نمازیں قائم کرتے ہیں۔ اب غیب پر ایمان ہی

---

[1] علامہ ھراس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ''الحکیم'' بھی ہے۔ وہ یا تو فعیل بمعنی فاعل ہے یعنی ''ذوالحکم'' یعنی حکم والا یعنی وہی ذات اشیاء پر حکم لگاتی ہے یا فعیل بمعنی مفعل ہے یعنی جو اشیاء کو محکم اور مضبوط بناتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الحکیم'' ذوالحکمۃ کے معنی میں ہے۔ قرآن مجید میں ''الحکیم'' اور ''الحکم'' دونوں بکثرت موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے حکمت والا ہے اور ایسا حاکم ہے جو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ تعالی اللہ عما یقولون من التعطیل والتاویل.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



مومن صادق اور مومن کاذب کے درمیان صحیح فیصلہ کرے گا۔ جب اللہ نے اپنے حکیم ہونے کی صفت بیان کی ہے تو ہمیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے چاہے ہم اس کی حکمت سمجھ سکیں یا نہیں یا اس کی حکمت ہمارے سامنے ظاہر ہو یا نہ ہو۔ چونکہ اشاعرہ اللہ تعالیٰ کے بعض تصرفات کے ادراک میں عاجز ہوگئے ہیں اس لیے وہ نص قرآنی سے منحرف ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ اور ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ لَا يُسْأَلُوْنَ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں سوال نہ کیا جائے کیونکہ وہ وہ کام انجام دیتا ہے جس کے اندر کوئی حکمت نہیں۔ ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ کا مطلب ہے کہ وہ زمین کے ظالم و جابر حاکموں کے مانند اپنے جبروت کی حدود میں تصرف کرتا ہے وہ کسی عدل و انصاف کے ساتھ مقید نہیں ہے اور نہ ہی کسی حکمت کے ساتھ وہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ کہتے ہیں لیکن اس میں بھی غلو سے کام لیتے ہیں حتیٰ کہ قرآن و حدیث میں موجود بہت سی صفات کا انکار کردیتے ہیں اس کے باوجود ان کی تاویلیں کرتے رہتے ہیں، کیوں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کو منزہ کرتے ہیں۔ پھر یہ لوگ ان سب کو بھلا کر اللہ تعالیٰ کی وہ صفت بیان کرتے ہیں جو دنیاوی ظالم و جابر بادشاہوں کی ہوئی ہے یعنی وہ بغیر عدل وحکمت کے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یقولون۔

## اشاعرہ کے تناقضات:

جو شخص بھی فہم سلف اور منہج سلف سے روگردانی کرے گا اور کتاب و سنت کی واضح تعلیمات میں اپنی عقلی موشگافیوں سے گل کھلانا شروع کرے گا تو یقیناً گمراہی کے عمیق غار میں جا گرے گا۔ یہی حال اشاعرہ کا ہوا کہ انہوں نے کھل کر اپنی مشہور کتاب ''الجوهرة'' میں یہ کہہ دیا کہ ''اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں کو عذاب دے سکتا ہے اور نافرمانوں کو ثواب، اس کی شرح بعض اشاعرہ نے یہ کی ہے..... تعالى الله عما يقول الظالمون علوًا كبيرا...... کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو جہنم کے نچلے طبقہ میں ڈال سکتا ہے اور مردود ابلیس کو اس مقام میں پہنچا سکتا ہے جس مقام اعلیٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



((أرجوا ان اکون أنا هو)) [1] ''کہ میں اس میں ہوں گا۔'' اس طرح ضلالت وگمراہی والی بات کون کرے گا ظاہر بات ہے کہ جس کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اور وہ حق و ناحق میں کچھ بھی تمیز نہ کر سکتا ہو، جب ان لوگوں سے دلیل مانگی جاتی ہے کہ تم نے اتنی بڑی بات کس بنیاد پر کہی ہے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن میں آیت کریمہ مطلق ہے یعنی ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ یہ مطلق ہے اس کے اطلاق سے یہ معنی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے پاس عدل نہیں ہے حاشا اللہ۔ کیا اللہ تعالیٰ کوئی کام بغیر حکمت کے کرے گا۔ حاشا للہ۔ تعالیٰ اللہ عمّا یقولونہ.

## اہل سنت کا طریقہ استدلال:

اہل سنت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی ایک نص کو بنیاد بنا کر کسی مسئلہ پر حکم نہیں لگاتے ہیں بلکہ اس مسئلہ میں مختلف نصوص کو جمع کرتے ہیں پھر کوئی نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور ہم بھی یہی بات ہمیشہ کہتے رہتے ہیں۔ ''فعال لما یرید'' اس نص سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس کے درمیان اور اس کے عمل کے درمیان کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ حکیم نہیں ہے، وہ عادل نہیں ہے۔ اگر وہ ذات باری عدل نہیں کرے گا تو کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تو خود فرماتا ہے:

﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ٥ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾

''کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کے مانند کر دیں گے تمہیں کیا ہو گیا ہے تم لوگ کیسے حکم لگاتے ہو۔''

دنیا میں ظالم و جابر بادشاہوں کی حالت تو یہ ہے کہ اچھے اور صالح آدمی کو بالکل غرق کر دیتے ہیں اور اگر کوئی نوکری دیتے ہیں تو بہت معمولی قسم کی جس سے خود کا گزر اوقات بہت مشکل ہے اہل و عیال کی تو دور کی بات اسی طرح فاسق و فاجر، چور، ڈاکو وغیرہ کو اعلیٰ سے اعلیٰ نوکریاں اونچی سے اونچی تنخواہوں کے ساتھ دیتے ہیں یہ دنیاوی بادشاہوں کی حالت

---

[1] صحیح مسلم: ۱/۲۸۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے وہ اعلیٰ و اکمل ہے وہ صفت کمال کے منافی ہر چیز سے منزہ ہے میں انہی باتوں پر آپ لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتا تھا۔

اسی لیے سلفی دعوت تمام مسلمانوں کو کتاب و سنت کی طرف دعوت دیتی ہے۔ وہ علماء کلام کے قیل وقال سے دور رہنے کی دعوت دیتی ہے کیونکہ ان کے کلام میں الحاد و کفر ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی دیکھا۔ ❶

## دوسری دعوتوں کے مقابلے میں سلفی دعوت کی خصوصیت:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ سلفی دعوت اس معنی میں دوسری دعوتوں سے مل جاتی ہے کہ وہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی بنیاد کتاب و سنت ہے۔ اس طرح سلفی دعوت کی گویا کوئی فضیلت اور خصوصیت نہیں ہے لیکن جب آپ غور کریں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ سلفی دعوت صرف یہی نہیں کہتی ہے کہ کتاب و سنت کو بنیاد بناؤ یا احکام و مسائل میں انہی دونوں کی طرف رجوع کرو، بلکہ اس کی اہم دعوت یہ ہے جو دوسروں میں نہیں ہے کہ وہ یہ کہتی ہے کہ کتاب و سنت کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کرو جس طرح سلف صالحین نے سمجھا ہے۔ اپنے فہم کو ان کے فہم کے مطابق بنانے کی کوشش کرو۔ نیز انہی سلف صالحین کے منہج کو اختیار کرو۔ اس منہج کو نہیں اختیار کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اسی کی طرف رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں اشارہ کیا ہے جب آپ ﷺ نے فرمایا: ((کلها فی النار إلا واحدة)) یعنی سارے فرقے جہنمی ہیں سوائے ایک جماعت کے، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ جماعت کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هی ما أنا علیه و أصحابی)) یہ وہ جماعت ہے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ ایک دوسری روایت میں ہے: ((علیکم

❶ اسی لیے ائمہ کرام نے متفقہ طور پر علم کلام سے روکا ہے۔ امام شافعی نے کہا: میرا فیصلہ متکلمین کے بارے میں یہ ہے کہ ان پر کوڑے برسائے جائیں اور انھیں اونٹ پر بٹھا کر محلوں اور قبیلوں میں گھمایا جائے اور یہ صدا لگائی جائے: کہ جس نے متکلمین کے اقوال کو لیا اور کتاب و سنت کو چھوڑا اس کا یہی انجام ہوگا۔ (مناقب الشافعی للبیهقی: ۱/۴۶۲) شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۰۰ سنده صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين)) تم میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

جب آپ ان احادیث میں غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ ان میں وہ قید موجود ہے جس کو سلفی حضرات مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور وہ قید یہی ہے: کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین کا فہم یہی چیز ان کو دوسری جماعتوں سے ممتاز کرتی ہے اور یہی اصل ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف یہی نہیں کہا کہ جس پر میں ہوں یا صرف میری سنت کو لازم پکڑو بلکہ آپ نے صحابہ کرام کے بارے میں بھی کہا کہ جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب، میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔ یہ مفہوم قرآن مجید سے ماخوذ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء: ۱۱۵)

''اور جو شخص اس کے سامنے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مومنوں کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے پر چلتا ہے تو ہم اس کو اسی کا والی بنا دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔''

اب آپ غور کریں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کیوں کہا؟ یہ جملہ بیانیہ ہے جو بہت اہم ہے۔ وہ چاہتا تو صرف اتنا کہہ سکتا تھا کہ ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى﴾ لیکن اس نے رسول کی مخالفت میں اس جملے کو بھی ملا دیا: ﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی جو شخص مومنوں کے راستے کو چھوڑ دیتا ہے وہ بھی رسول کی مخالفت میں داخل ہے۔ یہی منہج سلف ہے۔ اسی بارے میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ علم وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



خلاصۂ کلام یہ کہ سلفی دعوت کی بنیاد یہ ہے کہ قرآن وسنت کا فہم اسی طرح ہو جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہر قسم کی بدعات وخرافات سے محفوظ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ ومنہج سے جب دور ہو گئے تو معتزلہ، جبریہ، قدریہ، شیعہ مرجیہ وغیرہ وغیرہ جیسے فرقے وجود میں آ گئے اور بہت سے اسلامی مفکرین منہج صحابہ سے ہٹ کر اسلام کے نام پر ایسی ایسی باتیں لکھتے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں لیکن یہ غلطیاں اور خرابیاں وہی گرفت کرسکتا ہے جو کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کے منہج پر قائم ہو۔ یہ چند نصیحتیں ہیں اور نصیحت مومنوں کے لیے نفع بخش ہے اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

والحمد للہ رب العالمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# سلفی منہج کی تعریف [1]

(تالیف......محمد بن عمر بن سالم بازمول)

معاشرے میں ''سلفی'' اور ''سلفی منہج'' بہت عام ہے۔ بعض لوگ ایسے ضرور پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو ''سلفی'' کہتے ہیں، لیکن ''سلفی'' کیا ہے، اس کا منہج و مسلک کیا ہے؟ لوگ اپنے آپ کو سلفی کیوں کہتے ہیں؟ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تو معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت انہی چاروں ائمہ کرام کی جانب اپنے آپ کو منسوب بھی کرتی ہے۔ مگر یہ ''سلفی'' کہاں سے آ گئے اور یہ اپنے آپ کو ''سلفی'' کیوں کہتے ہیں؟ ان کا عقیدہ و مسلک کیا ہے؟ آیئے! ان تمام سوالات کے جوابات آئندہ سطور میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کریں:

لیکن قبل اس کے کہ ہم مذکورہ سوالات کے جوابات میں داخل ہوں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ''سلفی'' اور ''منہج'' کے لغوی معنی معلوم کریں اور دیکھیں کہ اصحاب لغت نے ان دونوں لفظوں کے کیا معنی بتائے ہیں تا کہ باقی مباحث سمجھنے میں آسانی ہو۔

## ''سلفی'' کا لغوی مفہوم:

لفظ ''سلفی'' سلف کی طرف منسوب ہے۔ گزرے ہوئے آباء اجداد پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے گویا کہ آباء اجداد ''سلف'' ہیں، یہ لفظ مفرد ہے۔ اس کی جمع ''سُلّاف، واسلاف ہے، گزرے ہوئے لوگوں کے لیے ''قوم سلاف'' بولا جاتا ہے، اور ''منہج'' کا معنی واضح راستہ اور طریق ہے۔ یہاں مراد وہ راستہ اور وہ واضح علامت ہے جسے منزل تک رسائی کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔

اب سلفی سے مراد وہ واضح راستہ اور طریقہ ہے جس کو اختیار کرنے میں رسول اللہ ﷺ

[1] یہ مفید کتابچہ اس کی افادیت کے پیش نظر اس کتاب میں شامل کر دیا گیا تا کہ قارئین کو اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ معلومات مل سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی صحیح اتباع اور پیروی حاصل ہوتی ہے یا صحابہ کرام کے راستے پر چلنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے، کیونکہ انھوں نے کلی طور پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی تھی اور مضبوط طریقے سے سنت نبوی پر عمل پیرا تھے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ سلف صالحین کی طرف نسبت کر کے ''سلفی'' کہنا اہل علم سے ثابت ہے، اور ''سلفیہ'' وہی راستہ ہے جس پر اہل حدیث ہیں اور یہی اہل حدیث اہل سنت و الجماعت بھی ہیں۔ ان کو کبھی اہل حدیث، اہل سنت والجماعت، کبھی سلفی اور سلف کے پیروکار کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۠﴾

(النساء: ١١٥)

''جو شخص اس کے سامنے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر غیر کی پیروی کرتا ہے تو ہم اس کو اسی کا والی بنا دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔''

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت میں مومنوں کے راستے سے کیا مراد ہے؟ تو اس کا آسان سا جواب یہی ہے کہ اس سے وہ راستہ مراد ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گامزن تھے۔ اب اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستوں کو اختیار کرنا یہی غیر مومنوں کا راستہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عليكم بسنتي، وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي.)) [1]

[1] مسند احمد: ٤/١٢٦، ١٢٧، دارمی نے مقدمہ باب اتباع السنة میں، ترمذی نے كتاب العلم باب ما جاء فی الآخذ بالسنة واجتناب البدع میں نمبر حدیث: ٢٦٧٦، ابوداود نے کتاب السنہ، باب لزوم السنة حدیث: ۴٦٠٧ میں، ابن ماجہ نے مقدمہ باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين میں حدیث نمبر: ۴۲، ۴۵ اور امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں کہا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔ علامہ البانیؒ نے ارواء الغلیل ۸/۱۰۷ میں نقل کر کے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔، حدیث: نمبر ۲۴۵۵ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



''تم لوگ میری سنت کو لازم پکڑو، اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔''

ابوحاتم بن حبان نے رسول اللہ ﷺ کے قول ((علیکم بسنتی)) کے بارے میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول اس بات میں واضح دلیل ہے کہ جس نے بھی آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا، اس پر ہمیشگی اختیار کرتا رہا اور اسی سنت کے مطابق کہتا بھی رہا سنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے آراء واقوال کی طرف مائل نہیں ہوتا تو ایسا شخص اس جماعت سے ہوگا جو بروزِ قیامت جہنم سے نجات پائے گی۔

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تزال طائفة من أمتي علىٰ الحق ظاهرين ، لا يضرهم من يخذلهم حتى ياتي أمر الله .)) ❶

''میری امت کا ایک گروہ مسلسل حق پر غالب رہے گا، اس کو ذلیل وخوار کرنے والے اسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے، یعنی قیامت آجائے۔''

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے علی بن مدینی سے سنا، انھوں نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ اس حدیث سے مراد ''اہل حدیث'' ہیں۔ ❷

معاویہ بن ابوسفیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

((الا إن من قبلكم من أهل الكتاب افترقوا على ثنتين وسبعين ملة ، وإن هذه الملة ستفترق على ثلاث وسبعين ،

---

❶ یہ حدیث متواتر ہے۔ اقتضاء الصراط المستقیم ص۶، نظم المتناثر، ص ۹۳.

❷ سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الائمة المضلین، حدیث نمبر: ۲۲۲۹.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ثنتان وسبعون في النار و واحدة في الجنة، وهي الجماعة.)) ❶

''خبردار تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور یہ ملت تہتر فرقوں میں بٹے گی بہتر جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے۔''

امام ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر ہو بہو وہی چیزیں آئیں گی جو بنی اسرائیل پر آئی تھیں اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ جماعت کون سی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

## سلفی اصول وضوابط:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ سلفی جماعت تین اصولوں پر قائم ہیں:

۱: عبادت کی تمام قسموں کو صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ادا کرنا۔

۲: جماعت کو لازم پکڑے رہنا، اس سے علیحدگی نہ اختیار کرنا اور ہمیشہ سمع و طاعت کے اصول پر قائم رہنا۔

۳: ہر قسم کی بدعات وخرافات اور بدعتیوں سے دور رہنا۔

**سوال**: جناب! آپ نے سلفی جماعت کے اصول تو بتا دیے یہ تو صرف آپ کا دعویٰ ہوا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کوئی بھی دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے ان دعوؤں کی دلیل بتا دیجیے؟

**جواب**: یقیناً دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے۔ ہم آپ کو دلیل ضرور دیں گے اور یہ بھی

---

❶ مسند احمد: ۱۰۲/۴، ابوداؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة حدیث: ۴۵۹۲، الاجری نے الشریعة ۱۳۲/۱ محقق طبع، نمبر(۳) اس کی اسناد صحیح ہے۔ جامع الاصول: ۳۲/۱، سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی، ۲۰۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جان لیجیے کہ ہماری دلیل کسی عالم یا مفتی کا قول نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم سب کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اقوال مبارک ہوں گے۔اب دلیل ملاحظہ فرمائیے:

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(( وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا -بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ- مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا. وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. )) [1]

"رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم لوگوں کو بڑے فصیح و بلیغ انداز میں نصیحت کی، آنکھیں اشک بار ہوگئیں، دل دہل گئے اور خوفزدہ ہوگئے، یہاں تک کہ ایک صحابی پریشان ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ آخری نصیحت تو نہیں ہے؟ لہٰذا آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ اب آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ...... عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ .)) میں تمھیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور سمع و طاعت اختیار کرنے کی، اگرچہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا، اور یاد رکھو نئے نئے امور سے بچتے رہو، کیونکہ یہ ضلالت و گمراہی ہیں، اب اگر تم میں سے کوئی شخص اس کو پالے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس موقع پر میری سنت کو

[1] اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



لازم پکڑے اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لے، اور اس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رہے، یعنی فتنوں کے وقت مضبوطی کے ساتھ سنت پر قائم رہے۔"

دوسری دلیل ملاحظہ کیجیے! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا، يَرْضَى لَكُمْ: أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا، وَأَنْ تَنَاصَحُوْا، مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ وَيَسْخَطُ لَكُمْ: قِيْلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.)) [1]

"بے شک اللہ تعالیٰ تم سے تین باتوں سے خوش ہوتا ہے اور تم سے تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ جن تین باتوں سے خوش ہوتا ہے وہ یہ ہیں: تم سب اسی اللہ واحد کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اللہ تعالیٰ نے جس کو تمھارے امور کا حاکم بنادیا اس کے ساتھ خیر خواہی کرو اور جن تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے وہ یہ ہیں: قیل وقال سے، مال ضائع کرنے سے، اور کثرت سوال سے۔"

یہی معنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا:

www.KitaboSunnat.com

((نضر الله امرءًا سمع منا حديثًا فحفظه حتى يبلغه غيره، فرب حامل فقه ليس بفقيه، ورب حامل فقه إلى من هو أفقه منه، ثلاث خصال لا يغل عليهن قلب مسلم ابدا: إخلاص العمل لله، ومناصحة ولاة الأمر ولزوم الجماعة،

---

[1] موطا امام مالك، باب ما جاء في إضاعة المال، وذي الوجهين، حديث: ۱۸۶۳، مسند احمد میں بھی اسی طرح ہے۔ صحیح مسلم، كتاب الأضية باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة حديث نمبر: ۱۷۱۵، سوائے اس قول کے: "وأن تناصحوا من ولاه الله أمركم."

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



فإن دعوتهم تحيط بهم من ورائهم...... .)) ❶

''اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث کو سنا، پھر اس کو محفوظ کر لیا یہاں تک دوسروں کو پہنچاتا ہے کیونکہ بہت سے فقہ کے حامل فقیہ نہیں ہوتے ہیں اور بہت سے فقہ کے حامل اس کے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔ تین خصلتیں ایسی ہیں جن سے مسلمان کا دل کبھی بھی حسد نہیں کرتا ہے، اخلاص عمل، حاکم وقت کے لیے نصیحت اور جماعت کا التزام۔''

## سلف صالحین کے فہم کے مطابق

## کتاب وسنت کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کی اتباع کرنا

**سوال:** اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کی جائے، کیا وہ شخص آزاد ہے کہ جس طرح چاہے اپنی مرضی کے مطابق اس کی عبادت کرتا جائے یا شریعت نے کچھ اصول وضابطے متعین کیے ہیں؟

**جواب:** جی ہاں، شریعت نے عبادت کے اصول وضوابط ضرور متعین کیے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے جس طرح شریعت نے بتایا ہے اس میں انسانی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہے۔

**سوال:** کلمہ اخلاص کیا ہے؟ اور براہ کرم اس کلمے کی حقیقت واضح کر دیجیے؟

**جواب:** کلمہ اخلاص یہ ہے: ''اشهد ان لا اله الا الله ، واشهد ان محمدا عبده ورسوله'' اب اس کلمے کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے: اس کلمے کا اقرار کرنے والا کہتا ہے کہ ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' گویا دین اسلام انہی دونوں اصولوں پر قائم ہے۔ پہلی اصل یہ ہے کہ اس کلمے کا اقرار کرنے والا یہ کہتا ہے کہ اب صرف

❶ یہ حدیث مختلف سندوں سے ثابت ہے۔ ان میں سے بعض صحیح بعض حسن اور بعض میں علت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اب اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہیں کریں گے۔ عبادت کی جتنی قسمیں ہیں انھیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بجالائیں گے۔

دوسری اصل یہ ہے: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اب اپنی مرضی کے مطابق نہیں کریں گے، بلکہ جس طرح عبادت کرنے کا طریقہ ثابت ہے اسی طریقے سے اس کی عبادت کریں گے، یعنی شریعت سے جس طرح ثابت ہے اسی طرح اپنی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ وہ بنیادی اصول ہیں جن پر سلفی منہج قائم ہے، یعنی شریعت کی پیروی میں عبادت الٰہی کو انجام دینا۔ اب اگر کسی نے اس کی مخالفت کی تو وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إنـي قد تركت فيكم شيئين لن تضلوا بعدهما: كتاب الله، وسنتي، ولن يتفرقا حتى يردا عليّ الحوض.))[1]

''میں نے تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں تم ان دونوں کے بعد کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے: اللہ کی کتاب اور میری سنت، اور یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک دونوں کے دونوں میرے پاس حوض کے پاس آئیں گے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو خطاب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں فرمایا:

((يـايهـا الـناس، إني قد تركت فيكم ما إن اعتصمتم به فلن

---

[1] سنن دارقطني: ٤/٢٤٥، مستدرك (علوش ١/٢٨٤، نمبر ٣٢٤) بيهقي ١٠/١١٤، مجمع الزوائد ٩/١٦٣ میں ہے اس کو بزار نے روایت کیا ہے اس میں ایک راوی صالح بن موسیٰ الطلحی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ حاکم میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: عن ابی صالح عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انی قد تركت فيكم شيئين لن تضلوا بعدهما، كتاب الله وسنتى ولن يتفرقا حتى يردا علي الحوض." لیکن تمام سندوں میں ''صالح بن موسیٰ'' ہے لیکن حاکم وبیہقی نے اسی مقام پر ابن عباس سے حدیث نقل کیا ہے اس میں ہے: يـايها الناس، إني قد تركت فيكم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا كتاب الله وسنة نبيه صلی اللہ علیہ وسلم." موطا میں ہے: "تـركـت فيكـم امراً لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة نبيه." ان تمام شواہد سے حدیث حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تضلوا أبدا: كتاب الله، وسنة نبيه .)) ❶

''اے لوگو! میں نے تمھارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔''

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھارے درمیان دو امر کو چھوڑا ہے کہ اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((تركت فيكم......سنة نبيه ﷺ .)) ❷

حقیقت یہی ہے کہ جس نے بھی کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ ہدایت یاب ہو گیا اور یہ بات واضح رہے کہ مخلوق میں سب سے زیادہ کتاب وسنت کو جاننے اور سمجھنے والے صحابہ کرام ہیں لہٰذا جو شخص سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کی پیروی کرے گا وہ یقیناً کامیاب وکامران ہو گا۔

## جماعت کو لازم پکڑنا اور حاکم وقت کی سمع وطاعت کرنا ضروری ہے

سوال: سلف صالحین کی خصوصیت کیا ہے؟

جواب: سلف صالحین کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑتے ہیں۔ حاکم وقت کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور یاد رکھئے کہ ان حقوق میں سب سے اہم حق یہ ہے کہ ان کی سمع وطاعت کی جائے۔ ہاں، اگر وہ معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت

❶ پہلے گزر چکا ہے۔
❷ ابن عبدالبر نے تمہید میں اس کو نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نہیں ہے۔ [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء: ٥٩)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور حاکم وقت کی بھی بات مانو اگر وہ تم میں سے ہو، پھر اگر کسی معاملے میں تنازع ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اور اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ سب سے بہتر اور اچھی تاویل ہے۔''

اس آیت میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حاکم وقت کی اس وقت تک اطاعت ضروری ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کا حکم نہ دیں، علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قافلہ بھیجا۔ ایک انصاری شخص کو اس کا امیر بنا دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی بات مانیں تو وہ امیر لوگوں پر غصہ ہو گئے اور کہنے لگے: کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو اس بات کا حکم نہیں دیا تھا کہ تم لوگ میری بات مانو؟ لوگوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، امیر صاحب نے کہا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ تم لکڑیاں جمع کرو اور ان کو بھڑکا دو، پھر تم سب کے سب اس میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا کہ لکڑیاں جمع کیں اور اس کو بھڑکا دیا، پھر جب اس میں داخل ہونا چاہا تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی اس لیے کی ہے تا کہ آگ سے

---

[1] "لاطاعة لولي الأمر إذا امر بمعصية الله" یعنی حاکم وقت کی اس وقت اطاعت نہیں ہے جب وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں لیکن اگر وہ کسی حرام کام کرنے کا حکم دیں تو اس وقت ان کی نافرمانی واجب ہے بلکہ اللہ کا حکم اور اس کی اطاعت واجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نجات ملے تو کیا ہم اس میں داخل ہوجائیں؟ وہ آپس میں ایسے ہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور ان کا غصہ بھی کم ہوگیا۔ جب اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”لو دخلوها ما خرجوا منها ابدا، إنما الطاعة في المعروف“ اگر لوگ اس میں داخل ہوجاتے تو اس سے کبھی نجات نہ پاتے اور یاد رکھو کہ اطاعت معروف میں ہے۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((السمع والطاعة حق، مالم يؤمر بالمعصية، فإذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة.)) ❶

”سمع اور طاعت حق ہے جب تک معصیت کا حکم نہ دیا جائے لیکن جب معصیت کا حکم ہو تو ایسی صورت میں سمع و طاعت نہیں ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے حاکم وقت کی اطاعت کی بڑی اہمیت بتائی ہے، بلکہ اسے سلامتی کا راستہ قرار دیا ہے۔ بسر بن عبید اللہ حضرمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے بیان کیا، انھوں نے حذیفہ بن یمان سے سنا وہ کہتے تھے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بھلائی کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں آپ سے برائی کے بارے میں سوال کرتا تھا تاکہ اس کی نشاندہی ہوجائے اور اس میں واقع ہونے سے بچ سکوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دور جاہلیت اور شر میں تھے کہ رب العالمین نے ہم کو بھلائی سے نوازا، اب آپ فرمائیں کہ کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اور اس میں ”دخن“ ہوگا۔ میں نے سوال کیا: دخن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم ہوگی (اس کی صفت یہ ہوگی کہ) وہ میری ہدایت و رہنمائی کو چھوڑ کر دوسرے راستے کی طرف دعوت دے

❶ صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب السمع والطاعة للإمام (٢٩٥٥)، صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الإمام في غير معصية الخ...... (١٨٣٩).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



گی، تم ان کو پہچانو گے اور انکار بھی کرو گے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کچھ ایسے داعی ہوں گے جو جہنم کی طرف بلائیں گے جو شخص ان کی بات مان لے گا وہ اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ان کی پہچان بتا دیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں بات کریں گے، میں نے عرض کیا: اگر یہ زمانہ مجھ کو مل جائے تو آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور ان کے امام کو بھی لازم پکڑو۔'' میں نے عرض کیا: اگر مسلمانوں کی نہ کوئی جماعت ہو اور نہ ہی کوئی امام ہو تب کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان تمام فرقوں سے بچ کر رہو اور کسی درخت کے جڑ کو مضبوطی سے پکڑے رہو یہاں تک کہ تمھاری موت آجائے اور تم اسی پر قائم رہو۔ [1]

یہی حدیث کے دوسرے لفظ کے ساتھ وارد ہے اس میں ہے۔ ''سمع و طاعت واجب ہے اگر تمھارے مال و جائداد کو لے لیا جائے اور تم کو کوڑے لگائے جائیں'' ابوسلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم برائیوں میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھلائیوں سے نوازا اور ہم اسی بھلائی میں ہیں تو کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، سب نے عرض کیا: کیا اس برائی کے بعد بھی کوئی خیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، پھر میں نے عرض کیا: کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی برائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، سب نے کہا! کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ ایسے ائمہ و علماء ہوں گے جو نہ میری ہدایت پر رہیں گے اور نہ ہی میری سنت کو اختیار کریں گے۔ ان میں کچھ ایسے لوگ ہوں جن کے دل انسانی ڈھانچے میں شیطان کے دل ہوں گے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ اگر اس زمانے کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی حالت میں تم امیر کی سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تمھیں مارا جائے اور تمھاری جائداد کو لے لیا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب مناقب، باب عهد مات النبوة فى الاسلام، حديث: ٣٦٠٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جائے مگر سمع وطاعت کو کبھی نہ چھوڑنا۔

خالد بن خالد یشکری کہتے ہیں: تستر کے فتح کے وقت میں وہاں سے نکل کر کوفہ آ گیا تھا۔ وہاں ایک مسجد میں داخل ہوا، پھر میں ایک حلقہ میں شامل ہو گیا۔ اس میں ایک اچھے شکل وصورت والے شخص کو دیکھا، وہ حجاز کا لگ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہیں؟ لوگوں نے کہا: تم ان کو نہیں جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، میں نہیں جانتا ہوں۔ لوگوں نے بتایا: یہی حذیفہ بن یمان صاحب رسول اللہ ﷺ ہیں، پھر میں بیٹھ گیا۔ وہ لوگوں سے بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا: لوگ رسول اللہ ﷺ سے بھلائی کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں آپ سے برائیوں کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ یہ سن کر قوم نے ان پر نکیر کی تو انھوں نے کہا: میں عنقریب تمھیں بتاؤں گا جس کا تم انکار کر رہے ہو۔ جس وقت اسلام آیا تو ایسا امر لایا جو زمانۂ جاہلیت سے بالکل مختلف تھا اور مجھے قرآن حکیم میں فہم عطا کیا گیا۔ لوگ آتے اور بھلائی کے بارے میں سوال کرتے اور میں آپ سے برائی کے بارے میں سوال کرتا۔ سب نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی برائی ہے، جیسا کہ اس سے پہلے برائی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے بچنے کا راستہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تلوار، میں نے عرض کیا: کیا اس تلوار کے بعد بھی کچھ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ناپسندیدہ امارت ہوگی اور مصالحت ہوگی لیکن دلوں میں کینہ کپٹ موجود رہے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ضلالت وگمراہی کی طرف دعوت دینے والے پیدا ہوں گے تو اگر اس وقت اللہ کے لیے زمین میں کوئی خلیفہ ہو وہ تمھیں کوڑے لگائے، تمھارے مال پر قبضہ کر لے تب بھی اس کو لازم پکڑے رہو۔ ورنہ موت کو ترجیح دو اس حال میں کہ تم درخت کے جڑ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد دجال نکلے گا اس کے ساتھ آگ اور نہر ہوگی۔ جو اس کی آگ میں گر گیا اس کا اجر واجب ہو گیا اور اس کا گناہ بھی مٹا دیا گیا اور جو اس کی نہر میں گرا تو اس کا اجر ختم ہو گیا اور اس کا گناہ واجب ہو گیا۔ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نے کہا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا بچہ جنے گا، پس کوئی سوار نہیں ہوگا یہاں تک قیامت قائم ہو جائے گی۔ ❶

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حاکم وقت کی طاعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا ہے اگرچہ ہمیں اس کی عادت وحرکات پسند نہ ہوں۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ، وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ. قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ فَقَالَ: لَا مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ وُلَاتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُوْنَهُ فَاكْرَهُوْا عَمَلَهُ وَلَا تَنْزِعُوْا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ. قَالُوْا: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: لَا مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ، لَا مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ، أَلَا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ.)) ❷

''تمہارے بہتر حاکم وہ ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور وہ تم کو پسند کرتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے دعا کرتے ہیں اور تم ان کے لیے دعا کرتے ہو، اور تمہارے برے حاکم وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ تم کو ناپسند کرتے ہیں تم ان پر

❶ مسند احمد: ٥/٣٨٦، ابن حبان: ٢٩٨/١٣.

❷ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب خیار الآئمة وشرارهم، رقم الحدیث: ١٨٥٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



لعن طعن کرتے ہو اور وہ تم پر لعن طعن کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حاکموں کو تلوار سے نہ دفع کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں اور جب تم اپنے حاکموں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو دل سے اس کو برا جانو لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ مت کھینچو۔“

ایک روایت میں ہے: ”تمہارے بہتر امام وہ ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور وہ تم کو پسند کرتے ہیں۔ تم ان کو دعائیں دیتے ہو وہ تم کو دعائیں دیتے ہیں اور تمہارے برے حاکم وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تم کو ناپسند کرتے ہیں تم ان پر لعن طعن کرتے ہو اور وہ تم پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے برے حاکم کو ہم دور نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں لیکن جب کوئی کسی حاکم کو گناہ کا کام کرتے دیکھے تو اس کو برا جانے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔“

یقیناً رسول اللہ ﷺ نے امیر کی اطاعت کو بڑی اہمیت دی ہے بلکہ اس کو دخول جنت کا سبب بتایا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَأْبَىٰ؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَىٰ.)) [1]

”میری امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت

[1] صحيح بخارى، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الإقتداء بالسنن، (٧٢٨٠)، صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء غير معصية، حديث: ١٨٣٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيْرِي فَقَدْ عَصَانِيْ.)) ❶

"جس نے میری اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

مذکورہ بالا احادیث میں آپ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔ اسی طرح آپ نے امیر کی اطاعت کو دخول جنت کا سبب بتایا ہے اور اس کی نافرمانی کو جہنم میں داخلے کا سبب بتایا ہے۔ گویا نتیجہ یہ نکلا کہ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسی طرح جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جس نے امیر سے بیعت نہیں کی اور اس کی اطاعت سے خارج ہوگیا وہ مسلمانوں کی جماعت سے نکل گیا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ،

❶ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، حدیث(۷۱۲۷)، صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمر فی غیر معصیة، حدیث(۱۸۲۵).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ . ))❶

’’وہ مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ایسے مسلمان کا خون حلال نہیں ہے مگر تین میں سے کسی ایک وجہ سے: شادی شدہ زانی، نفس کے بدلے نفس، دین کو چھوڑنے والا جماعت کو چھوڑنے والا ہے۔‘‘

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ترک دین اور ترک جماعت کو ایک قرار دیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأَىٰ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً . ))❷

’’جس نے امیر میں کوئی ایسی چیز دیکھی جس کو وہ ناپسند کر رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس پر صبر کرلے کیونکہ جو بالشت بھر جماعت سے الگ ہوگیا وہ جاہلی موت مرا۔‘‘

نافع سے روایت ہے کہ:

((جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَىٰ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ حِيْنَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحَرَّةِ مَا كَانَ زَمَنَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: اطْرَحُوْا لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وِسَادَةً! فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ ، أَتَيْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً . ))❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الدیات، حدیث: (٦٨٧٨)، صحیح مسلم، کتاب القسامه والمحاربین، الخ، حدیث: (١٦٧٦).

❷ صحیح بخاری، کتاب الفتن، حدیث(١٥٤)، صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمین، الخ حدیث(١٨٤٨).

❸ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة......الخ، حدیث(١٨٥١).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



''عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن مطیع کے پاس تشریف لائے جس وقت یزید بن معاویہ کے زمانہ میں حرہ کا واقعہ پیش آیا تھا۔ عبد اللہ بن مطیع نے کہا کہ ابوعبد الرحمٰن کے لیے بیٹھک لاؤ انھوں نے کہا: میں آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے نہیں آیا ہوں۔ میں تو صرف اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے ایک حدیث بیان کروں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''جو شخص اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لے وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حال میں کہ اس نے کسی سے بیعت نہ کی ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔''

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ:

((وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا -بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ- مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا. وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.)) [1]

''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح کے بعد فصیح و بلیغ نصیحت کی جس سے آنکھیں نمناک ہوگئیں، دل دہل گئے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ آخری نصیحت ہے؟ آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں تقویٰ اور سمع و طاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگرچہ کوئی حبشی غلام ہی

[1] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا اور سنو تم لوگ نئے نئے امور سے بچتے رہو، کیونکہ یہ گمراہی ہے اور تم میں سے جو شخص اس کو پالے تو اس کو میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنی چاہیے اس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رہنا چاہیے۔''

یہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت ہے، اس میں آپ نے مندرجہ ذیل امور پر اختصار کیا ہے:

(۱)...... اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا کیونکہ تقویٰ تمام بھلائی کی اصل ہے۔

(۲)...... حاکم وقت کی اطاعت کرنا اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اسی میں دنیا اور مسلم معاشرے کی بھلائی ہے اور اختلاف کے موقع پر تقویٰ کی وصیت، حاکم وقت کی سمع وطاعت، سنت رسول ﷺ اور خلفاء راشدین کی سنت کی طرف رجوع، یہ فتنہ وفساد دفع کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی میں اصلاح مضمر ہے۔ آپ دوبارہ حدیث میں غور کریں تو محسوس کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے جملہ اسمیہ استعمال کیا ہے نہ کہ جملہ فعلیہ۔ مثلاً: آپ نے یہ نہیں کہا: ((اوصیکم بان تتقوا الله ، وان تسمعوا تطیعوا لامیر ولو تامر علیکم عبد حبشی)) بلکہ آپ نے ((اوصیکم بتقوی الله والسمع والطاعة)) استعمال کیا ہے جو جملہ اسمیہ ہے تاکہ یہ دوام وثبوت اور استقرار پر دلالت کرے بخلاف جملہ فعلیہ کے، کیونکہ یہ حدوث فعل پر دلالت کرتا ہے۔ نیز حدیث میں مسلمان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اس صفت کو لازم پکڑیں، تاکہ وہ دائم وثابت رہے اور یہ تقویٰ اور امیر کی سمع وطاعت اور اس سے عدم خروج کے لیے لازم ہے اور جب حالت یہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جماعت ضروری ہے۔ تمیم داری سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تعمیر مکان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے تو اس وقت عمر نے کہا: اے عرب کی جماعتو! زمین کو لازم پکڑو، کیونکہ نہیں ہے اسلام مگر جماعت کے ساتھ اور نہیں ہے جماعت مگر امارت کے ساتھ اور نہیں ہے امارت مگر طاعت کے ساتھ، پس جس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



قوم نے علم وفقہ کی بنیاد پر سردار بنایا ہوگا تو وہ اپنے لیے اور لوگوں کے لیے باعث حیات ہوگا اور جس کو قوم نے بغیر علم وفقہ کے سردار بنایا ہوگا تو وہ خود اپنے لیے اور قوم کے لیے باعث ہلاکت و بربادی ہوگا۔

اس بات کا علم ضروری ہے کہ بغیر جماعت کے دین نہیں اور بغیر امامت کے جماعت نہیں اور بغیر سمع و طاعت کے امامت نہیں اور حاکم وقت کی اطاعت اطاعت سے خروج سے سب سے بڑا فساد ہے اور ہدایت کی راہ سے راہِ فرار ہے۔ ❶

حسن بصری کہتے ہیں: اللہ کی قسم! دین بغیر حاکم کے قائم نہیں رہ سکتا، اگر وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو، اللہ کی قسم! ان کی اصلاح ان کے فساد سے زیادہ ہوتی ہے۔ ❷

ابن رجب کہتے ہیں کہ: حاکم وقت کی سمع و طاعت میں دنیا کی سعادت ہے، اُنہی کے ساتھ بندوں کی مصلحتیں ہیں، اُنہی کی وجہ سے اپنے دین کو غالب کرتے ہیں اور اپنے رب کی فرمانبرداری بھی کرتے ہیں۔ البتہ حاکم وقت کی اطاعت سے روگردانی کرنا، ان کے خلاف خروج اللہ اور اس کے رسول کی معصیت اور مخالفت ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ اور سلف صالحین کی بھی مخالفت ہے۔ ❸

## مسلمان حاکم وقت کے ظلم و زیادتی پر صبر کرنا ضروری ہے:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ''مسلمان حاکموں کے ظلم و زیادتی پر صبر کرنا اہل سنت والجماعت کے اصول میں داخل ہے۔'' ❹

یہ بات حق ہے کیونکہ حاکموں کے ظلم وعدوان پر صبر کرنے میں بہت بڑی مصلحت ہے اور اس سے مختلف قسم کے فساد کا ازالہ ہوتا ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ حاکم وقت کو نصیحت کرنا اور ان کے حق میں بھلائی چاہنا دین میں داخل ہے۔ جیسا کہ تمیم داری سے روایت ہے کہ نبی

❶ نصیحة مهمة ص ٢٣.
❷ جامع العلوم والحكم: ٢/١١٧.
❸ نصیحة مهمة ص ٢٩.
❹ مجموع الفتاوىٰ ٢٨/١٧٩، بواسطه /لسنة فيما يتعلق بولى الأمة ص ٤٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلـدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُوْلِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ.)) ❶

''دین نصیحت ہے، ہم نے کہا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور تمام ائمہ مسلمین اور عوام کے لیے۔''

حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ ''تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا ہے: اللہ کے لئے اخلاص عمل، (۲) مسلمان حاکم کے ساتھ خیر خواہی اور (۳) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ دعوت انہیں کے درمیان ہے۔''

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ان تینوں امور کو انجام دیا تو اس کے دل میں کسی قسم کا حسد، کینہ، عداوت و دشمنی نہیں رہے گی۔ ابونعیم اصبہانی کہتے ہیں کہ جس نے امیروں اور حاکموں کو نصیحت کی وہ ہدایت یاب ہوا اور جس نے ان کو دھوکہ دیا تو وہ راہِ حق سے بھٹک گیا اور اس نے ظلم کیا۔ ❷

بے شک جماعت کی اساس و بنیاد، دلوں کا باہم ملاپ اور فتنوں کے سامنے ثابت قدم رہنا یہی توحید ہے۔ جب یہ حقیقت مسلم ہے تو جاننا چاہیے کہ سلف کے نزدیک جہاد صرف امام وقت کے ساتھ ہے اور اسی کے حکم سے ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ أَطَـاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَـنْ يُـطِـعِ الْأَمِيْـرَ فَـقَـدْ أَطَـاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَـصَـانِـي، وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَـقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، حديث: ٥٥.

❷ فضيلة العادلين: ص ١٤٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



عَلَيْهِ مِنْهُ .)) ❶

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جو امیر کی اطاعت کرے گا اس نے گویا میری اطاعت کی اور جو امیر کی نافرمانی کرے گا اس نے میری نافرمانی کی، بے شک امام ڈھال ہے، اس کے پیچھے سے قتال کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ بچتے ہیں۔ اگر اس نے اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور انصاف کیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اگر اس کے خلاف کیا تو اس پر وبال ہے۔''

یہ لوگ اس کے ذمہ کی حفاظت کرتے ہیں، لہٰذا حلیف پر ظلم و زیادتی نہیں کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا .)) ❷

''جس نے کسی حلیف کو قتل کیا تو وہ جنت کی بو نہیں پائے گا جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔''

صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❸

''خبردار جس نے کسی حلیف پر ظلم کیا یا اس کی بدگوئی کی یا اس کی طاقت سے زیادہ اس کو مکلّف کیا یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کچھ لے لیا تو قیامت

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر باب یقاتل من وراء الامام، حدیث: (۲۹۵۷)، صحیح مسلم کتاب الإمارة باب وجوب طاعة الإمام، الخ حدیث: ۱۸۲۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب الجزیة باب اثم من قتل الخ، حدیث: ۳۱۶٦.

❸ ابوداؤد، کتاب الخراج والإمارة، حدیث: ۲۰۵۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے دن میں اس کے لیے حجت ہوں گا۔‘‘

یہ لوگ امام کے خلاف خروج کرتے ہیں اور نہ اس سے اختلاف کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو کافر قرار دیتے ہیں، ہاں اگر دلیل کی بنیاد پر ان سے کفر سرزد ہو تو ان کے خلاف اس وقت خروج کرتے ہیں جب انھیں مکمل یقین ہو کہ فساد پر قابو پالیں گے اور اس کے ملک پر اور لوگوں پر کوئی فساد برپا نہیں ہوگا۔ ورنہ اس سے باز رہنا بہتر اور واجب ہے۔

جنادہ بن امیہ سے روایت ہے کہ:

((دَخَلْنَا عَلٰی عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيْضٌ قُلْنَا: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، حَدِّثْ بِحَدِيْثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةً عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ.)) [1]

’’ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ بیمار تھے ہم نے عرض کیا کہ ہم سے حدیث بیان کیجیے اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا رکھے ایسی کوئی حدیث ہے جس سے اللہ تعالیٰ فائدہ دے اور جس کو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو انھوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بلایا، ہم نے آپ سے بیعت کی اور بیعت میں آپ ﷺ نے ہم سے یہ اقرار لیا کہ ہم خوشی و ناخوشی اور تنگی و فراخی الغرض ہر حال میں آپ ﷺ کا حکم سنیں گے اور اسے بجا لائیں گے گو ہم پر، دوسروں کو ترجیح ہی کیوں نہ دی جائے اور آپ ﷺ نے یہ بھی اقرار لیا کہ سلطنت کی بابت ہم حکمرانوں سے، جھگڑا نہیں کریں گے مگر اس صورت میں کہ جب اسے اعلانیہ کفر کرتے دیکھو یا کفر کہ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس

[1] صحيح بخاری، كتاب الفتن حديث: ٧٠٥٦، صحيح مسلم كتاب الإمارة حديث: ١٧٠٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دلیل بھی موجود ہو۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اسی لیے اہل سنت والجماعت کا اصول یہ ہے کہ ہمیشہ جماعت کو لازم پکڑے رہنا چاہیے اور امراء و حکام سے قتال نہیں کرنا چاہیے، کسی فتنے کے موقعے پر بھی قتال نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے برخلاف نفس پرست جیسے معتزلہ ہیں تو ان کا خیال یہ ہے کہ امراء و حکام سے قتال جائز ہے یہ ان کے اصول میں داخل ہے۔ [1]

یہ لوگ وہ طریقہ قطعی نہیں اختیار کرتے جو جماعت کے اختلاف کا سبب بنے، بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ امراء اور حکام سے حسن ظن رکھیں۔ اسی لیے یہ لوگ نہ تو منبر و محراب پر ان کا بے ادبی سے ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی جلسے جلوس میں یا اپنی تقریروں میں ان کے خلاف آوازیں کستے ہیں۔ اسی مفہوم پر گزشتہ نصوص دلالت کرتی ہیں اور یہی مفہوم سلف صالحین کے قول و عمل سے بھی ثابت ہے۔ یہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں ان سے کہا گیا تم عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کیوں نہیں جاتے، پھر ان سے بات کرتے تو انھوں نے کہا: کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ میں ان سے بات نہیں کرتا، میں تم کو سناؤں، اللہ کی قسم! میں ان سے بات کر چکا ہوں جو مجھ کو اپنے اور ان کے درمیان کرنا تھی، البتہ میں نے یہ نہیں چاہا کہ وہ بات کھولوں جس کا کھولنے والا پہلے میں ہی ہوں۔ [2]

یہ عبداللہ بن اوفی ہیں۔ مسند احمد میں ہے سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی اوفی کے پاس آیا۔ وہ نابینا تھے میں نے ان سے سلام کیا، انھوں نے مجھ سے کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں سعید بن جمہان ہوں۔ انھوں نے کہا: تمھارے والد نے کیا کیا؟ وہ کہتے تھے: میں نے کہا: ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی لعنت ہو ازارقہ پر، اللہ کی لعنت ہو ازارقہ پر۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ جہنم کے کتے ہیں۔ میں پوچھا کہ صرف ازارقہ یا خوارج بھی ان میں شامل ہیں؟ فرمایا: خوارج بھی ان میں شامل

---

[1] الإستقامة ٢/٢١٥.

[2] صحیح بخاری ٣٢٦٧، صحیح مسلم ٢٩٨٩، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے کہا: بادشاہ تو لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور ان کے ساتھ بدسلوکی بھی کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور اپنے ہاتھ سے شدت کے ساتھ دبادیا، پھر کہنے لگے: اے ابن جمہان تمھارے اوپر افسوس ہے، تم سواد اعظم کو لازم پکڑو، تم سواد اعظم کو لازم پکڑو، اگر بادشاہ تم سے کچھ سنے تم اس کے پاس اس کے گھر آؤ اور جو کچھ تم جانتے ہو اس کے متعلق اس کو خبر کرو اگر اس نے قبول کرلیا تو بہتر ہے ورنہ اسے چھوڑ دو کیونکہ تم اس سے زیادہ معلومات نہیں رکھتے ہو۔" ❶

# بدعت اور بدعتی سے اجتناب

**سوال:** بدعت اور بدعتی کے بارے میں سلفی حضرات کا کیا موقف ہے؟

**جواب:** سلفی حضرات کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خود بدعت اور بدعتی سے بچتے ہیں اور لوگوں کو بھی ان دونوں سے بچنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ اس سے خبردار کیا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.)) ❷

"تم لوگ دین میں نئے نئے امور سے بچو، کیونکہ یہ بہت بڑی گمراہی ہے، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس کو پالے تو اس موقع پر اس کو چاہیے کہ میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے اور اس پر مضبوطی سے جمارہے۔"

ہاں اگر کوئی بدعتیوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو اس وجہ سے ان کی مصاحبت اختیار

---

❶ الحاکم: ٣/٦٦٠، الطیالسی (٨٢٢)، ابن ابی عاصم فی السنة (٩٠٥)، الکامل لابن عدی ٢/٤٤٠.

❷ اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کرے تا کہ وہ بدعت کی تردید کرے گا۔ ان کو بدعت سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا، کیونکہ بدعت سے روکنا نفلی عبادات سے بہتر اور افضل ہے۔

سوال: آپ نے بڑی عجیب بات کہہ دی کہ بدعت سے روکنا نفلی عبادات سے افضل ہے، یہ کیسے؟

جواب: جی ہاں جناب! میں نے عجیب بات نہیں کی ہے بلکہ یہ تو اہل سنت کے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہی ہے: جب آپ سے پوچھا گیا کہ بھلا بتائیے کہ ایک شخص روزہ رکھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، اعتکاف بھی کرتا ہے آپ کے نزدیک وہ زیادہ بہتر ہے یا وہ شخص جو بدعت اور اہل بدعت کے بارے میں بات کرتا ہے؟ تو آپؒ نے بڑے اچھے انداز میں جواب دیا کہ جو شخص روزہ رکھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے اور اعتکاف کرتا ہے تو وہ یہ اعمال اپنے لیے کرتا ہے لیکن جو شخص بدعت اور اہل بدعت پر لب کشائی کرتا ہے تو وہ سارے مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے اور یہ زیادہ افضل ہے۔ [1]

ابو مظفر سمعانی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو ہمارے اوپر واجب قرار دیا گیا ہے اور ہمیں بدعت سے روکا گیا ہے اور اس پر زجر و توبیخ کی گئی ہے اور یاد رکھئے کہ اہل سنت کا شعار یہ ہے کہ وہ سلف صالحین کی پیروی کرتے ہیں اور ہر قسم کی بدعتوں کو لات مارتے ہیں۔ [2]

علامہ اصبہانی رحمہ اللہ نے کہا: آدمی کو ہر قسم کی بدعات و خرافات سے بچنا چاہیے کیونکہ ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو مکمل طور پر تصدیق کیا جائے۔ حدیث کے متعلق یہ نہ سوال کیا جائے کہ کیوں اور کیسے؟ اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ دین میں بحث و مباحثہ، جدل و کلام بھی بدعت ہے۔ یہ عمل دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر دیتا ہے اور ہمیشہ حق و صواب کی راہ میں مانع رہتا ہے اور یہ بات بھی واضح

---

[1] مجموع الفتاوی : ۲۸/ ۲۳۱.

[2] الإنتصار لأهل الحديث لابی المظفر السمعانی بواسطة صون المنطق والكلام (ص ۱۵۸).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہے کہ علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے بلکہ علم اتباع کا نام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی پیروی کی جائے اگرچہ علم تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، لیکن جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی مخالفت کی تو وہ ضلالت و گمراہی میں بھٹک گیا اگرچہ وہ بڑا علم والا ہی کیوں نہ ہو۔ ❶

سلفی حضرات کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ اہل بدعت کی صحبت سے منع کرتے ہیں۔

حسن سے منقول ہے: وہ کہتے ہیں کہ اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو ورنہ تمھارا دل بیمار ہوجائے گا۔ ❷

(۱)...... یا تو وہ دوسروں کے لیے فتنہ بنے گا۔ (۲)...... یا اس کے دل میں کچھ واقع ہوگا جس سے وہ گمراہ ہوکر جہنم میں جا گرے گا۔ (۳)...... یا وہ یہ کہے گا: واللہ! مجھے اس کی پروا نہیں ہے یہ وہ لوگ کیا بات کرتے ہیں میں تو اپنے آپ سے مطمئن ہوں، پھر جس نے بھی لحظہ بھر اپنے دین پر اللہ کو امین بنایا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو چھین لے گا۔ ❸

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے انھوں نے کہا: اہل ہواء ونفس کے ساتھ ہرگز مت بیٹھو، کیونکہ ان کی صحبت سے دل بیمار ہوجائے گا۔ ❹

اسی لیے آپ دیکھتے ہوں کہ یہ لوگ بدعت سے سخت منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بدعت کفر کا پوسٹ آفس ہے، یعنی یہی بدعت کفر کا راستہ ہموار کرتی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے شیخ نے فرمایا: حقیقت کافرہ نے بدعت فاجرہ سے شادی کی، پھر ان دونوں کے درمیان دنیا و آخرت کا خسارہ پیدا ہوا۔" یعنی جب کسی کے اندر کفر اور بدعت دونوں جمع ہوگئیں تو اس کا نتیجہ سوائے دنیا و آخرت کے خسارہ کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

---

❶ الحجة فی بیان المحجة، ۲/۴۳۷، ۴۳۸.

❷ کتاب فیه ما جاء فی البدع لابن وضاح/ تحقیق بدر البدر/ ص ۱۰۴، وبنحوه ص ۱۱۰.

❸ کتاب فیه ماجاء فی البدع لابن وضاح / تحقیق بدر البدر / ص ۱۰۴.

❹ الشریعة للآجری ص ٦٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پھر اگر اس نے اس گھاٹی کو پاڑ کرلیا اور نور سنت کی وجہ ان بدعات وخرافات سے نجات حاصل کرلیا۔ سلف صالح کی سچی پیروی کر کے جملہ خرافات سے اپنے آپ کو محفوظ و مامون کرلیا تو اب دوبارہ ان کو قریب آنے نہ دو ورنہ اس میں ملوث ہوجاؤ گے، پھر دوبارہ اس سے نکلنا مشکل ہوجائے گا۔

## سلفی منہج کی پیروی کا حکم

**سوال**: سلفی منہج کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: سلفی منہج کی پیروی ہی اصل دین ہے جس کی اتباع اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے ضروری ہے۔ یہی بات گزشتہ صفحات میں بھی بتائی گئی ہے۔

آجری محمد بن حسین رحمہ اللہ (م۳۶۰ھ) کہتے ہیں: ایک عقل مند مومن کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ کی روشن راہ کو اختیار کر کے، ائمہ کرام کے اقوال پر عمل کر کے جن کے ذکر سے وحشت نہیں محسوس ہوتی نجات پانے والی جماعت میں داخل ہوجائے، جیسے سفیان ثوری، اوزاعی، مالک بن انس، شافعی، احمد بن حنبل، ابوعبید القاسم بن سلام، اور ان میں وہ مشائخ بھی داخل ہیں جو ان سب کے نقش قدم پر تھے، جس چیز سے ان حضرات نے انکار کیا اس کا ہم بھی انکار کردیں گے اور جس کو انھوں نے قبول کیا اسے ہم بھی قبول کریں گے۔ اس کے علاوہ تمام چیزوں سے کنارہ کش ہوجائیں گے۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: مشروع علم، اور مشروع عبادت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو لیکن جو چیز بعد والے لوگوں سے ثابت ہے اسے اصل قرار دینا درست نہیں ہے اگرچہ اس کا موجد یا اس کا انجام دینے والا معذور ہو یا اجتہاد کی وجہ سے اجر کا مستحق ہوگیا ہو۔

---

[1] كتاب الأربعين حديثا للآجرى، تحقيق بدر البدر، اضواء السلف، (۱٤۲۰هـ).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اب جس نے اصول وفروع مسائل میں کتاب وسنت اور آثارِ صحابہ کو بنیاد بنایا تو اس نے نبوت کی راہ کو پالیا۔ اسی طرح جس نے ارادہ، عبادت، عمل اور اعمال کے اصول وفروع خواہ اس کا تعلق قلبی احوال سے ہو یا بدنی اعمال سے، ان سب کے متعلق سماع کی بنیاد ایمان و سنت اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ کو بنایا تو اس نے نبوت کی راہ کو پالیا اور یہی راستہ ائمہ کرام کا بھی ہے۔ [1]

## سلفی منہج کی پیروی کی فضیلت

**سوال:** اگر کوئی سلفی منہج کو اختیار کرلے تو اس کو کیا حاصل ہوگا؟

**جواب:** یقیناً جس نے سلفی منہج کی پیروی کی اس نے بہت بڑی فضیلت حاصل کرلی، مثلاً:

۱: سلفی منہج ہر قسم کے اختلافات سے نجات پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

۲: سلفی منہج ضلالت وگمراہی سے نجات پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

۳: اس کی طرف نسبت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا شرف ہے۔

۴: سلفی منہج کی پیروی سے شیطانی راستوں سے نجات پائی جاسکتی ہے۔

۵: سلفی منہج کی پیروی میں مسلمانوں کو ذلت ورسوائی سے کلی نجات حاصل ہے۔

۶: اسی منہج میں بیماری اور علاج کی صحیح تشخیص ہے۔

۷: اس میں مکمل شریعت ہے۔

۸: اسی منہج میں مکمل مکارم اخلاق ہے۔

۹: اسی منہج پر عمل کرکے مسلمان جہنم کے دردناک عذاب سے محفوظ ہوسکتا ہے۔

۱۰: اسی منہج پر عمل کرکے مسلمان جنت میں داخل ہوگا۔

۱۱: اسی منہج میں سنت کا احیا بھی ہے۔

۱۲: یہی سلفی منہج تحزب اور گروپ بندی سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔

---

[1] مجموع الفتاوی: ۱/۳۶۲، ۷۳۶۴.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ان فضیلتوں میں سے ہر فضیلت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس منہج کو مضبوطی سے پکڑنا واجب ہے۔

**تنبیه**...... ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو سلفی کہتا ہے یا اہل سنت والجماعت یا اہل حدیث کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے کوئی ضروری نہیں ہے کہ ایسا شخص واقعی انہی میں سے ہو۔ جب تک اس کے اعمال و کردار کو اچھی طرح جانچ و پڑتال نہ لیا جائے۔ کتاب وسنت کی واضح تعلیمات اور صحابہ کرام و تابعین عظام کے طرز عمل پر اس کو جانچ نہ لیا جائے۔ اگر اس کا عمل و کردار واقعتاً کتاب وسنت اور صحابہ کرام کے طرز عمل کے موافق ہے تو یقیناً وہ انہیں میں ہے اور اگر مخالف ہے تو نہیں۔

ابو مظفر سمعانی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور بدعت سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ نیز اہل سنت کا شعار یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی پیروی کرتے ہیں اور ہر قسم کی بدعات وخرافات سے دور رہتے ہیں۔ [1]

## سلفی کی علامات

سوال: اصلی سلفی کی پہچان کیا ہے؟

جواب: اصلی سلفی کی پہچان مندرجہ ذیل ہے۔ ان علامات کی بنیاد پر اصلی سلفی کو نقلی سلفی سے پہچانا جاسکتا ہے۔

۱: اصلی سلفی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے نزدیک دوستی اور دشمنی کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی سچی اور صحیح اتباع ہے۔

۲: ان کا شعار معاملہ میں مکمل اتباع ہے۔

۳: وہ تمام امور میں اعتدال پسندی کو اختیار کرتے ہیں۔

۴: وہ حق پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ ان کے اندر استقرار پایا جاتا ہے اور وہ باہم متفق ومتحد

[1] الإنتصار لأهل الحديث لابی المظفر السمعانی بواسطه صون المنطق والكلام، ص ۱۵۸.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رہتے ہیں۔

۵: وہ شرعی علوم کو حاصل کر کے انہی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور انہی کے مطابق دین کو قائم کرتے ہیں۔

اب آپ آئندہ سطور میں مذکورہ بالا علامات کی تفاصیل ملاحظہ فرمائیں:

## پہلی علامت

## دوستی ودشمنی کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی سچی اتباع ہے

سلفی حضرات کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے نزدیک کتاب وسنت کو چھوڑ کر دوستی ودشمنی یا ولاء وبراء کی کوئی دوسری بنیاد نہیں ہے۔ یہ لوگ کسی شخص یا کوئی کتاب یا کوئی اصول کو بنیاد بنا کر گروپ بندی کے قائل ہرگز نہیں ہیں۔

اب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر جس شخص نے بھی کسی دوسرے پیروکار کو دوستی اور دشمنی کا معیار بنایا وہ یقیناً گروپ بندی کا شکار ہوگیا اور ایسا شخص ہمیشہ افتراق وانتشار کا سبب بنتا رہے گا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حدیث افتراق پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے: ''ان فرقوں کی تعیین کے بارے میں علماء نے کتابیں لکھی ہیں، اپنے مقالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، لیکن متعین کر کے یہ کہنا کہ یہی فرقہ بہتر فرقوں میں سے ایک ہے اس کے لیے دلیل چاہیے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾ (الاعراف: ۳۳)

''تم کہہ دو کہ بے شک میرے رب نے تمام فواحش کو حرام قرار دیا ہے ان میں سے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرو جس کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں نازل کی اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ کے خلاف وہ بات کہو جس کو تم نہیں جانتے ہو۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌo اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَo﴾ (البقرہ: ١٦٨تا١٦٩)

’’اے لوگو! زمین میں جو پاکیزہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی مت کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تمہیں برائی اور فحش کاموں کا حکم دیتا ہے اور اس بات کا بھی کہ تم اللہ کے خلاف وہ بات کہو جس کو تم نہیں جانتے ہو۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (الاسراء: ٣١)

’’اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے تم اس کے پیچھے مت پڑو۔‘‘

کتنے ایسے لوگ ہیں جو ظن اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ان فرقوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ اہل سنت والجماعت سے ہیں اور جو ان کی مخالفت کرے وہ بدعتی ہے۔ لیکن یہ کھلی ہوئی گمراہی ہے کیونکہ اہل حق اور اہل سنت کا متبوع اور امام صرف ایک ہے، اور وہ رسول اللہ ﷺ ہیں جن کے بارے میں قرآن ناطق ہے:

﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰىo﴾ (النجم: ٣تا٤)

’’اور وہ خواہشات سے کچھ نہیں بولتے، وہ تو صرف ایک وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔‘‘

آپ ﷺ کی ہی ذات گرامی وہ ہے جس کی ہر بات کو تصدیق کرنا اور ہر اوامر میں آپ ﷺ کی پیروی کرنا واجب اور ضروری ہے۔ یقیناً آپ ﷺ کو چھوڑ کر یہ مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کسی دوسرے امام کو ہرگز نہیں حاصل ہے۔ بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ہر ایک کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ اب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر جس نے کسی ایسے شخص کو چن لیا کہ اسی سے محبت کرتا ہے اور اس کی موافقت بھی کرتا ہے وہ اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہے اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ بدعتی ہے، جیسا کہ یہ بات متکلمین کے گروپ میں زیادہ پائی جاتی ہے تو ایسا شخص یقیناً بدعتی ضلالت و گمراہی اور فرقہ پسند ہے۔ ❶

اس سے واضح ہوگیا کہ فرقہ ناجیہ کا سب سے زیادہ حقدار اہل حدیث وسنت ہیں، جن کا امام رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے اور یہی اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کے احوال اور اقوال وافعال کو سب سے زیادہ جانتے بھی ہیں۔ صحیح وغیر صحیح میں فرق کرتے ہیں، سنت کے معانی ومفاہیم کو صحیح طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت ہی دوستی و دشمنی کا معیار ہے۔ جو چیز رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے وہ دین نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ہی پر ان کا اعتقاد واعتماد ہے۔ ❷

---

❶ علامہ ابن تیمیہ مجموع الفتاویٰ ۷/ ۲۱۷، ۲۱۸ میں کہتے ہیں کہ کتاب وسنت میں اسلام ظاہر کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں: مومن یا منافق، منافق جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوگا اور دوسرا مومن ہے۔ پھر مومن کبھی ناقص الایمان ہوتا ہے اور کبھی مکمل ایمان والا ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ مقصود یہاں یہ ہے کہ کسی شخص کو محض اس کی گناہ کی وجہ سے، یا کسی بدعت کی وجہ سے اگرچہ وہ بدعت کی طرف بلاتا ہی کیوں نہ ہو، کافر نہیں کہا جاسکتا باطن میں، مگر یہ کہ وہ منافق ہو، لیکن جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان ہے لیکن وہ کسی بدعتی عمل کا مرتکب ہوگیا تو اسے کافر نہیں کہا جاسکتا۔ خوارج جو سب سے زیادہ بدعتی اور امت کے قاتل اور ان پر کفر کا حکم لگانے والے تھے۔ لیکن صحابہ نے انھیں کافر نہیں کہا نہ ہی علی رضی اللہ عنہ نے اور نہ کسی نے، بلکہ ان پر ظالم مسلمانوں کا حکم لگایا۔ یہی حکم بہتر فرقوں کا ہے۔ ان میں جو منافق ہے وہ باطن میں کافر ہے اور جو منافق نہیں ہے بلکہ باطن میں اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے تو وہ شخص باطن میں کافر نہیں ہے اور کبھی بعض میں نفاق کا حصہ ہوتا ہے اس میں وہ نفاق نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ سے جہنم کے نچلے طبقے میں ہوگا اور جس نے کہا کہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک کو کافر ہوگیا۔ ملت سے خارج ہوگیا تو اس نے کتاب وسنت اور اجماع صحابہ کی مخالفت کی، ائمہ اربعہ کی بھی مخالفت کی کیونکہ ان میں سے کسی نے بھی بہتر فرقوں میں سے کسی کو کافر نہیں کہا ہے بلکہ بعض مقالات بعض کو بعض کافر کہتا ہے۔

❷ مجموع الفتاوی ۳/ ۳۴۶، ۳۴۷.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



## دوسری علامت

## سلفی کا شعار اتباع ہے

وہ دینی امور جن کا اتفاق ہے اور وہ سنت جس کے خلاف بدعت وضلالت ہے ان کو بیان کرتے ہوئے ابومحمد عبداللہ بن ابی زید قیروانی کہتے ہیں کہ سنت کو قبول کرنا ہے یہ سنت نہ تو کسی رائے کی مخالفت کرتی ہے اور نہ ہی کسی قیاس کی، سلف صالحین نے جس سنت کی تاویل کی ہے ہم بھی اس کی تاویل کریں گے اور جس پر عمل کیا ہے ہم بھی اس پر عمل کریں گے اور جس کو انھوں نے چھوڑ دیا ہے ہم بھی اس کو چھوڑ دیں گے۔ ہمارے اندر اتنی ہمت ہے کہ جس کو انھوں نے مضبوطی سے پکڑا تھا ہم بھی اس کو مضبوطی سے پکڑیں۔ جس کو انھوں نے واضح طرح بیان کیا ان میں ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ان کے استنباطات کو مانیں گے۔ ان کی جماعت سے الگ ہونا پسند نہیں کریں گے۔ یہی اہل سنت کا قول ہے اور یہی امام مالک کا قول بھی ہے۔ (1)

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (ابن ابی زمنین) نے کہا: جان لو کہ سنت قرآن کی دلیل اور شرح ہے۔ اس کا ادراک عقل وقیاس سے نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ائمہ کرام کی اتباع کر کے ہی اس کو جانا جاسکتا ہے اور جس راہ پر جمہور امت گامزن ہے اس کو اپنا کر سنت کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ قوموں کا ذکر بڑے اچھے انداز میں کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝﴾ (الزمر: ۱۷تا۱۸)

”میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو جو بات کو سنتے ہیں تو اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی عقل مند ہیں۔“

(1) الجامع لابن ابی زید القیروانی (ص۱۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اور فرمایا:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

(الانعام: ۱۵۳)

''بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی پر چلو اور دوسرے مختلف راستوں پر مت چلو ورنہ تم کو اس کے راستے سے الگ کردیں گے، اسی کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم لوگ ڈرو۔'' ❶

ابومظفر سمعانی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور بدعت سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے اور اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ وہ سلف صالحین کی پیروی کرتے ہیں اور ہر قسم کی بدعت وضلالت سے باز رہتے ہیں۔ ❷

علامہ اصبہانی رحمہ اللہ نے کہا: آدمی کو چاہیے کہ وہ بدعات وخرافات سے بچے، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی تصدیق کا نام ہے اور سنت کے بارے میں ''کیوں'' اور ''کیسے چھوڑ دے'' دین میں بحث ومباحثہ بدعت ہے، اس سے دلوں میں شک پیدا ہوتا ہے اور حق وصواب کی پہچان کے مانع ہوتا ہے۔ علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اتباع کا نام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی پیروی کی جائے، اگرچہ علم میں کم ہی کیوں نہ ہوں اور جو شخص صحابہ اور تابعین کی مخالفت کرتا ہے وہ گمراہ ہے اگرچہ اس کے پاس بہت زیادہ علم ہی کیوں نہ ہو۔ ❸

انھوں نے یہ بھی کہا: ''لوگوں کے لیے دینی امور کو واضح کردیا ہے، لہٰذا ہمارے اوپر صرف اتباع باقی رہ گیا ہے کیونکہ دین اللہ کی جانب سے آیا ہے۔ لوگوں کے عقول وآراء پر

❶ اصول السنة لابن ابی زمنین مع تخریجه ریاض الجنة ص ۳۵.

❷ الإنتصار لأهل الحدیث للسمعانی بواسطة صون المنطق والکلام ص ۱۵۸

❸ الحجة فی بیان المحجة ۲/ ۴۳۷، ۴۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اس کی بنیاد نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے امت کے سامنے سنت کو واضح کر دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا جس نے دین کے کسی معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی تو وہ گمراہ ہو گیا۔''[1]

اب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر نہ تو کسی کو پیر و مرشد بنایا جا سکتا ہے نہ ہی صدر اور نہ ہی کوئی تنظیم یا گروپ بندی۔

وہ لوگ ان علماء کے پیروکار ہیں جو سلف صالحین کی فہم کی بنیاد پر کتاب وسنت کی اتباع کرتے ہیں۔ نہ ان کے پاس کوئی خفیہ تنظیم ہے اور نہ ہی پوشیدہ بیعت اور نہ ہی خفیہ ملاقات، نہ ہی کوئی باطنی ترتیب، وہ حاکم وقت سے کوئی شے پوشیدہ بھی نہیں رکھتے ہیں۔ بلکہ عام لوگوں سے بھی کسی چیز کو پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ حاکم وقت اور عام مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ائمہ کرام جیسے مالک، حماد بن زید، ثوری اور ان کی مانند دوسرے لوگوں نے وہی بات کہی جو شریعت مطہرہ لے کر آئی ہے۔ اسی میں ہدایت ہے اور اسی میں شفا بھی ہے۔ لیکن جس کو مسلمانوں کی راہ کا علم نہیں ہے وہ اس کے بدلے وہ چیز لیتا ہے جو ان کے پاس ہوتی ہے اور یہی بدعت وضلالت کا سبب بن جاتی ہے اور اسی وجہ سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی لیے لوگ کہتے ہیں: سنت کو مضبوطی سے پکڑنا اور اس پر قائم رہنا نجات کا سبب ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: سنت سفینۂ نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس کے پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا۔ یقیناً یہ مثال بالکل حق ہے کیونکہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں وہی لوگ سوار ہوئے تھے جنھوں نے نبیوں کی تصدیق کی تھی اور ان کی باتوں پر عمل کیا تھا۔ لیکن جو اس پر سوار نہیں ہوا اس نے یقیناً نبیوں کو جھٹلایا۔ واضح رہے کہ سنت کی اتباع درحقیقت اس شریعت کی اتباع ہے جو اللہ کی جانب سے آئی ہے۔ لہٰذا سنت کی پیروی کرنے

[1] الحجة في بيان المحجة ٢/ ٤٢٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



والا شخص اس مقام میں ہے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوگیا اور شریعت پر عمل نہ کرنے والا اس شخص کے مقام میں ہے جو کشتی میں سوار نہ ہوسکا۔

اسی طرح جب مومن بندہ فلسفیوں اور متکلمین کے مقالات میں غور وفکر کرتا ہے جن میں سراسر ضلالت وگمراہی ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ قرآن وسنت ان کے احوال واقعی کو کھول کھول کر واضح کرتے ہیں۔ حق و باطل کے درمیان واضح طور پر فرق بیان کرتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مخلوق میں سب سے زیادہ علم داں تھے۔ اسی طرح وہ کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد میں بھی وہ سب سے زیادہ مضبوط تھے۔ جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ان کے بارے میں کہا ہے: ''تم میں سے اگر کوئی اقتدا کرنا چاہتا ہے تو ان کی اقتدا کرے جو وفات پا چکے ہیں، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی۔ کیونکہ زندہ شخص فتنے سے مامون ومحفوظ نہیں ہے، یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک ساتھی تھے۔ امت کے نیک لوگ تھے، ان کا علم گہرا تھا، ان میں تکلف نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت اور دین قائم کرنے کے لیے پیدا کیا تھا۔ لہٰذا ان کے حق کو پہچانو، اور ان کی راہ کو مضبوطی سے پکڑ لو، بے شک وہ سب کے سب صراط مستقیم پر قائم تھے۔'' ❶

## تیسری علامت

# وہ تمام امور میں اعتدال پسندی کے قائل ہیں

اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ ❷ اعتدال پسندی دین کی اہم علامت ہے۔

❶ مجموع الفتاوی : ٤/١٣٧.

❷ الإسلام مقاصده وخصائصه، د محمد العقلة ص ٥٠ کو دیکھو، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ایسی خصوصیات عطا کی ہیں جن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء پر ممتاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افضل شریعت عطا کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو سب سے بہترین امت قرار دیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، انبیاء ورسل، آسمانی کتابوں پر ایمان لائے ہیں اعتدال پسندی سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو معروف کا حکم دیا اور منکر سے روکا۔ پاکیزہ اشیاء کو ان کے لیے حلال کیا اور ان پر خبائث کو ⇦

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾

⇐ حرام کر دیا۔ طیبات میں سے کچھ بھی ان پر حرام نہیں کیا جس طرح یہود پر کیا تھا۔ ان کے لیے خبائث کو حلال نہیں کیا جس طرح نصاریٰ نے حلال کر لیا تھا۔ طہارت ونجاست کے باب کو ان پر تنگ نہیں کیا جیسا یہود پر تنگ کیا تھا۔ ان سے حدیث اور خبث کی طہارت کو ختم نہیں کیا جیسے نصاریٰ پر ختم کر دیا تھا ان کے یہاں خباثت سے پاکیزگی واجب نہیں تھی اور نہ ہی نماز کے لیے وضو اور نہ نماز کے لیے نجاست سے اجتناب ضروری نہیں، بلکہ وہ بہت سی عبادتیں ناپاکی کی حالت میں ادا کرتے ہیں۔ وہ راہب کی فضیلت بیان کرتے ہیں کہ ''اس نے چالیس سال تک پانی نہیں چھوا'' اسی لیے وہ ختنہ نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے یہود کے یہاں جب عورت کو حالت حیض میں ہوتی ہے تو اس حالت میں نہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھائیں گے اور نہ ہی پانی پئیں گے اور نہ ہی اس کے ساتھ ایک گھر میں بیٹھیں گے۔ نصاریٰ کے یہاں حائضہ عورت سے وطی حرام نہیں۔ یہودی نجاست کو صاف نہیں کرتے بلکہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو اس کو قینچی سے کاٹ دیتے ہیں۔ نصاریٰ نے یہاں کوئی ایسی نجس چیز نہیں جس کا کھانا حرام ہو۔ جس کے ساتھ نماز حرام ہو، ان کے برخلاف مسلمان شریعت میں اعتدال پسند ہیں۔ انھوں نے منسوخ شریعت کی وجہ سے ناسخ شریعت کا انکار نہیں کیا جس طرح یہودیوں نے کیا اور نہ ہی کسی شرعی حکم کو بدلا اور نہ ہی کسی ایسی شریعت کا ایجاد کیا جس کا اللہ نے حکم نہ دیا ہو جس طرح نصاریٰ نے کیا۔ نہ ہی انھوں نے نصاریٰ کی طرح انبیاء وصالحین کے بارے میں غلو سے کام لیا اور نہ ہی یہودیوں کی طرح ان کی حق تلفی کی۔ نہ ہی خالق کو مخلوق کی صفت سے متصف کیا اور نہ ہی مخلوق کو خالق کی صفت سے متصف کیا جس طرح نصاریٰ نے کیا۔ انھوں نے اللہ کی عبادت کرنے میں یہود کی طرح تکبر نہیں کیا اور نہ ہی نصاریٰ کی طرح اس کی عبادت میں کسی کو شریک کیا۔ اسلام میں اہل سنت والجماعت کا مقام وہی ہے جیسے دوسری ملتوں میں اہل اسلام، یہ لوگ نہ تو اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور نہ اس کو دوسری مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ کی وہ صفت بیان کرتے ہیں جس کو اللہ نے خود اپنے لیے بیان کیا ہے یا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے۔ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ اس کے مانند کوئی شے نہیں ہے، ممثلہ کی تردید میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ معطلہ کی رد میں اللہ کا قول: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ وہ سیّد جو صفت کمال کا مستوجب ہے۔ الأحد: جس کا کوئی شریک وساجھی نہ ہو۔ اہل سنت اللہ تعالیٰ کے افعال میں بھی اعتدال پسند ہیں وہ معتزلہ کی طرح تقدیر کو جھٹلاتے نہیں اور نہ ہی جبریہ کی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کی رحمت وعدل کا انکار کرتے ہیں۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی اعتدال پسند ہیں نہ تو غلو کر کے ان کو الوہیت یا نبوت کے مقام پر پہنچاتے ہیں اور نہ ہی کسی کی تکفیر یا تفسیق کرتے ہیں۔ یہ لوگ امت کے بہترین لوگ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



''تو ہم کو صراط مستقیم کی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا غضب ہوا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کی راہ جو گمراہ تھے۔''

اس آیت کریمہ میں وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی یہ صفت بیان کی ہے نہ تو یہ یہودیوں کا راستہ ہے جو دین میں غلو کرتے ہیں اور نہ ہی نصاریٰ کا راستہ ہے جو عبادت میں غلو کرتے تھے، یہاں تک یہ لوگ شرعی حدود سے تجاوز کر گئے صرف عبادت ہی میں نہیں بلکہ عقیدہ میں بھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ (النساء: ۱۷۱)

''اے اہل کتاب! تم دین میں غلو مت کرو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا مت کہو، بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کا پیغمبر اور اس کا کلمہ ہیں جس کو مریم کی طرف القاء کیا ہے اور اس کی جانب سے روح ہے۔ لہٰذا تم لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لے آؤ اور نہ کہو یہ تین ہیں۔ اس سے باز آجاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ بے شک اللہ ایک معبود ہے وہ پاک ہے اس بات سے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو آسمانوں اور زمین میں ساری چیزیں اس کی ہیں اللہ ہی کارساز ہے۔''

اس آیت کریمہ کی روشنی میں جب صراط مستقیم یہود ونصاریٰ کے راستہ کے علاوہ ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہود ونصاریٰ کا راستہ غلو کا راستہ ہے تو معلوم ہوا کہ ''صراط مستقیم'' ایسا راستہ ہے جس میں غلو نہیں ہے وہ افراط وتفریط کے درمیان کا راستہ ہے۔ یہی وسطیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



(اعتدال پسندی) کا حقیقی مفہوم ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے خط کھینچا پھر فرمایا:

((هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: هٰذِهِ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ عَلَىٰ كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ - ثُمَّ قَرَأَ- ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾.)) ❶

"یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ مختلف راستے ہیں اس کے ہر راستے پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾"

"صراط مستقیم" افراط وتفریط کے درمیان وسط معنیٰ کا مقتضی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ:

((أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ.)) ❷

"اللہ کے نزدیک کون سا دین سب سے بہترین ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام۔"

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اہل سنت والجماعت کے بارے میں کہا: وہ وسط ہیں۔ اس لیے کہ وہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں اور اس کو بھی مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں اور جس ایمان ویقین پر مہاجرین وانصار میں سے پہلے

---

❶ مسند احمد ۱/۴۲۵، ۴٦٥، سنن دارمی مقدمة، كتاب السنة، لابن ابی عاصم ۱/۱۳، ابن حبان ۱/۱۸۰۔۱۸۱، مستدرك حاكم ۲/۳۱۸.

❷ مسند احمد (۲۱۰۷)، الادب المفرد للبخاری ص ۱۲۲، نمبر ۲۲۰، ۲۷۸، مسند عبد بن حمید المنتخب ۱/۴۹۷.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com


کے لوگ قائم ہیں اور وہ لوگ جنھوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ [1]

ان کے پاس نہ تو شدت ہے اور نہ ہی غلو اور نہ ہی کوئی ایسی علت بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے انقیاد و اتباع اور پیروی کرنے میں کوئی خلل واقع ہو۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا: ''اقتصاد'' اور ''تقصیر'' میں فرق یہ ہے کہ اقتصاد افراط وتفریط کے درمیان میانہ روی کا نام ہے۔اس کے دو کنارے ہیں اور دونوں کنارے اس کے ضد ہیں اور تقصیر حد سے تجاوز کرنا، لہٰذا مقصد میانہ روی کو اختیار کر کے مذکورہ دونوں کناروں سے اعراض کر جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (الفرقان: ٦٧)

''اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف سے کام نہیں لیتے نہ بخیلی سے بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾ (الاسراء: ٢٩)

''اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا مت رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا اور درماندہ بیٹھ جائے۔''

اور فرمایا:

﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾

''اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔''

پورا دین اسلام افراط اور تفریط کے درمیان ہے بلکہ آپ غور کریں تو دیکھیں گے کہ

---

[1] مجموع الفتاوی ٣/٣٧٥.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اسلام دوسرے ملل و مذاہب کے درمیان درمیانہ مذہب ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ سنت اور بدعت کے درمیان معتدل طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم دیا ہے اس میں شیطان کے دو راستے ہیں: یا تو وہ غلو کی طرف مائل کرے گا یا تفریط و تقصیر کی طرف لے جائیگا اور یاد رکھو یہ دونوں بہت بڑی آفت اور گمراہی کے راستے ہیں ان سے ہی شخص نجات پاسکتا ہے جو صدق دل سے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے گا اور لوگوں کے آراء واقوال کو ہمیشہ کے لیے ترک کردے گا۔

یہ دونوں راستے مہلک مرض ہیں جو اکثر لوگوں میں سرایت کر گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے ان دونوں ہلاکت خیز راہوں سے سختی سے متنبہ کیا ہے۔ کبھی کبھی یہ دونوں خصلتیں کسی ایک شخص میں پائی بھی جاتی ہیں۔ مثلاً: کسی معاملے میں وہ شخص بڑی کوتاہی سے کام لیتا ہے جبکہ وہی شخص دوسرے معاملے میں غلو سے کام لیتا ہے اور ہدایت یافتہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ [1]

اس کے برخلاف سلفی حضرات تشدد اور غلو، افراط و تفریط سے کافی دور رہتے ہیں۔ غلو کا معنی یہ ہے کسی شے میں مبالغہ کرنا اور حد سے تجاوز کرنا۔ اس میں تعمق کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ:

((قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ: هَاتِ الْقُطْ لِي فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ: بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ.)) [2]

''مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں مارنے کی صبح فرمایا، اس وقت آپ اپنی

---

[1] الروح: ص ٣٤٧.

[2] مسند احمد ٣/٢٥١، النسائی: کتاب الحج، باب التقاط الحصی، حدیث(٣٠٥٧)، ابن ماجة کتاب المناسك، باب قدر حصی الرمی، حدیث(٣٠٢٩) وابن خزيمة ٤/٢٧٤، والحاكم (١/٤٦٦.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اونٹنی پر سوار تھے آؤ اور میرے لیے کنکریاں چن لو، میں نے آپ کے لیے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چنیں جب میں نے ان کو آپ کے ہاتھ میں رکھا تو آپ نے فرمایا: اسی طرح کنکریاں مارنا اور دین میں سختی کرنے سے بچتے رہنا کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ دین میں غلو اور سختی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا إِنَّمَا بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين.)) [1]

”آسانی کرو، اور سختی نہ کرو، بشارت دو، متنفر مت کرو، بے شک تم کو آسانی دینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ سختی کے لئے۔“

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ، هَلَكَ المتنطعون، هلك المتنطعون.)) [2]

”حد سے تجاوز کرنے والے ہلاک ہوگئے، حد سے تجاوز کرنے والے ہلاک ہوگئے، حد سے تجاوز کرنے والے ہلاک ہوگئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلو بہت مہلک عمل ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

## چوتھی علامت

## یہ لوگ اتفاق و اتحاد کو پسند کرتے ہیں اور حق پر ثابت قدم رہتے ہیں

سلفی حضرات گروپ بندی ہرگز نہیں پسند کرتے ہیں بلکہ یہ ہمیشہ جماعت بندی اور وحدت پسندی کے حریص ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات ضرور واضح رہے کہ یہ لوگ وہ جماعت

[1] صحيح بخاری، كتاب العلم باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم حديث(٦٩)، صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب في الأمر بالتيسير وترك التنفير، حديث: ١٧٣٤.

[2] صحيح مسلم، كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، حديث: ٢٦٧٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پسند کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے منہج پر قائم ہو۔

ابومظفر سمعانی کہتے ہیں: اہل حدیث کے حق پر ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اگر آپ ان کی کتابوں کا شروع سے آخر تک مطالعہ کریں گے، خواہ وہ کتابیں قدیم ہوں یا جدید، ان کے لکھنے والوں کی جگہ اور شہر اور زمانہ مختلف ہے۔ آپس میں ملکی فاصلہ بھی واقع ہے، کوئی مشرق میں رہتا ہے تو کوئی مغرب میں، ان تمام اختلاف مکان و زمان کے باوجود ان کی کتابوں میں ہرگز اختلاف نہیں پائیں گے۔ مثلاً: مسائل عقیدہ ایک ہی جیسا ہوگا۔ انداز بیان میں اختلاف ہوسکتا ہے لیکن نفس مسئلہ ایک جیسا ہوگا۔ ان کا قول و فعل ایک جیسا ہوگا۔ ان میں آپ ذرا بھی اختلاف نہیں پاسکتے ہیں۔ ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو جمع کریں اور جس کو انھوں نے اپنے اسلاف سے نقل کیا ہے اس کو جمع کریں، جب سب کو ملائیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ سب ایک ہی جگہ سے جاری ہوئے ہیں۔ ان کے حق پر ہونے کی اس سے واضح دلیل اور کیا ہوسکتی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا﴾ (النساء: ۸۲)

”وہ لوگ قرآن میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے ہیں اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا تو اس میں یہ لوگ بہت زیادہ اختلافات پاتے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

”تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور ٹولیوں ٹولیوں میں مت بٹ جاؤ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



نے تمھارے دلوں میں الفت ومحبت میں ڈال دیا، پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔“

اس کے برخلاف جب آپ بدعتی اور نفس پرست کو دیکھیں گے تو انھیں آپ ٹولیوں اور جماعتوں میں بٹا ہوا پائیں گے۔ ان میں سے دو کا اعتقاد بھی ایک جیسا نہیں ہو گا۔ کچھ نہ کچھ نئی چیز لاتے ہی رہتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ بیٹا باپ کو کافر قرار دے رہا ہے۔ آدمی اپنے بھائی کو کافر کہہ رہا ہے۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کو کافر بنا رہا ہے غرضیکہ اسی باہمی انتشار میں ان کی عمریں ختم ہو جاتی ہیں لیکن ان کی باتوں میں یکسانیت نہیں ہو پاتی ہے۔ آپ ان کو ضرور اکٹھا دیکھیں گے لیکن ان کے قلوب وضمائر مختلف ہیں کیونکہ یہ ناسمجھ قوم ہے۔

کیا آپ نے معتزلہ کے بارے میں نہیں سنا۔ یہ لقب میں متحد ہیں، اس کے باوجود بغداد کا معتزلی بصرہ کے معتزلی کو کافر بناتا ہے اور بصرہ کا معتزلی بغداد کے معتزلی کو کافر بناتا ہے۔ ابوعلی جبائی کے اصحاب ان کے بیٹے ابوہاشم کی تکفیر کرتے۔ اسی طرح ابوہاشم کے اصحاب اس کے پاس ابوعلی کی تکفیر کرتے ہیں۔

اس طرح ان کے جتنے بڑے بڑے حضرات ہیں آپ ان کو ایک دوسرے سے جدا ہی دیکھیں گے۔ وحدت اور ہم آہنگی کبھی نہیں پائیں گے۔ ایک دوسرے کو کافر قرار دینا اور ایک دوسرے سے براءت اختیار کرنا گویا ان کی عادت بن چکی ہے۔

یہی حال خوارج اور روافض کا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ ان کے باطل ہونے پر اس سے واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ﴾ (الانعام: ۱۵۹)

”بے شک جنھوں نے اپنے دین کو الگ کر لیا اور گروہ گروہ بن گئے تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے بس ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اس کے برعکس اہل حدیث میں جو باہمی یکجہتی اور رواداری، باہمی اتفاق واتحاد پایا جاتا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے یہاں دین کا مرجع کتاب وسنت ہے۔ اسی کو انھوں نے بنیاد بنایا ہے۔ اسی لیے ان کے اندر اتفاق واتحاد پایا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اہل بدعت نے دین معقولات اور آراء ونظریات سے لیا ہے۔ اسی لیے ان کے اندر افتراق وانتشار اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ ثقہ راویوں کی روایت اور نقل میں اختلاف بہت کم ہوتا ہے اور اگر کبھی کسی لفظ یا کسی کلمہ میں اختلاف ہو بھی گیا تو اس سے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ لیکن عقلی دلائل میں بہت کم یکسانیت ہوتی ہے بلکہ ہر ایک کی عقلی دلیل دوسرے کی عقلی دلیل سے مختلف ہوتی ہے یہ بہت واضح حقیقت ہے۔

احکام ومسائل میں صحابہ کرام میں بھی اختلاف ہو گیا تھا اور یہ اختلاف اس وجہ سے ہوا تھا کہ انھیں کتاب وسنت میں کوئی واضح نص نہیں ملی تھی مگر یہ اختلاف ان کے افتراق وانتشار کا سبب ہرگز نہیں بنا وہ ہمیشہ باہم متفق ومتحد رہے۔

لیکن بعد میں جب نفس پرستی کا ماحول پیدا ہو گیا جو انھیں جہنم میں لے جانے کا سبب بھی بنا۔ وہیں سے عداوت و دشمنی کی فضا ہموار ہوئی اور وہیں سے لوگ ٹولیوں اور گروپوں میں بٹنا شروع ہو گئے۔ بھائی چارہ کا ماحول ختم ہونے لگا۔ الفت ومحبت کی زنجیر ٹوٹنے لگی۔ اس سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ اختلاف وانتشار کا اصل سبب بعد کے نئے نئے مسائل بنے۔ جن مسائل کو شیطان خوبصورت بنا کر ان کے پیش کیا اور ان کے اولیاء نے ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کر لیا نتیجہ یہ نکلا کہ آپس میں ٹولیوں میں بٹ گئے اور ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگانے لگے۔

کتنے ایسے نئے نئے مسائل پیدا ہوئے جن کا بظاہر کتاب وسنت میں کوئی حل نہیں مل سکا۔ امت میں اس میں غور وفکر کیا۔ رائیں مختلف ہو گئیں لیکن یہ اختلاف رائے ان کے باہمی اختلاف کا سبب نہیں بن سکا۔ اسے اسلامی مسئلہ کا نام دیا جا سکتا ہے کیونکہ سب کی نیتیں خالص تھیں۔ حق وصواب تک پہنچنے کے لیے سب کوششیں کر رہے تھے۔ ایسے موقع پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com


اختلاف رائے ہونا ضروری ہے مگر یہ اختلاف رائے باہمی اختلافات کا سبب نہیں بنتا۔ اس کے برخلاف جب مسئلے میں اختلاف ہو اور وہ اختلاف افتراق و انتشار کا سبب بنے تو ایسے مسئلے کو اسلامی مسئلے کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ شیطانی مکروفریب کہا جاسکتا ہے۔ اس سے اجتناب ہر ہوش وحواس رکھنے والے انسان کے لیے ضروری ہے کیونکہ جب ہم نے اسلام کو مضبوطی سے پکڑلیا ہے تو اس نے یہ شرط لگائی ہے کہ ہم آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔ اگر بھائی بھائی نہیں بن سکتے تو پھر اسلام کہاں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

’’تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں میں الفت و محبت میں ڈال دیا، پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔‘‘ [1]

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ’’آپ متکلمین کو دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر ایک قول سے دوسرے قول کی طرف بھاگتے رہتے ہیں اور کبھی کسی قول میں یقینی بات بھی کہہ دیتے ہیں اور کبھی دوسرے کے خلاف جنگ بھی کر لیتے ہیں اور اس کے قائل کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خود انھیں تحقیق نہیں ہوتی ہے اور یاد رکھئے ایمان تو وہ ہے جب قیصر نے کہا تھا جب اس نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ بتاؤ محمد کے ساتھی ایمان لانے کے بعد واپس بھی چلے جاتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، قیصر نے کہا: ایمان اسی کا نام ہے جب اس کی حلاوت اور چاشنی دلوں میں گھر کر جاتی تو اس سے کوئی دوسرا کبھی ناراض نہیں ہوتا۔‘‘ [2]

اسی لیے بعض سلف نے کہا تھا: ’’جس نے دین کو بحث و مباحثہ اور جنگ و جدل کے

---

[1] الإنتصار لأهل الحديث ص ١٦٥، ١٦٩.

[2] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث صحیح ثابت ہے بخاری وغیرہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



لیے نشانہ بنایا تو اکثر ادھر ادھر بھٹکتا پھرے گا۔"

لیکن آپ اہل سنت کو کبھی ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ اپنے قول وفعل اور اپنے عقیدے سے پھر گیا ہو وہ تو سب سے زیادہ صبر پسند ہوتے ہیں، خواہ کتنا زیادہ آزمائشوں سے گزرنا پڑے۔ بلکہ آزمائشوں سے گزرنا تو انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے پیروکاروں کا وتیرہ رہا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "کسی ایسے شخص پر رشک مت کرو جس کو اس راہ میں آزمائش نہ پہنچی ہو۔" نیز وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ مومن بندہ کو ضرور آزماتا ہے اگر اس نے صبر کرلیا تو اس کیلئے بلند درجات ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝﴾ (العنکبوت: ۱ تا ۳)

"الم، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے محض اس بات کے کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور انھیں آزمایا نہیں جائے گا، یقیناً ہم نے ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا ہے تاکہ اللہ جان لے کون سچے ہیں اور کون جھوٹے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ﴾ (السجدہ: ۲۴)

"اور جب انھوں نے صبر کیا تو ہم نے انھی میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم کی رہنمائی کرتے ہیں اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



’’اور قسم ہے زمانے کی، بے شک تمام انسان خسارے میں ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا اور انھوں نے حق کی وصیت کی اور صبر کی تلقین کی۔‘‘

خلاصۂ کلام یہ کہ اہل حدیث کے یہاں ثابت قدمی اور استحکام زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہ ثابت قدمی اہل کلام اور اہل فلسفہ کے یہاں بالکل نہیں ہے۔ اہل فلسفہ اہل کلام سے زیادہ پریشان حال رہتے ہیں، اس لیے کہ اہل کلام کے پاس کبھی وہ حق ہوتا ہے جو اہل فلسفہ کے یہاں نہیں ہوتا، اسی لیے آپ حسن بصری کو دیکھیں گے کہ وہ ابن سیناء وغیرہ سے زیادہ ثابت قدم ہیں۔ اسی طرح آپ اہل فلسفہ اور اہل کلام کے یہاں بھی خوب اختلافات پائیں گے۔ اس کے باوجود ان دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جو کہتا ہے وہی حق ہے۔ دوسروں کی بہ نسبت اہل حدیث کے یہاں زیادہ اتفاق واتحاد پایا جاتا ہے اور جو جماعت بھی ان کے قریب ہوگی اس کے یہاں بھی اسی قدر اتفاق ہوگا اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ ان کے یہاں اتنے اقوال وآراء ہوتے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ [1]

وہ اختلاف جو مذموم ہے اور کمزوری کا سبب بھی ہے وہ اہل حدیث کے پاس نہیں ہوتا ہے اور یاد رکھئے! اختلافات وانتشار سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول کی سچی اطاعت وفرمانبرداری شروع کردے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ (الانفال: ٤٦)

’’تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں تنازع مت کرو ورنہ کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔‘‘

لہٰذا سنت کی صحیح اتباع اور سلف صالح کے فہم کے مطابق اس کا صحیح فہم ہی اللہ اور اس

---

[1] نقض المنطق ص ٤٢، ٤٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے اور یہی طریقہ کار ہر قسم کے اختلافات سے نجات پانے کا بہترین ذریعہ اور راستہ ہے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ ایک دن نماز صبح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو نصیحت کی وہ نصیحت ایسی دردناک تھی کہ آنکھیں اشک بار ہوگئیں، دل کانپ اٹھے، اتنے میں ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ آخری نصیحت تو نہیں ہے؟ آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی اور سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا اور تم نئے نئے امور سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ گمراہی ہے، لہٰذا تم میں سے جو اس کو پالے وہ میری سنت کو لازم پکڑے اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے اور اس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رہے۔ [1]

ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''میں نے تم کو روشنی میں چھوڑا ہے جس کی رات دن کے مانند ہے اس سے نہیں بھٹکے گا مگر وہ شخص جو ہلاک ہونا چاہتا ہے۔ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا، لہٰذا تم میری سنت کو اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور خوب مضبوطی سے پکڑے رہو اور اطاعت کو لازم پکڑو اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔''

رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت جوامع الکلم میں سے ہے۔ یہ دین کا اصل ہے اور یاد رکھئے کہ انسانی زندگی میں بہت سے تعلقات ہوتے ہیں۔ کبھی اس کا تعلق اس کے رب سے ہوتا ہے، کبھی سماج سے اور کبھی نفس سے، مذکورہ حدیث میں ان تمام تعلقات کا ذکر ہے۔ مثلاً: ((اوصیکم بتقوی اللہ)) میں رب کے ساتھ تعلق کا ذکر ہے اور ((والسمع والطاعة وإن عبد حبشی)) میں سماج کے ساتھ تعلق کا ذکر ہے اور تقویٰ اور تمسک بالسنہ میں نفس کے ساتھ تعلق کا ذکر ہے۔ حدیث میں ایک ایسے امر کے بارے میں خبر ہے جو

---

[1] ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة الخ، ابوداؤد، کتاب السنة، باب ما جاء فی لزوم السنة.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



واقع ہوگا وہ امر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے خبر دیا کہ مسلمانوں میں بہت اختلاف پیدا ہوگا۔ ایسے موقع پر اس سے نجات کا کیا راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين...... الخ . ))

مذکورہ بالا بیانات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی سچی اتباع اور صحابہ کرام کا نقش قدم اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو اختلاف مذموم سے نجات دلایا جا سکتا ہے۔

## پانچویں علامت

# سلفی حضرات شرعی علم حاصل کر کے اور اس پر عمل کر کے دین کی حفاظت کرتے ہیں

اہل حدیث کے نزدیک حقیقی علم سنن و آثار کی اتباع ہے۔ وہ آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کو جمع کرتے ہیں، پھر اس میں غور وفکر کرتے ہیں۔ اسلاف کے اقوال اور ان کے آراء کو جمع کرتے ہیں۔ وہ ایسے اقوال ہرگز نہیں قبول کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کے مخالف ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: مشروع علم اور مشروع عبادت وہ ہے جو صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ البتہ جو علم بعد والوں سے ملا ہے اسے اصل نہیں قرار دینا چاہیے۔ اگر چہ اس کا قائل معذور ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اگر اس نے اجتہاد کیا ہے یا دوسرے کی بات کو لیا ہے تو اجر کا مستحق ہوگا۔"

لہٰذا جس نے کلام کی بنیاد کتاب وسنت اور آثار صحابہ پر رکھا اس نے نبوی راہ کو پالیا۔ اسی طرح جس نے ارادہ عبادت، عمل اور اصول وفروع کے متعلق سماع کی بنیاد ایمان وسنت اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر رکھا اس نے نبوت کا راستہ پالیا۔ یہی ائمہ کرام کا بھی طریقہ تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اصول سنت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: "یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کو مضبوطی سے پکڑنے کا نام ہے اور رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



رحمہ اللہ سے منقول تفسیر کی کتابیں لکھیں اور انھیں سے ثابت حدیث کی کتابیں بھی لکھیں اور یہی اعتماد کے قابل بھی ہیں۔ حتی کہ آپ نے خلیفہ وقت متوکل کے پاس خط میں کہا: میں کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام میں جو کچھ ہے اس کے بارے میں بات کرنا پسند کرتا ہوں اس کے علاوہ نہیں۔ آپ کے باب میں سنت پر اعتماد کیا۔ اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اقوال پر بھی اعتماد کیا۔ اسی طرح آپ نے طالب علموں کے بارے میں کہا کہ: وہ باتیں ضبط تحریر میں لائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، صحابہ کرام اور تابعین سے منقول ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تبع تابعین کے بارے میں تمہیں اختیار ہے۔ ❶

اس میں کوئی شک نہیں کہ سلف صالحین کے اقوال کی معرفت متاخرین کے اقوال کی معرفت سے زیادہ نفع بخش ہے۔ ❷

آپ جب غور کریں گے تو محسوس کریں گے کہ امت محمدیہ کا ہر فرقہ اپنے بارے میں یہی خیال کرتا ہے کہ وہ کتاب وسنت پر قائم ہے، لیکن ان ٹولیوں میں دیکھا جائے گا کہ کون سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام کے منہج پر ثابت قدم ہے۔ اس لیے کہ یہی ناجی فرقہ ہے اور یہی مومنوں کا راستہ ہے۔

امام شافعی نے "الرسالة القديمه" میں صحابہ کرام کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے اور وہ لوگ علم میں ہم سے بلند ہیں۔ اسی طرح اجتہاد، ورع، اور عقل میں بھی ہم سے بہت بلند ہیں۔ ان کے اقوال وآراء، ہمارے اقوال وآراء سے بہت عمدہ ہیں۔ واللہ اعلم ❸

امام اوزاعی نے کہا: صحابہ کرام سے جو کچھ ثابت ہے وہ علم ہے اس کے علاوہ علم نہیں ہے۔ ❹

---

❶ مجموع الفتاوی: ١/٣٦٢، ٣٦٤.

❷ ابن تیمیہ نے اس کو مجموع الفتاوی میں ثابت کیا ہے: ١٣/٢٣، ٢٧.

❸ المدخل الی السنن الکبریٰ ص ١١٠. ❹ جامع بيان العلم وفضله ٢/٢٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com


امام زہری تابعین کے کلام کو لکھتے تھے۔ صالح بن کیسان اس پر ان کی مخالفت کرتے تھے، پھر اس کے چھوڑنے پر کافی شرمندہ ہوئے۔ ❶ یہی طریقہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تھا۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ حدیث سر آنکھوں پر، صحابہ کرام کے اقوال میں اختیار کریں گے، البتہ تابعین کے اقوال میں مزاحمت کریں گے۔ ❷

امام مالک نے کہا: میں نے مؤطا میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ، صحابہ و تابعین کے اقوال و آراء کو ذکر کیا ہے کہیں کہیں اپنی رائے کو بھی ذکر کردیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کچھ نہیں ذکر کیا۔ ❸

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علم کے کچھ طبقات ہیں:

۱: علم کتاب وسنت کا نام ہے شرط یہ ہے کہ سنت ثابت ہو۔

۲: اجماع اس شرط کے ساتھ کہ کتاب وسنت پر وہ مسئلہ نہ ہو تو اجماع کو دیکھیں گے۔

۳: کسی صحابی کا قول ہو اور اس قول کی کسی دوسرے صحابی نے مخالفت نہ کی ہو۔

۴: صحابہ کرام کے اختلافات۔

۵: قیاس۔

کتاب وسنت کی موجودگی میں کسی دوسرے کی طرف نظر نہیں کیا جائے گا بلکہ علم کو اعلیٰ سے حاصل کیا جائے گا۔ ❹

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: اگر کسی مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے تو اس کی موجودگی میں کسی دوسرے قول کو نہیں لیا جائے گا، خواہ صحابی ہو یا تابعی۔

اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال ہیں تو انھیں میں کسی قول کو

---

❶ تقیید العلم للخطیب البغدادی ص ۱۰۶، ۱۰۷، جامع بیان العلم وفضلہ ۷۶/۱، ۷۷.

❷ اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص ۱۰، ایقاظ ھمم اولی الأبصار ص ۷۰.

❸ ترتیب لمدارک ۱۹۳/۱. ❹ المدخل الی السنن الکبری ص ۱۱۰.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اختیار کیا جائے گا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول کو ہرگز نہیں لیا جائے گا اگر اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کا کوئی قول نہیں ہے تو تابعین کے اقوال کو لیا جائے گا۔ ❶

میں کیا کہتا ہوں کہ ائمہ کرام کی بات اس بارے میں ایک ہے۔ اب جو شخص اس منہج سے نکل گیا وہ مومنوں کے راستہ سے نکل گیا۔ واللہ اعلم

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: جس نے قرآن یا حدیث کی تفسیر کی اور صحابہ کرام اور تابعین سے جو تفسیر ثابت ہے اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری تفسیر کی تو اس نے اللہ پر بہتان باندھا۔ وہ ملحد ہے۔ اللہ کے کلام میں تحریف کرنے والا ہے، پھر اس نے زندیق اور ملحد کے لیے دروازہ کھول دیا ہے اور وہ مکمل باطل ہے۔ ❷

کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی آیت یا حدیث کا وہ معنی بیان کرے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ معنی کے خلاف ہو۔

ابن رجب کہتے ہیں: ائمہ سلف امام شافعی، احمد، اسحٰق اور ابوعبیدہ کے زمانے تک کے کلام کو لکھنا ضروری ہے تا کہ انسان بعد والے فتنوں سے محفوظ رہ سکے کیونکہ بعد میں عجیب و غریب فتنے پیدا ہوں گے۔ ❸

چونکہ کتاب وسنت کا فہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کی روشنی میں ضروری ہے، اسی لیے آپ اہل حدیث کو دیکھیں گے کہ قرآن کی تفسیر اور حدیث کے معنی ومفہوم بیان کرنے میں محض لغت، رائے اور عقل کا استعمال نہیں کرتے ہیں بلکہ احادیث میں دیکھتے ہیں سلف کے اقوال کو ان کی کتابوں سے جمع کرتے ہیں اور اسی پر اپنی فقہ واجتہاد کی بنیاد رکھتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ایمان کے باب میں مرجیہ کتاب وسنت، اقوال صحابہ و تابعین کے بیان سے منحرف ہو گئے ہیں۔ انھوں نے اپنی عقل کی بنیاد پر ایمان کی تعریف کی،

❶ المسودة ص ٢٧٦.

❷ مجموع الفتاویٰ ١٣/ ٢٤٣. ❸ بیان فضل علم السلف، ص ٢٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اور یہی طریقہ اہل بدعت کا ہے۔ اسی لیے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زیادہ تر لوگ قیاس اور تاویل کی وجہ سے غلطی کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ معتزلہ، مرجیہ اور رافضہ جیسے بدعتیوں کو دیکھیں گے کہ وہ قرآن کی تفسیر اپنی عقل و رائے سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ احادیث پر اعتماد کرتے ہیں اور نہ ہی اقوال صحابہ وتابعین، اور ائمہ کرام پر اعتماد کرتے ہیں، نہ کتب تفسیر و کتب احادیث اور آثار سلف پر بھروسہ کرتے ہیں بلکہ لغت ادب اور اہل الکلام کی کتابوں پر کلی اعتماد کرتے ہیں، یہی طریقہ کارملحدوں کا بھی ہے۔

یہ لوگ انبیاء کرام کے نصوص سے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ علم کا فائدہ نہیں دیتی ہے۔ [1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہے ’’تم کسی ایسے مسئلہ میں بات مت کرو جس کا کوئی امام نہ ہو اور یاد رکھو فہم قرآن و احادیث اور آثار سلف کو چھوڑ کر محض لغت و عقل پر اعتماد کرنا اس زمانے میں مستشرقین کا طریقہ ہے۔ اگر انھیں کسی قول وغیرہ کی ضرورت پڑی تو جاحظ کی کتابوں سے نقل کرلیا یا پھر اغانی، العقد الفرید سے نقل کرلیا اور اگر نقل کرنا مشکل ہوگیا تو کہتے ہیں، یہی عقل کا تقاضا ہے۔‘‘

ایک مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کا سچا متبع ہے وہ فہم قرآن وسنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کے ساتھ مقید کردیتا ہے ان سے نکلنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اگر کہیں کسی مسئلہ میں اجتہاد کی ضرورت محسوس ہوئی تو سلف کے اقوال کو دیکھتا ہے اگر سلف سے کوئی قول مل گیا تو لے لیتا ہے ورنہ اس مسئلہ کو ترک کردیتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر قسم کی بھلائی سلف صالحین کی پیروی میں ہے اور ہر قسم کی شر بعد کی بدعتوں میں ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ امام اوزاعی نے کہا علم وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو ورنہ علم نہیں ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگ برابر خیر میں رہیں گے جب تک علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بڑوں سے لیتے رہیں گے اور جہاں انھوں نے علم اصاغر سے لینا

[1] الإیمان ص ١١٤.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



شروع کیا وہیں ان میں اختلاف پیدا ہوگیا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام اور کبار تابعین سے جو کچھ ثابت ہے وہی علم ہے اور جو کچھ لوگوں نے بعد میں ایجاد کیا ہے وہ انتہائی مذموم ہے۔

سلف صالحین علم اور رائے میں فرق کرتے تھے۔ وہ لوگ سنت کو علم کہتے تھے، اس کے علاوہ سب رائے ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ علم رسول اللہ ﷺ سے لیا جائے گا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رہا تابعین کو ان کے بارے میں اختیار ہے۔

ابن مبارک کہتے ہیں: سنت معتمد علیہ ہے اور اگر رائے کو لینا چاہتے ہو تو وہ رائے لو جو خبر کی تفسیر کرتی ہو۔ حاصل کلام یہ کہ اگر رائے کی بنیاد کتاب وسنت ہے تب تو محمود ہے ورنہ مذموم ہے۔

مذکورہ بالا سطور کی بنیاد پر چند امور قابل غور ہیں:

## ا: سلفی حضرات دین میں عقل ورائے کا استعمال نہیں کرتے ہیں:

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ:

((لو كان الدين بالرأي؛ لكان أسفل الخف أولٰى بالمسح من أعلاه، وقد رأيت رسول الله ﷺ يمسح علىٰ ظاهر خفيه.)) ❶

"اگر دین رائے وعقل پر ہوتا تو موزہ پر مسح کرنا نیچے افضل ہوتا نہ کہ اوپر۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر مسح کرتے تھے۔"

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی رحمہ اللہ نے کہا: تمام اہل علم پر واجب ہے کہ اتباع کو لازم پکڑیں اور جن اصول پر قرآن نازل ہوا ہے اور جن پر سنت وارد ہوئی ہے، انھیں مقصد بنائیں نہ کہ عقل ورائے کو اصول کا مقصد بنائیں۔ ❷

ابومظفر سمعانی نے کہا: اہل حق نے کتاب وسنت کو اپنے سامنے رکھا اور انہی دونوں سے دین

---

❶ ابو داؤد، كتاب الطهارة، باب كيف المسح، حديث: ١٦٢.

❷ ذم الكلام للهروى بواسطة صون المنطق والكلام، ص ٦٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



حاصل کیا اور عقل ورائے کو کتاب وسنت پر پیش کیا اگر وہ دونوں کے موافق ہے تو اسے لے لیا اور اللہ کا شکر ادا کیا اور اگر مخالف دیکھا تو اسے چھوڑ دیا اور کتاب وسنت کو لازم پکڑ لیا۔ کیونکہ کتاب و سنت صرف حق کی راہنمائی کرتی ہیں، اور رائے میں حق و باطل دونوں کا امکان ہوتا ہے۔ ❶

نیز انھوں نے یہ بھی کہا: ''اہل سنت صرف انہی چیزوں کو لیتے ہیں جن کو کتاب وسنت کہتی ہے۔ واضح اور صحیح دلائل سے حجت پکڑتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور دوسرے دینی امور میں رائے اور عقل کو ہرگز داخل نہیں کرتے۔ اسی پر انھوں نے اپنے اسلاف اور ائمہ کرام کو پایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا o وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا o﴾ (الاحزاب: ٤٥ تا ٤٦)

''اے نبی! بے شک ہم نے تم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کہ بھیجا ہے اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدہ: ٦٧)

''اے رسول! جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے تم اس کی تبلیغ کرو اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تم نے اس کے پیغام کی تبلیغ نہیں کی۔''

رسول اللہ ﷺ نے خطبۃ حجۃ الوداع کے موقع پر مختلف مقامات میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا: ''الا هل بلغت'' ❷ بھلا بتاؤ کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ یہ ان اُمور

---

❶ الإنتصار لأهل الحديث لأبی المظفر السمعانی بواسطة صون المنطق والكلام ص ١٦٦، ١٦٧.

❷ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ لفظ ثابت ہے۔ صحیح بخاری، كتاب الإحكام حديث: ٧١٩٢، صحيح مسلم، كتاب الكسوف، حديث: ٩٠١، خطبة يوم النحر، صحيح بخاری، كتاب الحج (١٧٤١)، صحيح مسلم كتاب الحج (١٦٧٩).

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



میں تھا کہ جو آپ پر نازل ہوا اور جس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دین کے تمام امور چھوٹے ہوں یا بڑے، سب کو بہت واضح انداز میں بتا دیا ہے۔ آپ نے تبلیغ دین میں کبھی تاخیر نہیں کی اور نہ ہی سستی سے کام لیا۔

سمعانی رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا کہ ''ہمیں اتباع اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح دین وشریعت نے ہمارے لیے جن امور کو مشروع قرار دیا ہے انھیں لازم پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور واضح رہے کہ ان امور تک پہنچنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے سنت رسول اللہ ﷺ! جس کو امت کے انتہائی ثقہ راویوں نے روایت کر کے ہم تک پہنچایا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ان حدیثوں کو سنیں پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ اس کے برعکس عقل پر اعتماد کرنا، سمع کی بنیاد اس کو بنانا، شرع میں مذموم ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ اب ہم مختصراً یہ بیان کریں گے کہ شریعت نے کس قدر عقل استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔'' ❶

سمعانی کے شاگرد رشید علامہ اصبہانی نے کہا: ''سنت لوگوں کے لیے دینی امور کو واضح کرتی ہے، لہٰذا ہمارے لیے اس کی اتباع ضروری ہے، اس لیے کہ شریعت اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی ہے نہ کہ اس کی بنیاد انسانی عقل ورائے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے سنت کو مکمل طور پر واضح کر دیا ہے اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو گیا۔'' ❷

## ۲: اہل حدیث کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ اہل علم کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں:

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے:

((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ،

❶ الإنتصار الحديث ص ١٤٨.
❷ الحجة في بيان الحجة: ٢/ ٤٤٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّىٰ الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَىٰ سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ . )) ❶

''جو شخص ایسا راستہ اختیار کرتا ہے جس میں علم تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلائے گا، فرشتے طالب علم کی خوشی میں اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ پھر اس عالم کے لیے آسمان و زمین کی تمام چیزیں مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے دینار و درہم نہیں چھوڑا ہے بے شک انھوں نے علم کو چھوڑا ہے، لہٰذا جس نے علم سیکھا اس نے بہت زیادہ حصہ سیکھا۔''

ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث واضح طور پر یہ بات بیان کرتی ہے کہ جن علماء کی فضیلت اس میں بیان کی گئی ہے یہ وہی علماء ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "العلماء ورثة الانبياء" اور انبیاء نے صرف علم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم آپ کی سنت ہے۔ اب جس نے اس کو نہیں سیکھا وہ انبیاء کا وارث نہیں ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ

❶ یہ حدیث حسن ہے۔

❷ الإحسان بتقريب صحيح ابن حبان ١/ ٢٩٥، رقم: ٨٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



﴿وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

(النساء : ۸۳)

''اور جب انھیں امن یا خوف کی کوئی خبر ملے تو اس کو انھوں نے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے اوپر نہ ہوتی تو چند لوگوں کو چھوڑ کر تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسائل کی معلومات کے لیے علماء کی طرف رجوع کیا جائے گا نہ کہ اہل رائے کی طرف، کیونکہ اہل رائے اہل استنباط میں سے نہیں ہیں۔

علامہ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بندہ کو چاہیے کہ جب اس کے پاس کوئی اہم واقعہ پیش آئے جس کا تعلق امن وامان اور مسلمانوں کی خوشی سے ہو یا کوئی خوف کا معاملہ آئے تو اس پر صبر سے کام لے اور اس کو عام کرنے میں جلدی نہ کرے۔ بلکہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دے یا اہل علم کی طرف لوٹا دے جو معاملات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اگر دیکھیں کہ اس کو عام کرنے میں مسلمانوں کی مصلحت ہے تو کر سکتے ہیں اور اگر دیکھیں کہ مسلمانوں کی مصلحت نہیں ہے یا اگر ہے بھی تو نقصان مصلحت سے زیادہ ہے تو اس وقت اس کو عام نہ کریں۔ اسی لیے فرمایا: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ﴾ نیز اس آیت میں کسی بھی معاملہ کو میں جلدی کرنے سے روکا گیا ہے۔ پھر کہا: ﴿وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ﴾ اس میں اللہ کی توفیق وتائید شامل حال ہے اور تمہیں ایسی تعلیم مل رہی ہے جس کو تم نہیں جانتے تھے۔ ﴿لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ اس لیے کہ انسان طبعی اعتبار سے ظالم ہے جاہل ہے۔ اس کا نفس اس کو برائی کی طرف آمادہ کرے گا، لیکن جب بندہ اپنے رب کی طرف رجوع ہوا تو شیطان رجیم سے محفوظ ہو گیا۔ [1]

---

[1] تفسير ابن سعدی.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



دینی امور میں علماء کی طرف رجوع نہ کرنے پر ایک تو ان کا حق ضائع ہوتا ہے اور پھر اس کے علاوہ بہت سے نقصانات ہیں۔ مثلاً امت پر ذلت و رسوائی طاری ہوتی ہے جیسے کہ حدیث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم عینہ کی تجارت کرنے لگو اور بیلوں کے دم پکڑنے لگو گے اور زراعت وکھیتی کو پسند کرو گے اور جہاد کو ترک کرو گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ تم پر ذلت رسوائی کو مسلط کردے گا، اس ذلت کو تم سے اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف پلٹ نہ آؤ۔ ❶

ظاہر بات ہے کہ جب علماء کرام کی طرف رجوع نہیں کریں گے جن علماء کے پاس کتاب وسنت کا علم ہے تو انھیں دینی معلومات نہیں حاصل ہوسکتی۔ بعد میں یہ ہوگا کہ جاہل لوگوں کو اپنا سردار بنائیں گے۔ ان سے بگاڑ کے سوا اور کیا حاصل ہوگا! دین تو وہ ہے جو حدیث جبرئیل میں مذکور ہے، یعنی اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی علامتوں کا بیان ہو۔ اسی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر تمھیں معلوم ہے یہ کون تھے؟ انھوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرئیل تھے وہ تمھارے پاس اس لیے آئے تھے تاکہ تمھیں تمھارے دین کی تعلیم دیں۔ ❷

اسی طرح علماء کی صحبت نہ اختیار کرنے سے مومنوں کے صحیح راستے کا علم نہیں ہوسکتا۔ جب صحیح راستے کا علم نہیں ہوگا تو بدعت اور بدعتی اپنی راہیں اس کے لیے کھول دیں گے اور وہ اسی میں ملوث ہوجائے گا، جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے۔ شیعہ، خوارج، معتزلہ اور صوفیوں کا یہی حال ہے۔ یہ لوگ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے جارہے ہیں۔

---

❶ مسند احمد، وابوداؤد کتاب البیع حدیث نمبر: (٣٤٦٢) (عینہ) اس بیع کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک چیز مقرر قیمت پر ایک مقرر وقت تک کے لیے فروخت کرلے، جب یہ مقرر وقت مکمل ہوجائے تو خریدار سے وہی چیز کم قیمت پر خرید لے تاکہ زیادہ رقم اس کے ذمہ باقی رہ جائے۔ عینہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا کہ فروخت کردہ وہی چیز اسی حالت میں حاصل ہوجائے اور اصل مال خریدار اسے لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس پھر پہنچ جائے۔

❷ صحیح مسلم حدیث: ٨.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



علامہ شاطبی فرماتے ہیں کہ ایک بدعتی نے علم کلام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ شافعی اور ابوحنیفہ کا علم حیض و نفاس سے آگے نہیں بڑھتا ہے یہ ان منحرفین کی باتیں ہیں۔'' قاتلهم الله . ❶

## اہل سنت والجماعت کے نزدیک اصلاح کا طریقہ

مخلوق میں تغیر اور تبدیلی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا ایسے موقع پر تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اطاعت کو بھی لازم پکڑو اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ ❷

اس حدیث میں استدلال یہ ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اختلافات پیدا ہوں گے۔ اس معنی کے صحیح ہونے پر سالم کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام درداء سے سنا وہ کہہ رہی تھیں کہ:

((دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ، فَقُلْتُ: مَا أَغْضَبَكَ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا .)) ❸

''میرے پاس ابودرداء غصہ کی حالت میں تشریف لائے۔ میں نے کہا: آپ کو کس نے غصہ میں ڈال دیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں امت محمد ﷺ کے متعلق اتنا جانتا ہوں کہ وہ صرف اکٹھا نماز پڑھتے ہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابودرداء کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام اعمال میں نقص اور تغیر پیدا ہوگیا ہے، سوائے نماز کے کہ اس میں لوگ اکٹھا نماز پڑھتے ہیں۔ یہ امر نسبی ہے

---

❶ الاعتصام: ٢/٢٣٩. ❷ اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الإذان، فضل صلاة الفجر فی جماعة، حدیث: ٦٥٠.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کی حالت سب سے اچھی تھی۔ پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بعد کے زمانے سے بہتر حالت تھی۔ ابودرداء نے یہ بات اپنی آخری عمر میں کہی تھی۔ یہ خلافت عثمان کے آخر کا زمانہ ہے۔ اب آپ بتائیں کہ جب ابودرداء کے دور کا یہ حال ہے تو بعد کے لوگوں سے لے کر آج تک کا کیا حال ہے۔ آج حالات سب سے بدتر ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر اہل سنت والجماعت کے نزدیک اصلاح وسدھار کے لیے پانچ ضابطے اور اصول ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا اصول...... یہ ہے کہ انھیں سب سے پہلے اللہ کی عبادت کی طرف بلایا جائے، کیونکہ یہی طریقہ تمام انبیاء ورسل کا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ٥﴾

(النحل : ۳)

''اور ہم نے ہر قوم میں پیغمبر بھیجا یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو، ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دے دی اور بعض ایسے ہیں کہ ان پر ضلالت ثابت ہو چکی، پس تم لوگ زمین میں چلو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟''

نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ٥﴾ (الاعراف : ۵۹)

''ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم! تم سب اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے بے شک میں تمہارے اوپر بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہود علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ (الاعراف: ٦٥)

''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انھوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں۔''

صالح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝﴾

(الاعراف: ٧٣)

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو، انھوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے واضح دلیل آچکی ہے یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے بطور نشانی ہے تم اس کو چھوڑ دو اللہ کی زمین میں کھائے پیے، اس کو تم کچھ تکلیف نہ پہنچانا، ورنہ تم کو دردناک عذاب آ پکڑے گا۔''

شعیب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (الاعراف: ٨٥)

''اور مدین کی جانب ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) انھوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



تمھارے پاس تمھارے رب کی جانب سے واضح دلیل آچکی ہے تم ناپ تول میں پورا پورا دو۔ لوگوں کو ان کے اشیاء میں کمی مت کرو اور تم زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔''

ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (العنكبوت: ١٦)

''اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا: تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جان سکتے۔''

یہی طریقہ کار رسول اللہ ﷺ نے بھی انجام دیا تھا۔ جب آپ نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا:

((إِنَّكَ تَقْدِمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَىٰ أَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالَىٰ، فَإِذَا عَرَفُوا ذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَىٰ فَقِيرِهِمْ، فَإِذَا أَقَرُّوا بِذَلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.)) [1]

''تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جاؤ گے، لہٰذا سب سے پہلے تم انھیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اگر وہ لوگ اس کو سمجھ جائیں تو انھیں بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

[1] صحيح بخاری، كتاب التوحيد حديث (٧٣٧٢)، صحيح مسلم كتاب الإيمان، حديث: ١٩.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں ان پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے، ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے فقیروں پر خرچ کیا جائے گا جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو ان سے لے لو اور عمدہ مال لینے سے بچو۔''

اب جو لوگ اصلاح کی دعوت دیتے ہیں اور اپنی اصلاحی دعوت کو سیاسی اور اقتصادی وغیرہ امور تک محدود کردیتے ہیں تو یقیناً انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور ان کا یہ عمل انہی کی طرف لوٹا دیا جائے گا کیونکہ بہتر یہ تھا کہ وہ پہلے توحید کی دعوت دیتے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کا عمل تھا۔

اہل حدیث اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر پورا یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بندے صحیح طریقے سے اللہ کی عبادت کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ زمین میں انھیں خلیفہ بنا دے گا۔ ان کے لیے ان کے دین کو مضبوط کردے گا اور ان کے خوف کو امن وسکون سے بدل دے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَّمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

(النور: ۵۵)

''اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کیا، اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنا دے گا جس کو ان کے لیے پسند کرلیا ہے اور ان کے خوف کے بعد ان کو امن وراحت میں بدل دے گا۔ وہ لوگ میری عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



ہیں۔ اس کے بعد جس نے کفر کیا تو یہی لوگ فاسق ہیں۔''

دوسرا اصول...... یہ ہے کہ اصلاح فرد سے شروع کی جائے نہ کہ جماعت سے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ہر انسان اپنے آپ سے شروع کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء: ٢١٤)

''اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَصَدَّقُوْا! فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، عِنْدِيْ دِيْنَارٌ. قَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى نَفْسِكَ. قَالَ: عِنْدِيْ آخَرُ. قَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى زَوْجَتِكَ. قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ. قَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى وَلَدِكَ قَالَ: عِنْدِيْ آخَرُ. قَالَ: تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى خَادِمِكَ قَالَ: عِنْدِيْ آخَرُ. قَالَ: أَنْتَ أَبْصَرُ.)) [1]

''تم لوگ صدقہ کرو، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے اپنے آپ پر خرچ کرو، اس نے کہا: میرے پاس دوسرا بھی ہے، آپ نے فرمایا: اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو، اس نے کہا: میرے پاس دوسرا بھی ہے: آپ نے فرمایا: اسے اپنے بچے پر خرچ کرو، میرے پاس اس کے علاوہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے اپنے خادم پر خرچ کرو، پھر اس نے کہا: میرے پاس دوسرا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اب تو زیادہ جانتا ہے۔''

اب آپ خود غور کریں کہ جب صدقہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ پہلے اپنے سے شروع کرو تو اصلاح کے معاملے میں کیا ہونا چاہیے؟ ظاہر بات ہے کہ پہلے خود اپنے نفس سے شروع کرے۔ اس کے بعد فرد سے، اس کے بعد خاندان سے، اسی طرح اصلاح کا

[1] سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر (٢٥٣٥)، ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ حدیث: ١٦٩١.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



کام کرتا جائے۔

تیسرا اصول...... یہ ہے کہ قول وعمل سے پہلے علم ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: باب العلم قبل القول والعمل" اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: ۱۹) "پس جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔" یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے علم سے شروع کیا ہے۔ اسی لیے علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انھوں نے علم کو چھوڑا ہے، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے وافر حصہ حاصل کیا اور جو شخص طلب علم کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے راستے کو آسان بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

(الملك: ۱۰)

"وہ لوگ کہیں گے: کاش! ہم نہ سنتے یا سمجھتے تو جہنم والوں میں سے نہ ہوتے۔"

بہر حال قول وعمل سے پہلے علم ہونا بہت ضروری ہے تا کہ کوئی بات کہے تو دلیل کے ساتھ کہے۔ اب اگر وہ کوئی راہ اختیار کرتا ہے تو اس کو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ راہ کتاب و سنت کے خلاف تو نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ منبر پر چڑھ کر حاکم وقت کے خلاف بولنا شروع کر دے۔ اس کے خیال میں یہ اصلاح ہے حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

عیاض بن غنم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من أراد أن ينصح لذي سلطان، فلا يبدأ علانية، ولكن يأخذ بيده، فيخلوا به، فإن قبل منه فذاك، وإلا كان قد أدى الذي عليه.)) [1]

"جو شخص سلطان کو نصیحت کرنا چاہتا ہے تو اس کو علانیہ نہیں شروع کرنا چاہیے بلکہ

[1] مسند احمد، ۴۰۳/۳، کتاب السنه عصم ۷۳۷/۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



اس کو تنہائی میں لے جائے اور وہاں نصیحت کرے اگر اس نے قبول کرلیا تو بہتر ہے ورنہ اس نے اپنی ذمہ داری ادا کردی۔"

چوتھا اصول...... یہ ہے کہ اس کا علم سلف صالحین کے منہج کے موافق ہو۔

معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو فرمایا:

((أَلَا إِنَّ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلَىٰ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَىٰ ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةِ.)) (1)

"خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، بہتر جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا اور وہ جماعت ہے۔"

لہٰذا جو علم کا متلاشی ہو اسے چاہیے کہ وہ مومنوں کا راستہ اختیار کرے۔ بدعتیوں کا راستہ ہرگز نہ اختیار کرے۔

یہی اصلاح کے اصول وضوابط ہیں اب جس نے ان کی مخالفت کی وہ فساد کرنے والوں میں شمار ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ۝﴾ (البقرہ: ۱۱تا۱۲)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ خبردار یہی فساد کرنے والے ہیں لیکن انھیں شعور نہیں۔"

---

(1) مسند احمد ۲/ ۱۰۲، ابوداؤد کتاب السنة، حدیث: ۴۵۹۲، والآجری الشریعة الطبعة المحققة ۱/ ۱۳۲.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



پانچواں اصول...... یہ ہے کہ وہ اپنی دعوت میں ایسی صفات سے متصف ہو جائے جن کو قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور سلفی آثار نے واضح کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (یوسف: ۱۰۸)

''تم کہہ دو یہی میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف پورے بصیرت کے ساتھ بلاتا ہوں میں اور وہ جنھوں نے میری اتباع کی اللہ کی ذات پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ (النحل: ۱۲۵)

''تم اللہ کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اچھے انداز سے بحث ومباحثہ کرو بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو اس کی راہ سے گمراہ ہو گیا اور وہ ہدایت یافتہ کو بھی اچھی طرح جانتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (لقمان: ۱۷)

''اے میرے بیٹے نماز قائم کرو اور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو برائی بھی تمہیں لاحق ہو اس پر صبر کرو بے شک یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔''

سعید بن ابی بردہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ اور ابوموسیٰ کو یمن کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا:

((یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَهَا وَلَا تَخْتَلِفَا .)) (متفق عليه)

''تم دونوں آسانی کرنا، سختی مت کرنا۔ بشارت دینا، متنفر نہ کرنا، اطاعت کرنا، اختلاف نہیں کرنا۔''

مذکورہ بالا نصوص کی روشنی میں داعی کی صفات یہ ہیں:

۱: جس چیز کی طرف دعوت دے رہا ہے اس کی مکمل جانکاری ہو۔

۲: دعوت میں نرمی کا اسلوب ہو۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَo﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

''اللہ کی رحمت کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم ہو گئے ہو لیکن اگر تم سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے اردگرد سے بھاگ جاتے، لہٰذا تم انہیں معاف کردو، ان کے لیے مغفرت طلب کرو، معاملات میں ان سے مشورہ لو جب پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

۳: دعوت میں حلم و بردباری ہو، نہ جلدی کرو اور نہ ہی غصہ کرو بلکہ غصہ کے وقت اس کو پی جاؤ۔

۴: دعوت کے لیے صبر ضروری ہے کیونکہ اس راہ میں نوع بنوع مشکلات آئیں گی، لہٰذا ان مشکلات کو صبر و استقامت کے ساتھ طے کرنا چاہیے۔

یہ وہ مذکورہ صفات ہیں جن کی رعایت داعی کے لیے بہت ضروری ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے: سنت کا حکم دینا، بدعت سے روکنا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یہ سب سے افضل اعمال میں سے ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



سے اللہ کی رضا کا طالب ہو اور یہ صورتحال کے مطابق ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

## خاتمۂ کلام

میں اس کتاب کو چند اہم نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں! جو کہ درج ذیل ہیں:

دین سیکھنے کا اہتمام کیجیے اور سنت نبوی کو لازم پکڑے رہیے۔ ابو عالیہ کہتے ہیں: دین کو سیکھئے جب دین سیکھ لو تو اس کو مت چھوڑو، صراط مستقیم کو لازم پکڑو کیونکہ یہی اسلام ہے۔ دائیں بائیں جا کر اس راستہ کو نہ بدلو، اپنے پیارے نبی محمد ﷺ کی سنت پر قائم رہو اور جان لو کہ اسی پر صحابہ کرام بھی قائم تھے۔ نفسانی خواہشات اور نفس پرستی سے بچتے رہو کیونکہ یہ لوگوں کے درمیان عداوت و دشمنی پیدا کرتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جس نے قرآن سیکھا اس کی قدر ومنزلت بڑھ گئی، جس نے فقہ میں کلام کیا اس کی قدر بڑھ گئی، جس نے حدیث لکھی اس کی محبت پختہ ہوگئی اور جس نے اپنے نفس کی حفاظت نہیں کی اس کا علم اس کو کچھ فائدہ نہیں دے سکے گا اور جس نے حساب میں غور وفکر کیا اس کی رائے پختہ ہوگئی۔

ابن حبان کہتے ہیں: ہر قسم کی سلامتی اور ساری کرامت وفضیلت سنت نبوی کو مضبوطی سے پکڑنے میں ہے۔ اس کا چراغ کبھی بجھ نہیں سکتا۔ اس کے دلائل کبھی مٹ نہیں سکتے۔ اب جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ محفوظ ہوگیا اور جس نے مخالفت کی وہ ذلیل ورسوا ہو کر رہے گا۔ کیونکہ یہی سنت مضبوط قلعہ ہے اس کی فضیلت واضح ہو چکی ہے اور اس کی رسی بھی کافی مضبوط ہے۔ جس نے اس کو مضبوطی سے تھام لیا وہ قیادت کرے گا اور جو اس کے خلاف چلے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اسی پر میں اپنی اس کتاب کو ختم کرتا ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بِنِعْمَتِهِ تَتِمَّ الصَّالِحَاتُ

وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



وَصَلِّ اَللّٰھُمَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، وَبَارِکْ اللّٰھُمَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com



# ہماری دیگر کتب

## ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی حفظہ اللہ

۱۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
۳۔ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۴۔ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۵۔ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ
۶۔ سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

## دیگر کتب

۷۔ الصادق الامین
۸۔ علامہ ابن باز رحمہ اللہ
۹۔ توبہ وتقویٰ
۱۰۔ تحفہ وقت
۱۱۔ دنیا کا خاتمہ (4 کلر)
۱۲۔ شیطانی وسوسے
۱۳۔ منہاج السنہ
۱۴۔ حسن معاشرت سے شوہر کی اصلاح
۱۵۔ نجات یافتہ کون
۱۶۔ اسلام میں اختلاف کے اُصول وآداب
۱۷۔ سیلنگ اینڈ سیلز مینجمنٹ
۱۸۔ عقیدہ ایمان اور منہج اسلام
۱۹۔ روشنی اور اندھیرا
۲۰۔ غم کا علاج
۲۱۔ شرعی دَم کے ذریعے علاج
۲۲۔ بابل سے بطحاء تک (سیرت ابراہیم علیہ السلام)
۲۳۔ خیر القرون
۲۴۔ سلفی خطبات
۲۵۔ اولیاء حق وباطل
۲۶۔ صحیح دُعائیں اور اذکار (شیخ البانی رحمہ اللہ)
۲۷۔ بدعات کا انسائیکلوپیڈیا
۲۸۔ شرح عقیدہ واسطیہ (اُردو ترجمہ)
۲۹۔ ایمان کا راستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

AL-FURQAN TRUST

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

# السلفية

حقيقتها، اصولها، موقفها من المذاهب شبهة حولها

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

جمعها و شرحها

فضیلۃ الشیخ عمرو عبد المنعم سلیم حفظہ اللہ

المترجم

فضیلۃ الشیخ ابو حماد عبد الغفار مدنی حفظہ اللہ


**الفرقان ٹرسٹ**

خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

**مکتبۃ الکتاب**

حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145


محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ